وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ
(الزمر 33)

# ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی القرآن

مؤلف

محمد علی قادری سکندری السندی

مکتبہ فاطمۃ الزہرا

بفیضانِ کرم

قطب الاعلم امام العاشقین سراج الامہ کاشف الغمہ امام الائمہ امام اعظم ابو حنیفہ

**نعمان بن ثابت** رضی اللہ تعالی عنہما

قطب الاعلم امام العارفین سیدی و مرشدی سید **محمد راشد** الروضہ دھنی الحسنی الحسینی

# اَبُو بَکْرٍ فِی الْقُرْآنِ



## محمد علی قادری سکندری السندی

ایم اے عربک/اسلامیات

فاضل: رکن الاسلام جامعہ مجددیہ

یونیورسٹی آف سندھ جامشورو

کتاب: اَبُوْ بَکْرٍ فِی الْقُرْآنِ

تالیف: محمد علی قادری سکندری السندی

نظر ثانی: مفسر قرآن حضرت علامہ مفتی ابوالرضا منظور علی عباسی قادری

زیرِ اہتمام: جماعتِ محمدیہ قادریہ سکندریہ حیدرآباد پاکستان

بار اشاعت: اول

سن اشاعت: ربیع الاول 1446/ستمبر 2024

ناشر: مکتبہ فاطمۃ الزہرا (حیدرآباد) 03153999389-03032426460

باہتمام: جماعت محمدیہ قادریہ سکندریہ

Hafizmali84@gmail.com

تعداد: 1000

ہدیہ:

ملنے کا پتہ:

ورلڈ ویو پبلشرز اردو بازار لاہور دکان نمبر 11 فرسٹ فلور الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ: 03333585426

مکتبہ نعیمیہ کراچی 03002080345

مکتبہ زمزم آفندی ٹاؤن حیدرآباد 03134812626

سندھ کتاب گھر پریس کلب حیدرآباد: 03123467513

نور مصطفیٰ جامع مسجد عبداللہ آرکیڈ جامعۃ المصطفویۃ القادریۃ الرضویۃ: 03003728310

آستانہ عالیہ پیغام حسین لیاقت کالونی حیدرآباد: 03003071211

Islamic Book Corporation: Address: J376+8RC, Iqbal Rd, Naya Mohalla, Rawalpindi: Phone: (051) 5536111

## فہرست

# انتساب

سید الانس والجان محبوب رب المشرقین ورب المغربین جد الحسن والحسین مولانا و مولی الثقلین سید الانبیاء والمرسلین و خاتم النبیین

**ابو القاسم محمد بن عبد اللہ ﷺ**

خلیفۃ المسلمین امام خلفائے راشدین مولی المؤمنین حجۃ الاسلام والدین نائب امام الانبیاء والمرسلین خلیفۂ اول بلا فصل سیدنا

**ابو بکر صدیق** رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ

ام المؤمنین محبوبۂ رب المشرقین ورب المغربین سیدتنا

**عائشہ صدیقہ بنت صدیق** رضی اللہ تعالیٰ عنہما وارضاھما

امیر المؤمنین، امام المتقین، مولی المؤمنین، سید المسلمین، حجۃ العالمین، یعسوب الدین، خلیفۂ چہارم، اسد اللہ الغالب، سیدنا

**علی بن ابی طالب** رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ

جگر گوشۂ محبوب رب العالمین، ام الحسن والحسین، سیدۃ نساء العالمین، مرکز مرج البحرین، سیدتنا

**فاطمۃ الزہرا** رضی اللہ تعالیٰ عنہا وارضاھا

محی الملۃ مقیم السنۃ ملاذ العلماء معاذ العرفا امام الائمہ **سیدنا غوثنا الاعظم** رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ

امام العارفین مجدد کبیر مرجع الخلائق پیر سائیں سید **محمد راشد** روزہ دھنی رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ

درگاہ عالیہ پیر سائین پگارا پیر جو گوٹھ

خواجۂ خواجگاں قیومِ زماں قاطع رافضیت و خارجیت حضرت خواجہ پیر **محمد ابراہیم جان** سرہندی فاروقی مجددی قدس سرہ العزیز

خواجۂ خواجگاں عارف باللہ حضرت قبلہ عالم سائیں پیر جان **آغا جان** سرہندی فاروقی مجددی دامت برکاتہم العالیہ

قاسم نعمتِ قرآن استاذی حضرت علامہ مولانا حافظ

**عبد الرحمان بن محمد سلیمان سکندری** اطال اللہ تعالیٰ ظلہ علینا

# ابتدائیہ

الحمد لله الذی هدانا بهدایة العلم والعرفان والصلاة والسلام علی رسوله صاحب الوحی والفرقان

امابعد!

محبت ایک ایسا عظیم اور گراں بہا جذبہ ہے جو ہر شے کی نشو ونما تعمیر وترقی اور حسن و دلکشی میں اضافہ کرتا ہے۔ یہ نفرت کی ضد ہے جو محنت و مشقت، تلاش و جستجو، افکار وخیالات اور عزم و استقلال کو جلا بخش کر کمزور کو طاقتور، پست کو بلند اور ادنا کو اعلی بنادیتا ہے۔ کائنات کی تخلیق اسی جذبے کی مرہونِ منت ہے۔

پروردگار عالم نے اپنے نائب حضرت انسان کو بھی اس جذبے کا وافر حصہ عطا فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس جہانِ رنگ وبو کی مختلف اشیا اور افراد سے محبت ہر انسان کے دل میں فطری طور پر موجود ہوتی ہے۔ لیکن اس کی یہ شدید محبت اسے اپنی اصل منزل مقصود سے بھٹکانے کا باعث بھی بن سکتی ہے اس لیے رب تعالیٰ نے اس خطرے سے بچنے کے لیے ان الفاظ میں رہ نمائی فرمائی:

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَ اَبْنَاؤُكُم وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَأَمْوَالُ ۟اقْتَرَفْتُمُوهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنَ اللهِ وَ رَسُوْلِهِ وَ جِهَادٍ فِي سَبِيْلِهِ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَأْتِيَ اللهُ بِأَمْرِهِ ، وَ اللهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ

آپ فرمادیجیے اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کا مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہاری پسند کا مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔[1]

اس آیۂ مقدسہ میں یہ سبق دیا گیا ہے کہ ایک مومن کے لئے لازمی ہے کہ وہ دنیوی چیزوں اور

---

[1] التوبہ 24

رشتوں سے بڑھ کر اللہ تعالی اس کے رسول ﷺ اور جہاد سے محبت رکھے اور بوقت ضرورت اپنی تمام محبتوں کو ان تین محبتوں پر قربان کردے۔

یہاں پر یہ تین محبتیں ذکر کرتے ہوئے وسط میں رسول اللہ ﷺ کی محبت بیان ہوئی، جس میں یہ لطیف رمز موجود ہے کہ ان تینوں محبتوں کا مرکز و محور پیارے محبوب ﷺ کی محبت ہے یعنی ہر چیز سے بڑھ کر محبتِ رسول اللہ ﷺ سے اپنے قلوب کو مزین کرنا چاہیے اور پیارے محبوب ﷺ کی محبت کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کی ذاتِ اقدس سے تعلق اور نسبت رکھنے والی ہر شے اور ہر ہستی یعنی امہات المؤمنین، صحابۂ کرام، اہلِ بیت عظام رضوان للہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اولیائے کرام سے محبت کی جائے اور ان میں سے اہلِ بیتِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت خصوصی اہمیت کی حامل ہے، جس کا تقاضا ہر مسلمان سے قرآنِ حکیم نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

قُلْ لَّآ اَسْـَٔـلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جب سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے قرابت داروں سے کون لوگ مراد ہیں جن کی محبت ہم پہ واجب کی گئی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علی المرتضی۔ فاطمۃ الزہرا اور ان کے دونوں بیٹے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

لیکن افسوس کا مقام یہ ہے کہ اس پُر فتن دور میں صحابۂ کرام اور اہل بیت عظام کو بالعموم اور حضرت مولا علی اور حضرت معاویہ کو بالخصوص ایک دوسرے کے مقابلے میں پیش کیا جارہا ہے، حالاں کہ دیکھا جائے تو ایک کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا تسبُّو أَصْحَابِي" میرے صحابہ کو گالی نہ دو۔[1]

دوسری روایت میں ہے:

حضرت ابو موسی اشعری سے مروی ہے، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

النُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ، فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ، وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي، فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتَى أَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ، وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي، فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَا يُوعَدُونَ

[1] صحیح البخاری 3667، صحیح مسلم 2540، سنن ترمذی 3861، سنن ابن ماجہ 161، سنن ابی داؤد 4658، نقض الإمام أبي سعيد عثمان 618/2

تارے آسمان کے لیے بچاؤ ہیں اور جب تارے ختم ہو جائیں گے تو جس چیز کا وعدہ کیا گیا ہے وہ (قیامت) آسمان پر آجائے گی اور میں اپنے صحابہ کے لیے ڈھال ہوں اور جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ پر بھی وہ وقت آئے گا جس کا ان سے وعدہ ہے اور میرے صحابہ میری امت کے لیے بچاؤ ہیں اور جب میرے صحابہ چلے جائیں گے تو میری امت پر وہ وقت آئے گا جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔[1]

تو دوسروں کے بارے میں فرمایا اگر تم ان کو پکڑو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔

مولائے کائنات مولا علی المرتضی سے مروی ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا: كِتَابَ اللهِ، سَبَبُهُ بِيَدِ اللهِ / (بيدى)، وَسَبَبُهُ بِأَيْدِيكُمْ، وَأَهْلَ بَيْتِي

بیشک میں نے تمہارے بیچ وہ چیز چھوڑی ہے، اگر تم اس کو پکڑ لو گے تو گمراہ نہ ہو گے۔

اللہ کی کتاب، اس کا ایک کنارہ رب کے دستِ قدرت میں ہے (میرے ہاتھ میں ہے) اور ایک کنارہ تمہارے ہاتھوں میں ہے، اور میرے اہل بیت۔[2]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، إِنِّي سَأَلْتُ اللهَ لَكُمْ ثَلَاثًا: أَنْ يُثَبِّتُ قَائِمَكُمْ وَأَنْ يَهْدِيَ ضَالَّكُمْ، وَأَنْ يُعَلِّمَ جَاهِلَكُمْ، وَسَأَلْتُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَكُمْ جُوَدَاءَ نُجَدَاءَ رُحَمَاءَ، فَلَوْ أَنَّ رَجُلًا صَفَنَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ فَصَلَّى، وَصَامَ ثُمَّ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ مُبْغِضٌ لِأَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ دَخَلَ النَّارَ

اے بنو عبدالمطلب! بے شک میں نے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے دس چیزیں مانگیں ہیں، پہلی یہ کہ وہ تمہارے قیام کرنے والے کو ثابت قدم رکھے اور دوسری یہ کہ وہ تمہارے گمراہ کو ہدایت دے اور تیسری یہ کہ وہ تمہارے جاہل کو علم عطا کرے اور میں نے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے یہ بھی مانگا ہے کہ وہ تمہیں سخی، بہادر اور دوسروں پر رحم کرنے والا بنائے، پس اگر کوئی رکن اور مقام کے درمیان کھڑا

---

[1] صحیح مسلم 2531، مسند احمد 19566

[2] السنة لابن ابی عاصم 1558، شرح مشکل الآثار 1760، المطالب العالیه 3943، روضة المحدثین 5811

ہو جائے اور نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور پھر (موت کے بعد) اللہ سے ملے، اس حال میں کہ وہ اہل بیت سے بغض رکھنے والا ہو تو وہ جہنم میں داخل ہو گا۔[1]

امام حاکم نے کہا: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

رہی بات حضرت مولا علی اور حضرت معاویہ کی تو ان دونوں میں حق پر مولا علی ہی تھے۔ اور حضرت معاویہ صحابیٔ رسول ہیں اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ کفِ لسان ہے، آپ کو برا بھلا نہیں کہا جائے گا۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی بدگمانی کا شکار ہے تو یہ اس کا اپنا قصور ہے۔

اللہ کریم نے فرمایا:

وَاِذَا خَلَوۡا عَضُّوۡا عَلَيۡكُمُ الۡاَنَامِلَ مِنَ الۡغَيۡظِ قُلۡ مُوۡتُوۡا بِغَيۡظِكُمۡ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌ ۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ

اور جب تنہائی میں ہوتے ہیں تو غصے کے مارے تم پر انگلیاں چباتے ہیں۔ اے حبیب! تم فرمادو، اپنے غصے میں مر جاؤ۔ بیشک اللہ دلوں کی بات کو خوب جانتا ہے۔

یہ آج کی بات نہیں کہ محبانِ اہل بیت کو رافضی بنادیا جاتا ہو یہ تو صدیوں پرانی روش چلتی آرہی ہے۔ خلافتِ راشدہ کے اختتام پر امت مسلمہ کو وہ کٹھن ایام دیکھنے پڑے جب ذکر اہلِ بیت باعثِ گردن زدنی ٹھہرا اور محبتِ اہلِ بیت کے نتیجے میں بزرگ ترین ہستیوں کو قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں، کوڑوں کی سزائیں دی گئیں یہاں تک کہ پھانسی پر لٹکانے سے بھی دریغ نہ کیا گیا۔ لیکن اہلِ بیت کی محبت ان کے دلوں میں اس قدر راسخ ہو چکی تھی کہ اُمَرا کا جبر واستبداد اور ظلم و ستم ان کے پائے استقلال کو ڈگمگا نہ سکا، عزم و ہمت کے ان پیکروں میں حضرت ابو ذر غفاری، حضرت عمار بن یاسر، حضرت حجر بن عدی رضی اللہ عنہم، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ اور امام نسائی وغیرہم کے نامِ نامی اور اسم گرامی امتِ محمدیہ ﷺ کے لیے منارۂ نور کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اگر اہل بیت عظام کی محبت و عقیدت موجبِ تشیع ہے تو یہ الزام کوئی انوکھا نہیں۔ متعدد کبارِ محدثین بھی اس میں شامل ہیں، جن میں الاعمش، نعمان بن ثابت، شعبہ بن الحجاج، عبد الرزاق، عبید اللہ بن موسیٰ،

[1] المستدرک علی الصحیحین 4712

عبد الرحمٰن بن ابی حاتم، ابراہیم النخعی وغیرہم سر فہرست ہیں۔

فقیر نے یکم محرم الحرام 1444ھ کو جب نادِ علی کا وظیفہ کیا تو اس کے اگلے دن صبح کو 2 محرم الحرام 1444ھ بمطابق یکم اگست 2022 کو آرام کا اردادہ کیا تو نیند نہیں آئی۔ اسی دوران اللہ جل وعلا نے کرم فرمایا کہ میرے ذہن میں اسی وقت بات آئی کہ سیدنا مولائے کائنات مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شانِ ورود میں جو آیات مبینات ہیں اس پر کام کیا جائے۔ تو فقیر نے بلا تاخیر اسی وقت کام شروع کیا اور ان دس دنوں میں جو کام ہوا وہ کام کئی ماہ میں نہ ہو سکا۔ اس کے بعد کتاب کے نام کے حوالے سے ایک بہترین عالم دین دوست مخلصی و محبی سے مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا اس کا نام "**عَلِیٌّ فِی الْقُرآنِ**" بہتر ہے۔ فقیر نے لبیک کہا اور یہی نام تجویز کیا۔ فقیر نے اپنے شفیق و مہربان استاذ کو سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ذات پہ کام کرنے کے بارے میں بتایا تو آپ بہت خوش ہوئے اور بہت سی دعاؤں سے نوازا۔اس کام کا سلسلہ چند ماہ تک چلتا رہا، اسی دوران فقیر کی کتاب "**جِلَآءُ صُدُوۡرِنَا فِیۡ تَحۡقِیۡقِ اَحَادِیۡثِ لَیۡسَ مَنَّا**" پر بھی کام جاری تھا جب چھپنے کے مراحل طے ہو رہے تھے اسی دوران" بندۂ ناچیز کے مہربان و مخلص دوست نے جب کتب کے نام لکھنے کا فرمایا تو فقیر نے ایک یہ کتاب "**عَلِیٌّ فِی الْقُرآنِ**" اور ایک دوسری کتاب کا نام بتایا تو آپ نے مشورہ دیا جس طرح "**عَلِیٌّ فِیۡ الْقُرْآنِ**" پر کام کیا ہے اسی طرح خلفائے ثلاثہ پر بھی کام ہونا چاہیے۔ تو فقیر نے اسی طرز پر ناموں کا انتخاب کیا"**اَبُوۡ بَکۡر فِیۡ الْقُرْآنِ، عُمَرُ فِیۡ الْقُرْآنِ، عُثْمَانُ فِیۡ الْقُرْآنِ** "اللہ جل وعلا کے فضل و کرم سے کچھ عرصے بعد فقیر نے " **اَبُوۡ بَکۡر فِیۡ الْقُرْآنِ** " پر کام شروع کیا۔ اور ان آیات مبینات کو جو خلیفۂ اول بلا فصل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ آیات جو خلفاء راشدین کے حق میں نازل ہوئی ہیں ان کو جمع کیا۔

خلفائے راشدین کے حوالے سے اعلیٰحضرت امام اہل سنت لکھتے ہیں:

اہلسنت و جماعت نصرہم اللہ تعالی کا اجماع ہے کہ مرسلین ملائکہ ورسل وانبیائے بشر، صلوات اللہ تعالی و تسلیماتہ علیہم کے بعد حضرات خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم تمام مخلوق الٰہی سے افضل ہیں، تمام امم

عالم اولین و آخرین میں کوئی شخص ان کی بزرگی و عظمت، عزت و وجاہت، قبول و کرامت، قرب و ولایت کو نہیں پہنچتا۔

وَأَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔ [1]

پھر ان میں باہم ترتیب یوں ہے کہ سب سے افضل صدیق اکبر، پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر مولی علی صلی اللہ تعالی علی سید ہم و مولاہم والہ و بارک وسلم اس مذہب مہذب پر آیات قرآن عظیم و احادیث کثیرہ حضور پر نور نبی کریم علیہ و علی آلہ وصحبہ الصلوۃ والتسلیم، وارشادات جلیلہ واضحہ امیر المومنین مولی علی مرتضی و دیگر آئمہ اہل بیت طہارت و ارتضا و اجماع صحابہ کرام و تابعین عظام و تصریحات اولیاء امت، علما، رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین سے وہ دلائل باہرہ و حجج قاہرہ ہیں جن کا استیعاب نہیں ہو سکتا۔ [2]

بحمد اللہ تعالیٰ آج مؤرخہ 22 جمادی الاولیٰ 1445ھ بمطابق 7 دسمبر 2023ء کو کام مکمل ہوا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حبیب المکرمین، شفیع المذنبین، رحمت للعالمین، عالم علوم اولین و آخرین، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، آپ ﷺ کی اہل بیت اطہار اور صحابہ کرم علیہم الرضوان کے صدقے میں بندۂ ناچیز کی اس کاوشِ حقیر کو اپنی بارگاہِ عالیہ میں قبولیت کا درجہ عطا فرما کر صدقہ جاریہ بنادے، مسلمانوں کے لیے نافع اور مشعلِ راہ بنادے۔

آمین! بحرمۃ سید المرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین۔

کتبہ: سگ درِ سیدہ زہرا جگر گوشۂ مصطفیٰ ﷺ:

**محمد علی قادری سکندری السندی**

مؤرخہ 22 جمادی الاولیٰ 1445ھ بمطابق 7 دسمبر 2023

---

[1] الحدید 29

[2] فتاوی رضوی، ج28 ص478، حاشیہ بہار شریعت، ج1 ص242، جامع الاحادیث، ج85 ص571-570

# حرف عین

رسولِ اکرم ﷺ کے جانثار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر سبّ و شتم کرنا، اُن پر تبرّا کرنا اور اپنی زبانوں کو اُن مقدّس ہستیوں کے خلاف استعمال کرنا یہ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے بل کہ اس کی ابتدا اُسی دن سے شروع ہو گئی تھی جس دن سے اصحاب محمد ﷺ نے اولادِ آدم کے سردار، امام الانبیاء محمد الرسول اللہ ﷺ پر کلمہ پڑھ کر حمایت کا اعلان کیا اور اپنا سب کچھ اللہ اور اُس کے دین کی سر بلندی کے لیے وقف کر دیا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد جس دن سے حق و باطل کا معرکہ شروع ہوا اُسی دن سے اسلام کے خلاف جہاں یہود و نصاریٰ اور مشرکین سر گرم ہوئے وہاں منافقین نے بھی کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ اللہ کریم قرآن پاک میں فرماتا ہے:

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ

چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھادیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا پڑے بُرا مانیں کافر۔

واضح رہے اسلام کا لبادہ اوڑھے منافقین جو اپنے دلوں میں دینِ اسلام کو مٹانے کی خواہش رکھتے ہیں اس مشن میں اُن کے ساتھ لگ گئے۔

اپنے مقصد کی تکمیل کی خاطر انھوں نے پہلے رسولِ اکرم ﷺ کی مقدس شخصیت کو مجروح کرنا چاہا لیکن وہ کر نہ سکے کیوں کہ اس طرح اُن کا نفاق اور کفر ظاہر ہو جاتا اور وہ مسلمانوں میں گھل مل نہ سکتے تھے اسی لیے اُنھوں نے رسولِ اکرم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنا ہدفِ تنقید بنایا اور اُن کے خلاف پراپیگنڈہ شروع کیا، کبھی اہلِ بیت کی محبت کو بنیاد بنا کر، کبھی صحابہ کے باہمی سیاسی اختلافات کو بنیاد بنا کر اور کبھی کسی اور بات کا بہانہ بنا کر، یہ لوگ کوئی موقع اپنے ہاتھ سے جانے نہ دیتے، اور ہر ممکن یہ کوشش کرتے کسی بھی طرح اصحاب محمد ﷺ کی شخصیات کو مسلمانوں کی نگاہ میں مشکوک کر دیا جائے، یہی نہیں بل کہ ظالموں نے نبی مکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کو بھی اپنی اس رذیلہ ذلیلہ حرکت کا نشانہ بنایا، اور ہر وہ مادّی وسیلہ اختیار کیا جس کے ذریعہ وہ اپنے مقصد کی کامیابی سُوجھی تھی۔

انھوں نے ممبر و محراب استعمال کیے، مسلکی رسومات، نجی محافل اور دیگر تقریبات کے موقعوں پر لوگوں کی ذہن سازی کرنی شروع کی، قلم و تحریر کے ذریعہ مختلف رسائل و جرائد میں مضامین لکھے، کتابیں شائع

کیں، تعلیمی ادارے قائم کیے، اور سب سے بڑھ کر الیکٹرونک و پرنٹ میڈیا کو استعمال کیا، انٹرنیٹ کا سہارا لیا، اور اس جنگ میں جہاں انھوں نے مذکورہ وسائل کو ختیار کیا وہاں اُن کا ایک بہت بڑا ہتھیار ”تقیہ“[1] رہا ہے جس کے بارے میں اُن کا یہ عقیدہ ہے کہ دین کے دس حصوں میں سے نو (9) حصے تقیہ پر مشتمل ہیں[2] اسی طرح انھوں نے سادہ لوح مسلمانوں کی لاعلمی وجہالت اور اُن کی اپنے اسلاف سے عملی دوری، اور آپس کے اختلافات کا بھرپور فائدہ اٹھایا یہ فتنہ مسلمانوں میں اتنا زور پکڑ گیا کہ آج پوری دنیا میں آئے دن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی توہین پر مشتمل واقعات رونما ہو رہے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر تبرّا کرنے والوں کے بغض کا یہ عالم ہے کہ صحابہ کی توہین کرنا اُن کے یہاں عبادت کا درجہ رکھتا ہے، اُن کے یہاں یہ رذیلہ، ذلیلہ عمل اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کا بڑا ذریعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں ان لوگوں نے ہر اُس شخص سے اپنے اس بغض کا اظہار کیا ہے جو صحابہ سے محبّت رکھتا ہو، اسی بنیاد پر ماضی قریب و بعید میں خون کی ہولی بھی کھیلی گئیں اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے اور جہاں جہاں ان لوگوں کا تسلّط قائم ہوتا جا رہا ہے وہاں وہاں یہ سلسلہ بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے، آج عراق اور شام کی زندہ مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔

بہرحال مسئلہ توہینِ صحابہ پر یہ انتہائی مختصر تحریر ہے، یہاں کلّی طور پر اس موضوع کا احاطہ کرنا ناممکن ہے، قدماء و معاصرین کی اس موضوع پر انتہائی تفصیلی کتب موجود ہیں، یہاں ہم سنی عوام کے لیے اور بالخصوص اُن داعیانِ وحدتِ امّت کی نصیحت کے لیے اسے پیش کر رہے ہیں۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ :

اصحابِ محمد ﷺ کی عزت کو پیروں تلے روندکر وہ مسلم اُمت کے دلوں کو جوڑ سکتے ہیں، لیکن کاش کہ وہ سمجھ پاتے کہ جن کے دل آج تک اصحاب محمد ﷺ کی عزت و محبت پر متحد نہیں ہو سکے وہ کیسے اصحاب محمد ﷺ سے محبت کرنے والوں کے ساتھ متحد ہو سکتے ہیں؟

اور جو آج تک رسولِ اکرم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے اپنے دلوں میں جگہ نہیں بنا سکے وہ کیسے اُن صحابہ رضی اللہ عنہم کے پیروکاروں کے لیے اپنے دلوں میں جگہ بنا سکتے ہیں؟؟؟

## متفقه عقیدۂ اہل سنت وجماعۃ!

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے افضل اُس کے رسول و انبیاء علیہم السلام ہیں پھر تمام انبیاء و رُسُل میں

سب سے افضل حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں پھر انبیاء ورسل کے بعد سب سے افضل انبیاء کے صحابہ ہیں اور پھر انبیاء کے صحابہ میں جو سب سے افضل ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔یعنی جیسے رسول اللہ ﷺ تمام انبیاء میں سب سے افضل ہیں بالکل اسی طرح نبی پاک ﷺ کے صحابہ تمام انبیاء کے صحابہ میں سب سے افضل ہیں رضی اللہ عنہم۔

الغرض اللہ کے رسول ﷺ کے بعد وہی امت کا سب سے بہترین طبقہ ہے، صحابہ کرام میں جو سب سے ادنی صحابی ہیں وہ بھی صحابہ کے بعد آنے والی امّت کے ہر فرد سے افضل ہیں اگرچہ وہ فرد سب سے اعلیٰ ،سب سے بزرگ و برتر، کوئی امام ، محدّث، فقیہ ، قائد ، غوث، قطب وغیرہ ہی کیوں نہ ہو رسولِ اکرم ﷺ کے ادنی صحابی کے مقام کو نہیں پہنچ سکتا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب ہدایت میں اصحاب رسول ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

تم سب سے بہترین امّت ہو جسے لوگوں کی (ہدایت کے) لیے پیدا کیا گیا ہے۔[1]

اس آیت میں رب تعالیٰ نے تمام امّتوں میں سب سے بہترین اور افضل اُمّتِ مُسلمہ کو قرار دیا ہے۔آیۂ مقدسہ میں سب سے پہلے مخاطب اصحاب محمد ﷺ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور جس طرح مسلم امّت، تمام امتوں میں سب سے اعلیٰ و اشرف ہے اسی طرح جو کچھ اس امّت کو دیا گیا ہے وہ ان تمام چیزوں سے اعلیٰ و اشرف ہے جو سابقہ امتوں کو اللہ تعالی نے عطا فرمایا، یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید سابقہ کتب میں سب سے افضل، شریعت محمدیہ دینِ اسلام سابقہ ادیان میں سب سے افضل، رسولِ اکرم ﷺ سابقہ انبیاء ورسل میں سب سے افضل اور اسی طرح اصحاب محمد ﷺ تمام انبیاء کے صحابہ میں سب سے افضل ہیں۔

اور جیسا کہ رسولِ اکرم ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے:

أَنْتُمْ خَيْرُهَا وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللهِ

کہ تم امّتوں میں سب سے بہترین ہو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محترم و معزز ہو۔[2]

اور رسولِ اکرم ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے:

---

[1] آل عمران–110

[2] جامع ترمذی، الرقم 3001، سنن ابن ماجه، الرقم 4288، المستدرک علی الصحیحین، الرقم 6987

خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ

میری امّت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو میرے زمانے کے ہیں (یعنی دورِ صحابہ رضی اللہ عنہم) پھر وہ جو اُن کے بعد ہیں (یعنی دورِ تابعین رحمہم اللہ) پھر وہ جو اُن کے بعد ہیں۔[1] (یعنی دورِ تبع تابعین رحمہم اللہ)

امام نووی رحمہم اللہ فرماتے ہیں: اہلِ علم اس بات پر متفق ہیں کہ سب سے بہترین زمانہ رسولِ اکرم ﷺ کا زمانہ ہے جس سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا زمانہ ہے۔[2]

یہی بات امام ابن عبدالبر نے " الاستیعاب " اور علامہ سفارینی رحمہما اللہ نے " شرح الدرة المضیئۃ " میں بیان فرمائی ہے کہ :

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل ہیں۔[3]

یہی بات رسولِ اکرم ﷺ کے جلیل القدر صحابی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس طرح بیان فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! وہ محمد ﷺ کے صحابہ تھے جو اس امت میں سب سے افضل تھے جن کے دل سب سے نیک، علم میں سب سے زیادہ اور تکلفات میں سب سے کم تھے۔ وہ عظیم جماعت کہ جنھیں اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر ﷺ کی صحبت کے لیے اور اپنے دین کی سر بلندی و قیام کے لیے منتخب فرمایا، تو (اللہ کے بندوں!) ان (صحابہ) کی فضیلت کو پہچانو، اور ان کے نقشِ قدم کی پیروی کرو، اور اپنی استطاعت کو ان کے اخلاق و کردار اور دین و منہج کو عملاً تھام لو، کیوں کہ وہ سب ہدایت و سیدھے راستے پر تھے۔[4]

اور یہی بات مختلف الفاظ سے سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما، قتادہ اور حسن بصری رحمہما اللہ سے بھی منقول ہے۔[5]

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مذکورہ مقام و مرتبہ کا یہ تقاضہ ہے کہ :

اپنے دلوں کو انکی محبّت سے منوّر رکھا جائے اور عمل سے اُس کا اظہار کیا جائے اور ہر اُس شخص سے بُغض و

---

[1] صحیح البخاری، الرقم 3650، صحیح مسلم، الرقم 2533

[2] شرح النوری علی مسلم 84/16

[3] مقدمۃ الاستیعاب تحت الاصابۃ 2/1

[4] جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر 947/2، و ذمّ الکلام: للھروی 288/4

[5] الشریعۃ للآجری: 1685/4، و شرح السنۃ للبغوی: 214/1

نفرت کی جائی جو صحابہ کرام سے محبّت نہیں کرتا یا صحابہ سے بغض رکھتا ہے یا کسی بھی طرح صحابہ پر تبرّاء وسبّ و شتم کرتا ہے۔

کیوں کہ : رسولِ اکرم ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے :

آيَةُ الإِيمَانِ حُبُّ الأَنْصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الأَنْصَارِ

کہ انصار صحابہ کرام سے محبت کرنا ایمان کی علامت ہے اور اُن سے بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے۔[1]

---

[1] تقیہ کا مطلب ہے کہ زبان سے ایسی بات کرنا جو دل میں مقصود نہ ہو یعنی اپنے دل میں موجود بات کو چھپاتے ہوئے زبان سے اُسکے خلاف اظہار کرنا، جو یہ لوگ اپنے عقائد کی ترویج کے خاطر کرتے ہیں اور اسے ایمان کا بنیادی رکن اور حصہ سمجھتے ہیں، ہی وجہ ہے کہ سامنے والا بڑی آسانی سے اُن کے دھوکے میں گرفتار ہو جاتا ہے اور اسی طرح آج تک یہ طبقہ اپنے بغض وعناد کو چھپاتا آیا ہے جس کی وجہ سے ان کی حقیقت عام مسلمانوں سے پوشیدہ ہے۔

[2] اس قول کی نسبت یہ لوگ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کرتے ہیں جو صریح جھوٹ ہے۔

للہ جل وعلا کا فرمان ہے: وَاِذْ لَمْ یَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَیَقُوْلُوْنَ هٰذَاۤ اِفْكٌ قَدِیْمٌ

اور جب انہیں اس کی ہدایت نہ ہوئی تو اب کہیں گے کہ یہ پرانا بہتان ہے۔ (حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقیناً اُن کے اس جھوٹ سے بَری ہیں) اور یہی بات اُن کے امام خمینی سے بھی منقول ہے۔

کتبہ : سگ درِ سیدہ زہرا جگر گوشۂ مصطفیٰ ﷺ: **محمد علی قادری سکندری السندی**

5 ربیع النور 1446ھ بمطابق 10 ستمبر 2024

---

1 صحیح البخاری، الرقم 17، صحیح مسلم، الرقم 74

## سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃِ

### آیت:1

اھْدِنَا الصِّراطَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿۵﴾

چلا تو ہمیں سیدھے راستے پر۔[1]

اس آیت کی تفسیر میں علما کے بہت سے اقوال ہیں۔

**قول اول:کتاب اللہ**

محمد بن جریر الطبری (المتوفی 310 ھ) نے ابن ابی حاتم ( المتوفی 327ھ) نے سلیمان بن احمد الطبرانی (المتوفی 360 ھ) نے احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی، (المتوفی 427 ھ) نے محی السنۃ ابو محمد الحسین البغوی (المتوفی 510ھ) نے، ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبیؒ (المتوفی 671ھ) نے، ابو الحسن نور الدین الہیثمی (المتوفی 807ھ) نے "اھْدِنَا الصِّراطَ الْمُسْتَقِيمَ " سے کتاب اللہ مراد لیا ہے۔

**مولا علی مشکل کشا رضی اللہ کی مرفوع روایت:**

حضرت حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دربار میں حاضر ہوا۔ مولائے کائنات رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمَ كِتَابُ اللهِ "

میں نے رسول اللہ ﷺ سے "الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمَ" کی تفسیر سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس سے مراد اللہ کی کتاب ہے۔[2]

اس میں دو راوی مجہول ہیں۔ ابو المختار سعد الطائی وابن اخی الحارث اور تیسرا راوی یحی بن یمان یہ بھی ضعیف ہے۔ (یہ روایت ضعیف جدا ہے۔) واللہ اعلم

یہی قول حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بھی ہے۔[3]

مجمع الزوائد میں ہے: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ عَنْ شَيْخِهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ وَهُوَ ضَعِيفٌ۔[4]

---

[1] الفاتحة: 5

[2] تفسير القرآن العظيم لابن أبي حاتم 30/1، جامع البيان للطبرى 1/ 173،معالم التنزيل للبغوى 54/1، الكشف والبيان للثعلبى 120/1، الجامع لاحكام القرآن للقرطبى 329/8، المعجم الكبير للطبرانى 9031

[3] تفسير القرآن العظيم لابن أبي حاتم 30/1، جامع البيان للطبرى 1/ 173، معالم التنزيل للبغوى 54/1، الكشف والبيان الثعلبى 120/1، الجامع لاحكام القرآن للقرطبى 329/8، المعجم الكبير للطبرانى 9031، مجمع الزوائد 326/6

[4] مجمع الزوائد 10896

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا

هو القرآن" صراط مستقیم قرآن ہے۔[1]

**قول ثانی: حضور ﷺ اور آپ کے دو اصحاب و اہل بیت**

محمد بن جریر الطبری (التوفی 310ھ) نے ابن ابی حاتم (التوفی 327ھ) نے، ابو اللیث السمرقندی (التوفی 373ھ) نے، احمد بن محمد الثعلبی (التوفی 427 ھ) نے، محی السنۃ ابو محمد الحسین البغوی (التوفی 510ھ) نے "اهْدِنَا الصِّراطَ الْمُسْتَقِيمَ "سے حضور ﷺ اور آپ کے دو اصحاب و اہل بیت مراد لیے ہیں۔

**حضرت بریدہ کا قول:**

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ ، اللہ جل وعلا کے فرمان "الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ" کے متعلق فرماتے ہیں :

"صراط محمد صلّى الله عليه وسلّم "صراط سے مراد پیارے نبی پاک ﷺ کی ذات گرامی ہے۔[2]

**بکر بن عبد اللہ کا قول:** بکر بن عبد اللہ المزنی نے فرمایا

طَرِيقُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " صراط مستقیم رسول اللہ ﷺ کا راستہ ہے۔[3]

**ابو العالیہ کا قول:** حضرت ابو العالیہ فرماتے ہیں

"الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ "هُوَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَاهُ بَعْدَهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا "

صراط مستقیم " سے مراد نبی پاک ﷺ اور آپ ﷺ کے دو ساتھی (ابو بکر اور عمر) رضی اللہ عنہما ہیں۔

حضرت عاصم فرماتے ہیں کہ میں ابو العالیہ کی تفسیر کا ذکر حضرت حسن بصری سے کیا، تو آپ رضی اللہ فرمانے لگے "صدق والله أبو العالية" اللہ جل وعلا کی قسم ابو العالیہ نے سچ کہا ہے۔[4]

قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ: هُمْ آلُ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَأَهْلُ بَيْتِهِ

حضرت ابو العالیہ فرماتے ہیں " صراط مستقیم " وہ آل رسول ہیں، ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اور آپ ﷺ کی آل ہیں۔[5]

---

[1] معالم التنزیل للبغوی 54/1

[2] الکشف والبیان للثعلبی 120/1

[3] معالم التنزیل للبغوی 54/1

[4] السنة للمروزی 13/1، الثقات لابن حبان 229/6، تفسیر القرآن العظیم لابن أبي حاتم 721/3۔997، بحر العلوم السمرقندی 19/1 جامع البیان للطبری 175/1

[5] معالم التنزیل للبغوی 54/1

**شہر بن حوشب کا قول:** شہر بن حوشب نے فرمایا
**هُمْ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُ بَيْتِهِ**
صراط مستقیم سے مراد آقا کریم ﷺ کے اصحاب اور آپ کے اہل بیت ہیں۔[1]

**قول ثالث: اسلام**

حضرت ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما نے فرمایا
**هُوَ الْإِسْلَامُ وَهُوَ قَوْلُ مُقَاتِلٍ،**
صراط مستقیم سے مراد اسلام ہے۔ اور یہی قول مقاتل اور سمعان انصاری کا بھی ہے۔[2]

**قول رابع: جنت کا راستہ:** حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا
**طَرِيقُ الْجَنَّةِ**" صراط مستقیم جنت کا راستہ ہے۔[3]

**قول خامس: اہل سنت کا راستہ:** حضرت سہل بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا
**طَرِيقُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ**" صراط مستقیم اہل سنت و جماعت کا راستہ ہے۔[4]

**قول سادس: راہِ حق:** حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں:
"**يعني طريق [الحق]** صراط سے مراد حق ہے۔[5]

**قاضی ثناء اللہ فرماتے ہیں: والمستقيم المستوي والمراد طريق الحق**
یعنی مستقیم سیدھا راستہ ہے اور اس سے مراد حق کا راستہ ہے۔[6]

**قول سابع: خلفا راشدین کی سنت:**

حضرت بکر بن عبد اللہ المزنی فرماتے ہیں، میں نے حضور سیدِ عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا، اور امام الانبیاء ﷺ کی بارگاہ میں صراط مستقیم کے متعلق میں نے سے پوچھا، یارسول اللہ! اس سے کیا مراد ہے؟ حضور رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا: "**سنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي**"
میری سنت اور میرے بعد میرے خلفائے راشدین کی سنت۔

---

[1] معالم التنزيل للبغوی 54/1
[2] معالم التنزيل للبغوی 54/1
[3] معالم التنزيل للبغوی 54/1
[4] معالم التنزيل للبغوی 54/1
[5] الكشف والبيان للثعلبی 120/1
[6] تفسير بيضاوی 30/1، تفسير مظهري 9/1

یہی بات تفسیر مظہری میں بھی ہے لیکن قاضی علیہ الرحمہ نے ابو العالیہ اور حضرت حسن بصری کا قول لکھا ہے اور خواب کا بھی ذکر نہیں کیا۔[1]

وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ أَيْضًا فِي قَوْلِهِ " {صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ} هُمْ آلُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَهَذَا حَقّ

ابو العالیہ نے بھی «صِراطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ» سے مراد رسول اللہ ﷺ کی آل اور سیدنا ابو بکر و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی ذوات مقدسہ لی ہیں۔[2]

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ: الَّذِينَ أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ هُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ

حضرت زید بن اسلم فرماتے ہیں اللہ کریم نے جن پر احسان کیا وہ رسول پاک ﷺ کی ذات اور حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی ذات ہیں۔[3]

## خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام فخر الدین الرازی لکھتے ہیں:

" دلالة هذه الآية على إمامة أبي بكر رضي الله عنه"

مقدسہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر دلالت کرتی ہے۔[4]

ان الخلافة بعد رسول الله لأبي بكر ثم لعمر ثم لعثمان ثم لعلى رضى الله عنهم وذالك لان الصحابة قد اجتمعوا يوم توفى رسول الله في سقيفة بني ساعدة واستقراديهم بعد المشورة والمنازعة على خلافة أبي بكر رضى الله عنه فاجمعوا على ذالك وبايعه على رضى الله عنه

یعنی رسول اکرم ﷺ کے بعد خلافت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے تھی پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی اور پھر علی المرتضی رضی اللہ عنہم اس مسند پر جلوہ افروز ہوئے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین رسول اکرم ﷺ کی وفات مبارک کے بعد قبیلہ انصار میں سے بنی ساعدہ کے برآمدے میں اکٹھے ہوئے، مہاجرین وانصار کے باہمی مشورے اور استحقاق خلافت میں انصار کا جھگڑا کرنے کے بعد حضرت ابو بکر کی خلافت پر اکٹھے ہو گئے اور حضرت علی نے کچھ توقف کے بعد حاضرین کے سامنے

---

[1] الكشف والبيان للثعلبى 120/1 تفسير مظهري 9/1

[2] تفسير القرآن الكريم لابن القيم ،ص 68، مدارج السالكين 95/1

[3] تفسير القرآن الكريم لابن القيم ،ص 68، مدارج السالكين 95/1

[4] تفسیر کبیر 221/1

علی الاعلان حضرت ابو بکر کی بیعت کی۔[1]

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

## سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ

### آیت:2

ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ ﴿٢﴾ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿٣﴾

(یہ) وہ عظیم کتاب ہے جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں، (یہ) پرہیز گاروں کے لیے ہدایت ہے۔ جو غیب پر ایمان لاتے اور نماز کو (تمام حقوق کے ساتھ) قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے (ہماری راہ) میں خرچ کرتے ہیں۔[2]

ابو الفداء إسماعيل حقی الحنفی (المتوفى: 1127ھ) آیۂ مقدسہ کی تفسیر میں مجہول صیغے کے ساتھ فرماتے ہیں:

ذکر في هذه الآية اربعة أشياء التقوى والايمان بالغيب واقامة الصلاة والانفاق وهصفة الخلفاء الراشدين الاربعة ففي الآية بيان فضلهم التقوى لابي بكر الصديق رضى الله تعالى عنه قال الله تعالى فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى والايمان بالغيب لعمر الفاروق رضى الله عنه قال الله تعالى حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ واقامة الصلاة لعثمان ذى النورين رضى الله تعالى عنه قال الله تعالى أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ ساجِداً وَقائِماً الآية والانفاق لعلى المرتضى رضى الله تعالى عنه قال الله تعالى الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهارِ

آیۂ مقدسہ میں چار چیزوں کا ذکر ہے: تقوا، ایمان بالغیب، اقامتِ صلوٰۃ اور نفاق اور یہی چار اوصاف خلفائے راشدین کے ہیں۔ آیۂ مقدسہ میں مؤمنین کی صفت تقویٰ بیان فرمائی اور یہ صفت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ جیسا کہ اللہ جل وعلا کا فرمان ہے:

" فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى ﴿٥﴾ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى ﴿٦﴾

---

[1] شرح عقائد نسفی، ص226

[2] البقرہ 2۔3

پس جس نے (اپنا مال اللہ کی راہ میں) دیا اور پرہیزگاری اختیار کی، اور اس نے (اِنفاق و تقویٰ کے ذریعے) اچھائی (یعنی دینِ حق اور آخرت) کی تصدیق کی۔ (اللیل)

دوسری صفت ایمان بالغیب ہے اور یہ صفت حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۶۴﴾

آپ کے لیے اللہ کافی ہے اور وہ مسلمان جنہوں نے آپ کی پیروی اختیار کر لی۔ (انفال)

اور تیسری صفت اقامتِ صلاۃ ہے۔ یہ صفت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِداً وَقَائِماً ﴿۹﴾

بھلا (یہ مشرک بہتر ہے یا) وہ (مومن) جو رات کی گھڑیوں میں سجود اور قیام کی حالت میں عبادت کرنے والا ہے۔ (الزمر)

اور انفاق (خرچ کرنا) حضرت مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صفت ہے۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ﴿۲۷۴﴾

جو لوگ (اللہ کی راہ میں) شب و روز اپنے مال پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں۔ (البقرہ)۔[1]

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ (المتوفی: 1391ھ) فرماتے ہیں:

اس آیت میں چار چیزوں کا ذکر ہوا: تقوا، ایمان بالغیب، نماز قائم کرنا اور خرچ کرنا اور یہ چاروں صفتیں چاروں خلفا (یعنی حضرت ابو بکر صدیق، عمرِ فاروق، عثمانِ غنی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی صفتیں ہیں۔ چناں چہ ابو بکر صدیق متقین کے سردار، عمرِ فاروق مؤمنین کے پیشوا، عثمانِ غنی نمازیوں کے شہنشاہ، مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم راہِ خدا میں خرچ کرنے والوں کے امام رضی اللہ عنہم اجمعین۔[2]

اقول: اس سے معلوم ہوتا ہے باعتبارِ فضیلت خلفائے راشدین کی ترتیب یہی ہے۔

---

[1] روح البیان 38،39/1

[2] تفسیر نعیمی 136/1

## آیت:3

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ ﴿۱۳﴾

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ (تم بھی) ایمان لاؤ جیسے (دوسرے) لوگ ایمان لے آئے ہیں۔[1]

ابوالحسن علی بن احمد الواحدی (المتوفی: 468ھ) نے فرمایا:

جميع المفسرين: المراد بالناس في هذه الآية أصحاب محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ والذين آمنوا به

جمیع مفسرین کا کہنا ہے آیۂ مقدسہ میں لفظ "النَّاسُ" سے مراد حضور سید عالم ﷺ کے اصحاب ہیں۔[2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا: يريد المهاجرين والأنصار

اس سے مراد مہاجرین وانصار ہیں۔[3]

ابوالمظفر منصور بن السمعانی الحنفی ثم الشافعی (المتوفی: 489ھ) نے بھی یہی کہا:

كَمَا آمن النَّاس يعْنى: الْمُهَاجِرين وَالْأَنْصَار

جیسے ایمان لائے لوگ یعنی مہاجرین وانصار۔[4]

ابوالحسن مقاتل بن سلیمان البلخی (المتوفی: 150ھ) نے فرمایا:

نزلت في منذر ابن معاذ، وأبي لبابة، ومعاذ بن جبل، وأسيد

آیۂ مقدسہ کے نزول کے بارے میں مختلف اقوال ملتے ہیں، ان میں ایک قول یہ ہے کہ آیۂ مقدسہ:

"وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ"

حضرت منذر بن معاذ، حضرت ابی لبابہ، حضرت معاذ بن جبل اور حضرت اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ان حضرات نے یہودیوں سے کہا:

"صدقوا بمحمد أَنَّه نَبِيّ، كَمَا صدق به عَبْد اللَّه بن سلام وأصحابه فقالت اليهود"

محمد ﷺ کی تصدیق کرو کیونکہ وہ اللہ کے نبی ہیں، جیسے تصدیق کی عبد اللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں

---

[1] البقرہ 13

[2] التفسير الوسيط للواحدی 89/1، الوجيز للواحدی، ص93

[3] التفسير الوسيط للواحدی 89/1

[4] تفسير القرآن للسمعانی 50/1

نے تو یہودیوں نے کہا: ایمان لائیں ہم یعنی تصدیق کریں ہم جیسے ایمان لائے بے وقوف۔[1]

ابو جعفر محمد بن جریر الطبری (المتوفی 310ھ) اور ابو محمد عبد الرحمٰن بن محمد الرازی (المتوفی 327ھ) فرماتے ہیں:

حضرت ضحاک حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، فرمایا:

**وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ يَقُولُ: وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ صَدِّقُوا. كَمَا آمَنَ النَّاسُ صَدِّقُوا كَمَا صَدَّقَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَرَسُولٌ، وَأَنَّ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ حَقٌّ**

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اللہ جل وعلا کے فرمان:

**وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ**" کی تفسیر میں فرمایا:

اور جب کہا گیا انھیں تصدیق کرو تم جیسے تصدیق کی رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے، فرمایا یقیناً وہ نبی و رسول ہیں اور بے شک جو ان پر نازل ہوا ہے وہ حق ہے۔[2]

ایک واہی سند کے ساتھ ابن عساکر نے حضرت ابن عباس کے قول کو بیان کیا ہے، فرمایا:

**آمنُوا كَمَا آمن النَّاس قَالَ أَبُو بكر وَعمر وَعُثْمَان وَعلي**

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اس سے مراد حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمرِ فاروق، حضرت عثمانِ غنی اور حضرت علی المرتضی علیہم الرضوان ہیں۔[3]

اس سے آگے والی آیت" وإذا لقوا الذين آمنوا الآية" کی تفسیر میں ابو الحسن علی بن احمد الواحدی (المتوفی: 468ھ) نے فرمایا:

**قَالَ المفسرون: أراد به الذين آمنوا: أبا بكر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وأصحابَه، وذلك أن المنافقين كانوا إذا لقوهم واجتمعوا معهم قالوا: إيماننا كإيمانكم ونحن معكم**

مفسرین نے کہا: اس سے مراد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے اصحاب ہیں۔ اور منافقین

---

[1] تفسير مقاتل بن سليمان 90/1

[2] جامع البيان للطبری 292/1، تفسير القرآن العظيم لابن ابی حاتم 145/1

[3] تاريخ دمشق لابن عساكر 39/، الدر المنثور 77177/1، هذا الإسناد واه"

جب ان سے ملتے اور اکٹھے ہوتے تو کہتے تھے: ہمارا ایمان تو تمہارے ایمان جیسا ہے اور ہم آپ لوگوں کے ساتھ ہیں۔[1]

**تفسیر سمعانی میں ہے:**

{وَإِذا لقوا الَّذين آمنُوا قَالُوا آمنا} الْآيَة. مَعْنَاهُ: وَإِذا لقوا الْمُهَاجِرين وَالْأَنْصَار قَالُوا: آمنا. أظهرُوا الْإِسْلَام بِاللِّسَانِ

اس کا معنی ہے جب وہ مہاجرین و انصار سے ملتے تو کہتے: ایمان لائے ہم یعنی انہوں نے زبان سے اسلام کو ظاہر کیا۔[2]

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

**آیت:4**

وَلَا تَجْعَلُوا اللهَ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ أَنْ تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ وَاللهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٢٤﴾

اور اپنی قسموں کے باعث اللہ (کے نام) کو (لوگوں کے ساتھ) نیکی کرنے اور پرہیز گاری اختیار کرنے اور لوگوں میں صلح کرانے میں آڑ مت بناؤ، اور اللہ خوب سننے والا بڑا جاننے والا ہے۔[3]

ابو الحسن مقاتل بن سلیمان (المتوفی 150ھ) لکھتے ہیں:

نزلت فِي أَبِي بَكْر الصِّدِّيق رَضِيَ الله عَنْهُ وَفِي ابنه عَبْد الرَّحْمَن. حلف أَبُو بَكْر رَضِيَ اللَّه عَنْهُ ألا يصله حَتَّى يسلم

آیت مقدسہ خلیفۂ بلافصل سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے بیٹے حضرت عبد الرحمان کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھائی کہ میں اپنے بیٹے سے اس وقت تک صلح نہیں کروں گا جب تک وہ ایمان نہیں لاتے۔[4]

---

[1] التفسیر الوسیط للواحدی 90/1

[2] تفسیر القرآن السمعانی 50/1

[3] البقرہ 224

[4] تفسیر مقاتل 192/1

ابن جریر نے ابن جریج سے روایت کیا کہ یہ الفاظ حضرت ابو بکر کے (بھانجے) مسطح کے بارے میں ہیں۔[1]

## آیت:5

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۷۱﴾

اگر تم خیرات ظاہر کر کے دو تو یہ بھی اچھا ہے (اس سے دوسروں کو ترغیب ہو گی)، اور اگر تم انہیں مخفی رکھو اور وہ محتاجوں کو پہنچا دو تو یہ تمہارے لئے (اور) بہتر ہے، اور اللہ (اس خیرات کی وجہ سے) تمہارے کچھ گناہوں کو تم سے دور فرما دے گا، اور اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔[2]

ابو الفضل احمد بن علی بن محمد العسقلانی (المتوفی: 852ھ) لکھتے ہیں:

جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی: اے اللہ کے نبی!

"أفضل صدقة السر أم صدقة العلانية؟

چھپا کر صدقہ دینا افضل ہے یا ظاہر کر کے صدقہ دینا افضل ہے؟۔[3]

حدیث پاک میں ہے":

صَدَقَةُ السِّرِّ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ، عَزَّ وَجَلَّ"

چھپا ہوا صدقہ رب کے غضب کو بجھاتا ہے۔[4]

حضرت عمر سے مروی حدیث میں ہے: فرمایا:

أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَتَصَدَّقَ فَوَافَقَ ذَلِكَ عِنْدِي مَالًا، فَقُلْتُ: اليَوْمَ أَسْبِقُ أَبَا بَكْرٍ إِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا، قَالَ: فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ: وَسَلَّمَ

---

[1] جامع البیان لطبری 10/4، الکشف والبیان لثعلبی 163/2

[2] البقرہ 271

[3] العجاب فی بیان الاسباب 2/ 1043، کتاب الوجیز للواحدی، ص 190

[4] سنن ترمذی الرقم 2386

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا اور اتفاق سے اُن دنوں میرے پاس مال بھی تھا، میں نے (دل میں) کہا: اگر میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کسی دن آگے بڑھ سکوں گا تو وہ آج کا دن ہی ہے کہ میں آگے بڑھ جاؤں گا، پھر میں اپنا آدھا مال آپ ﷺ کے پاس لے آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر!

**مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟ قُلْتُ: مِثْلَهُ،**

اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ میں نے عرض کیا: اتنا ہی (ان کے لیے بھی چھوڑ آیا ہوں)

**وَأَتَى أَبُو بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟ قَالَ: أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، قُلْتُ: لَا أَسْبِقُهُ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا**

اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ وہ سب مال لے آئے جو ان کے پاس تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر! اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: ان کے لیے تو اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر آیا ہوں، میں نے (اپنے من میں) کہا: اللہ کی قسم! میں ان سے کبھی بھی آگے نہیں بڑھ سکوں گا۔[1]

حضرت عامر الشعبی فرماتے ہیں یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا آدھا مال حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جو کچھ تھا لا کر آقا کریم ﷺ کے قدموں میں رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے عمر!

**مَا خَلَّفْتَ وراءك لأهلك يا عمر؟**

اپنے اور اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ فاروقِ اعظم نے جواب دیا یا رسول اللہ!

"**خَلَّفْتُ لَهُمْ نِصْفَ مَالِي**" اتنا ہی مال چھوڑ آیا ہوں جتنا آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے۔

(صدیقِ اکبر کو ظاہر کرنا نہیں چاہتے تھے اور مخفی طور سب کچھ حضور سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر چکے تھے) امام الانبیاء ﷺ نے پوچھا اے ابو بکر!

---

[1] جامع ترمذی 3675، سنن ابی داؤد 1678، سنن دارمی 1701 و سندہ حسن

مَا خَلَّفْتَ وَرَاءَكَ لِأَهْلِكَ يَا أَبَا بَكْرٍ؟

آپ اپنے اور اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! اللہ اور اللہ کے حبیب کا وعدہ (فرمانبرداری) کافی ہے۔ حضرت عمر فاروق یہ سن کر رونے لگے اور فرمانے لگے اے ابو بکر!

بِأَبِي أنت وأمي يَا أَبَا بَكْرٍ، وَاللهِ مَا اسْتَبَقْنَا إِلَى بَابِ خَيْرٍ قَطُّ إِلَّا كُنْتَ سَابِقًا"

آپ پر میرے ماں باپ قربان! اللہ کی قسم جب بھی ہم نے کسی نیکی کے کام میں پیش رفت کی ہے ابر بکر کو مقدم پایا ہے۔[1]

یہ روایت موضوع ہے اس میں موسی بن عمیر متروک الحدیث راوی ہے۔

موسی بن عمیر القرشی ھوابوہارون الکوفی یہ کذاب راوی ہے۔ (انظرو: تہذیب الکمال، والتقریب، والجرح والتعدیل)

آیت کے الفاظ عام ہیں صدقہ خواہ فرض ہو یا نفل زکاۃ ہو یا خیرات اس کی پوشیدگی اظہار سے افضل ہے۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

## آیت:6

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٢٧٤﴾

جو لوگ (اللہ کی راہ میں) شب و روز اپنے مال پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں تو ان کے لئے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے اور (روزِ قیامت) ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔[2]

یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جب آپ نے راہِ خدا میں چالیس ہزار دینار خرچ کیے۔ دس ہزار رات میں اور دس ہزار دن میں اور دس ہزار پوشیدہ اور دس ہزار ظاہر۔

---

[1] تفسیر القرآن العظیم ابن ابی حاتم 536/2، تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر 541/1

[2] البقرہ 274

جیسا کہ تفسیر کشاف میں ہے:

نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حِينَ تَصَدَّقَ بِأَرْبَعِينَ أَلْفَ دِينَارٍ عَشَرَةٌ بِاللَّيْلِ وَعَشَرَةٌ بِالنَّهَارِ وَعَشَرَةٌ فِي السِّرِّ وَعَشَرَةٌ فِي الْعَلَانِيَةِ۔[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کے مطابق یہ آیت سیدنا مولا مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان و عظمت میں نازل ہوئی ہے۔[2]

## سُوْرَۃُ آلِ عِمْرَانَ

### آیت:7

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ﴿۱۴۴﴾

اور محمد ایک رسول ہی ہیں، ان سے پہلے بھی کئی رسول گزر چکے ہیں تو کیا اگر وہ وصال کر جائیں یا انہیں شہید کر دیا جائے تو تم الٹے پاؤں پلٹ جاؤ گے ؟اور جو الٹے پاؤں پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نہ بگاڑے گا اور عنقریب اللہ شکر ادا کرنے والوں کو صلہ عطا فرمائے گا۔[3]

جنگ اُحد میں جب کافروں نے شور مچایا کہ محمد ﷺ شہید ہوگئے اور شیطان نے یہ جھوٹی اَفواہ پھلادی تو اصحاب رسول ﷺ کو بہت اِضطراب ہوا اور ان میں سے کچھ لوگ میدانِ جنگ سے بھاگ نکلے لیکن پھر جب ندا کی گئی کہ سرکارِ دو عالم ﷺ صحیح سلامت ہیں تو صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت واپس آگئی۔ حضور سید عالم ﷺ نے انھیں یوں بھاگ جانے پر ملامت کی تواُنھوں نے عرض کی ( یارسول اللہ ! ) ہمارے ماں، باپ آپ پر قربان، آپ کی شہادت کی خبر سن کر ہمارے دِل ٹوٹ گئے اور ہم سے

---

[1] تفسیر کشاف1/319، تفسیر کبیر 71/7، أنوار التنزيل وأسرار التأويل للبيضاوی161/1

[2] تفسیر مقاتل1/225، تفسیر الوسیط للواحدی1/392، تفسیر الراغب الاصفهانی576/1،

[3] آل عمران144

ٹھہرانہ گیا۔اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔[1]

ابو جعفر محمد بن جریر الطبری (المتوفی: 310ھ) فرماتے ہیں:

سیدنا مولائے کائنات، اللہ جل وعلا کے فرمان {وَسَيَجْزِي اللهُ الشَّاكِرِينَ} کے متعلق فرماتے ہیں:

"الثَّابِتِينَ عَلَى دِينِهِمْ: أَبَا بَكْرٍ وَأَصْحَابَهُ"

(اس دن) اپنے دین پر ثابت قدم رہنے والے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھی ہیں۔

مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرمایا کرتے تھے:

"كَانَ أَبُو بَكْرٍ أَمِينَ الشَّاكِرِينَ وَأَمِينَ أَحِبَّاءِ اللَّهِ، وَكَانَ أَشْكَرَهُمْ وَأَحَبَّهُمْ إِلَى اللَّهِ

حضرت ابو بکر شاکرین کے امین تھے اور امین اللہ کے محب ہوتے ہیں۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے زیادہ شاکر تھے اور اللہ کریم سے زیادہ محبت کرنے والے تھے۔[2]

علاء بن بدر سے مروی ہے فرمایا:

إِنَّ أَبَا بَكْرٍ أَمِينُ الشَّاكِرِينَ

یقیناً حضرت ابو بکر شاکرین کے امین ہیں اس آیت کی تلاوت فرمائی۔[3] {وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ}

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

## آیت:8

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ﴿١٥٩﴾

اور کاموں میں ان سے مشورہ لیتے رہو پھر جب کسی بات کا پختہ ارادہ کرلو تو اللہ پر بھروسا کرو بیشک اللہ توکل کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔[4]

---

[1] تفسیر کبیر، اٰل عمران، تحت الآیۃ:۱۴۴، ۳ / ۳۷۶،بحوالہ صراط الجنان تحت الآیہ

[2] جامع البیان للطبری 252/7

[3] جامع البیان للطبری 252/7

[4] آل عمران 159

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اللہ جل وعلا کے فرمان: {وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ} کے متعلق فرمایا:
اس آیت میں حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مشورہ کرنے کا حکم ہے۔[1]
امام حاکم فرماتے ہیں: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ"
امام ذہبی نے آپ کی موافقت کی ہے۔[2]

ابو صالح ابن عباس سے راوی، حضرت ابن عباس نے فرمایا:
نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَكَانَا حَوَارِيَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَزِيرَيْهِ وأَبَوَيِ الْمُسْلِمِينَ
آیۃ مقدسہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں نازل ہوئی ہے۔اور دونوں ہستیاں رسول اللہ ﷺ کے حواری اور وزیر تھے اور مسلمانوں کے (روحانی) باپ ہیں۔[3]

شہر بن حوشب عبد الرحمٰن بن غنم سے راوی، فرمایا:
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ "لَوِ اجْتَمَعْتُمَا فِي مَشُورَةٍ مَا خَالَفْتُكُمَا"
بیشک نبی پاک ﷺ نے سیدنا ابو بکر و سیدنا عمر فاروق کو فرمایا: اگر کسی امر میں تم دونوں کی ایک رائے قائم ہو جائے تو میں آپ لوگوں کی مخالفت نہیں کروں گا۔[4]

عبد الرحمان بن غنم ثقہ تابعی ہیں اور انھوں نے ارسال کیا ہے، اور سند منقطع ہے۔
شہر بن حوشب کا تفرد ہے اور حافظہ بھی کم زور تھا۔

حضرت براء بن عازب سے مروی ہے، فرمایا: رحمتِ عالم ﷺ نے حضرت ابو بکر و حضرت عمر سے فرمایا: وَلَوْلَا أَنَّكُمَا تَخْتَلِفَانِ عَلَيَّ مَا خَالَفْتُكُمَا
اگر تم دونوں مجھ سے کسی معاملے میں اختلاف کرو گے تو میں تمہاری مخالفت نہیں کروں گا۔[5]
امام ہیثمی کہتے ہیں:

---

[1] مستدرک علی الصحیحین 4436، تفسیر ابن کثیر 149/2
[2] مستدرک علی الصحیحین 4436
[3] تفسیر ابن کثیر 149/2 (ابو صالح کی روایت ابن عباس سے قابل قبول نہیں ہوتی)
[4] مسند احمد 17994، جامع المسانید والسنن 7094
[5] مجمع الزوائد 14348

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَفِيهِ حَبِيبُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ كَاتِبُ مَالِكٍ، وَهُوَ مَتْرُوكٌ۔[1]

اسی سند کے علاوہ حضرت براء بن عازب سے مروی نہیں اور اس میں حبیب بن حبیب کاتب مالک کا تفرد ہے۔ حبیب بن حبیب متروک الحدیث ہے۔[2]

لَا يُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ إِلَّا بِهَذَا الْإِسْنَادِ، تَفَرَّدَ بِهِ: حَبِيبٌ كَاتِبُ مَالِكٍ۔[3]

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

## آیت:9

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿۱۷۲﴾ الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَاناً وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ﴿۱۷۳﴾

جو اللہ و رسول کے بلانے پر حاضر ہوئے بعد اس کے کہ اُنہیں زخم پہنچ چکا تھا ان کے نکوکاروں اور پرہیزگاروں کے لیے بڑا ثواب ہے۔

وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے لیے جتھا جوڑا تو ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور زائد ہوا اور بولے اللہ ہم کو بس ہے اور کیا اچھا کارساز۔[4]

### حضور سید عالم ﷺ کے حکم پر لبیک کہنے والے:

حضرت عروہ بن زبیر سے مروی ہے فرمایا: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اے میرے بھانجے تیرے دونوں باپ یعنی حضرت زبیر اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما ان میں سے تھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور رسول معظم ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا اس کے بعد کہ انھیں گہرا زخم لگ چکا

---

[1] مجمع الزوائد 52/9

[2] الأحاديث الواردة في فضائل الصحابة 4/ 292

[3] المعجم الاوسط للطبرانی 7299 (هٰذه الروايات موضوع)

[4] آل عمران 172، 173

تھا اور انھوں نے فرمایا: جب مشرک میدان احد سے واپس لوٹے اور حضور سید عالم ﷺ اور آپ کے اصحاب کو وہ مصیبت اور اذیت پہنچی جو انھیں پہنچی تو آپ کو خوف لاحق ہوا کہ (ممکن ہے) وہ واپس پلٹ آئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

کون ان کے مقابلے کی دعوت پر لبیک کہے گا تاکہ یہ جان لیں کہ ہمارے پاس قوت ہے؟

پس حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما ان ستر افراد میں تھے جو اس کے لیے تیار ہوئے۔

چناں چہ یہ اس قوم کے پیچھے نکلے اور انہیں اپنی آواز پہنچائی اور اللہ تعالی کی نعمت اور فضل کے ساتھ واپس لوٹے۔

اور ام المومنین عائشہ صدیقہ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے جو غزوہ حمراء الاسد میں پیش آیا، اور یہ مدینہ طیبہ سے تقریباً آٹھ میل کے فاصلے پر ہے اور وہ اس طرح ہوا کہ جب اتوار کا دن تھا اور یہ غزوہ احد کا دوسرا دن تھا، رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں مشرکین کا پیچھا کرنے کا اعلان کیا اور فرمایا:

ہمارے ساتھ صرف وہی نکلے گا جو کل اس میں حاضر تھا، تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مومنین میں سے دو سو آدمی اٹھے۔ یہاں تک کہ آپ حمراء الاسد پہنچ گئے، دشمن کو ڈرانے اور خوف زدہ کرنے کے لیے۔

ان میں ایسا بھی تھا جو زخم لگنے کے سبب شدید تکلیف میں تھا وہ چلنے کی استطاعت نہ رکھتا تھا اور کوئی سواری بھی نہ پاتا تھا تو کوئی گھوڑے پر سوار تھا، یہ سارے کے سارے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی پیروی میں تھے اور جہاد کی ترغیب میں۔[1]

**بخاری میں ہے :**

**مَنْ يَذْهَبُ فِي إِثْرِهِمْ فَانْتَدَبَ مِنْهُمْ سَبْعُونَ رَجُلًا ، قَالَ: كَانَ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ ، وَالزُّبَيْرُ**

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون ان کے پیچھے جائے گا؟ تو ان میں سے ستر آدمی تیار ہوئے، فرمایا: ان میں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔[2]

**مسلم میں ہے:**

**كَانَ أَبَوَاكَ مِنَ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ**

حضرت سیدہ عائشہ نے عروہ بن زبیر سے کہا: تیرا باپ ان میں سے تھا جنھوں نے اللہ اور اللہ کے رسول

---

[1] ماخوذ الجامع لاحکام القرآن القرطبی تحت الآیۃ

[2] صحیح البخاری 2077

ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا، اس کے بعد انھیں گہرا زخم لگ چکا تھا۔[1]

غزوۂ احد کے بعد ابو سفیان اور اس کے لشکر میں مسلمانوں سے بدلے کی آگ بھڑک رہی تھی اور اس نے اعلان بھی کر دیا تھا کہ آیندہ سال بدر کا میدان سجے گا، اس میں آپ لوگوں سے بدلہ لیں گے۔

ابو سفیان نے اس جنگ کے لیے لشکر تیار کر رکھا تھا ادھر رسول اللہ ﷺ جنگ کی تیاری میں صحابہ کے ساتھ مصروف تھے۔ اسی دوران مسلمانوں کو خبر ملی کہ آپ کے خلاف بہت بڑا لشکر تیار ہو چکا ہے لہٰذا آپ جنگ کے لیے تیار نہ ہوں۔ حضور سید عالم ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ "حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ" کا ورد کرتے ہوئے میدانِ بدر میں پہنچے۔ (یہاں بدر سے مراد بدر صغریٰ ہے)

ابو سفیان کے دل میں اللہ کریم نے رعب ڈال دیا تھا جس کی وجہ سے وہ بھاگ نکلا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلاش میں ستر صحابہ کو روانہ کیا۔ جیسا کہ تفسیر طبری میں ہے:

**ابو سفیان کی تلاش میں نکلے والے:**

**معه أبو بكر الصديق، وعمر، وعثمان، وعلي، والزبير، وسعد، وطلحة، وعبد الرحمن بن عوف، وعبد الله بن مسعود، وحذيفة بن اليمان، وأبو عبيدة بن الجراح، في سبعين رجلا فساروا في طلب أبي سفيان، فطلبوه حتى بلغوا الصفراء،**

ستر آدمیوں میں سے حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت زبیر، حضرطلحہ، حضرت عبد الرحمان بن عوف، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) ابو سفیان کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ وہ مقام صفراء کو پہنچے۔[2]

اِبو محمد عبد الرحمٰن بن محمد، ابن اِبی حاتم الرازی (المتوفی: 327ھ) فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوے میں نکلے والے:

**أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔**[3]

اِبواِسحاق اِحمد بن محمد بن اِبراہیم الثعلبی، (المتوفی: 427ھ) فرماتے ہیں:

---

[1] صحيح مسلم 2418

[2] جامع البيان للطبري 402/7

[3] تفسير القرآن العظيم لابن ابي حاتم 817/3

حتى بلغوا حمراء الأسد وهي من المدينة على ثلاثة أميال

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اصحاب: مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر مقام حمراء الاسد پر پہنچے۔[1]

ابو اللیث نصر بن محمد السمرقندی (المتوفی: 373ھ) فرماتے ہیں:

ان ابا سفيان حين رجع من احد، نادى فقال: يا محمد، إن الموعد بيننا وبينك موسم بدر الصغرى

ابو سفیان جب غزوۂ احد سے لوٹے تو اس نے کہا: اے محمد! تمارے اور ہمارے درمیان مقامِ بدر میں لوٹنا ہے۔[2] (ابو سفیان کے یہ واقعات قبل از اسلام سے تعلق رکھتے ہیں)

یہی بات اِبو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ المعروف بابن اِبی زَمَنِین المالکی (المتوفی: 399ھ) نے بھی لکھی۔[3]

## حضرت ابراہیم علیه السلام اور حضور ﷺ کا ورد

حضرت ابن عباس سے مروی ہے، فرمایا:

قَالَهَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ حِينَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالُوا: {إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا، وَقَالُوا: حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الوَكِيلُ}

جب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تب آپ نے آیت کریمہ کی تلاوت کی اور رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت اس وقت فرمائی جب لوگوں نے کہا کافروں نے بہت بڑا لشکر تیار کر رکھا ہے۔[4]

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

## آیت:10

لَقَدْ سَمِعَ اللهُ قَوْلَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَاءُ ﴿١٨١﴾

بیشک اللہ نے ان لوگوں کی بات سن لی جو کہتے ہیں کہ اللہ محتاج ہے اور ہم غنی ہیں۔[5]

---

[1] الكشف والبيان للثعلبي 208/3

[2] بحر العلوم السمرقندي 265/1

[3] تفسير القرآن العزيز لابن زمنين 335/1

[4] صحيح البخاري 4563، تفسير القرآن العظيم لابن ابي حاتم 818/3

[5] آل عمران 181

## قرآن کریم سے تاجدارِ صداقت سیدنا ابو بکر کی محبت و الفت

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری (المتوفی: 310ھ) روایت کرتے ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہود کے ایک قبیلہ بنی قینقاع کے پاس اپنا مکتوبِ گرامی دے کر بھیجا جس میں اُن کو دعوتِ اسلام دی گئی تھی نماز اور زکات کے متعلق تاکید کی گئی تھی۔

اور یہ بھی تحریر تھا: مَّن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً

یعنی اللہ تعالیٰ کو قرضۂ حسنہ دیں (نیکی کے کاموں میں دولت خرچ کریں) اس پر ان کے ایک منہ پھٹ فنحاص بن عازوراء نے ازراہ تمسخر کہا کہ اللہ تعالیٰ مفلس و نادار ہے اسی لیے تو ہم سے قرضہ مانگ رہا ہے۔

اس بات پر تاج دارِ صداقت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات عالیہ اِس گستاخی کو برداشت نہ کر سکے۔

فَغَضِبَ أَبُوْ بَكْرٍ فَضَرَبَ وَجهَ فِنْحَاصَ ضَرْبًا شَدِيْدًا

اس پر آپ کو بہت جلال آگیا اور اس کے منہ پر زور سے تھپڑ رسید کیا۔

پھر فرمایا! وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا الْعَهْدُ الَّذِى بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ لَضَرَبْتُ عُنُقَكَ يَا عَدُوَّاللهِ

وہ ذات جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر ہمارے تمہارے درمیان معاہدہ نہ ہوتا تو تمہارا سر قلم کر دیتا۔ اس نے حضور ﷺ کے ہاں جاکر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شکایت کی اور اپنے الفاظ پر بالکل مکر گیا۔

یہ آیتِ کریمہ تاج دارِ صداقت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات والا کی تصدیق کے حق میں نازل ہوئی۔ مزید آپ فرماتے ہیں:

اللہ جل وعلا بروز قیامت قائلین "إِنَّ اللهَ فَقِيْرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَاءُ" قاتلين "أنبياء الله بغير حق" دونوں گروہوں کو فرمائے گا:

ذُوْقُوْ عَذَابَ الْحَرِيْقِ » جلا دینے والے عذاب کا مزہ چکھو۔[1]

[1] جامع البيان للطبري 279/6

حضرت میمون بن مہران حضرت ابن عباس سے روای فرمایا: آیۂ مقدسہ

مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضاً حَسَناً»

مدینے کا یہودی جس کو فنحاص کہا جاتا ہے اس نے کہا:

احْتَاجَ رَبُّ مُحَمَّدٍ: محمد کا رب محتاج ہو گیا ہے۔ (معاذاللہ)

فَلَمَّا سَمِعَ عُمَرُ بِذَلِكَ اشْتَمَلَ عَلَى سَيْفِهِ وَخَرَجَ فِي طَلَبِهِ،

جب یہ بات حضرت عمر بن خطاب نے سنی تو آپ یہودی کی تلاش میں تلوار لے کر نکل پڑے۔

فَجَاءَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

جبرئیل امین آقا کریم ﷺ کی بارگاہِ ناز میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے (یارسول اللہ!)

(إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ لَكَ قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ أَيَّامَ اللَّهِ).

آپ کا رب فرمارہا ہے:

"وَاعْلَمْ أَنَّ عُمَرَ قَدِ اشْتَمَلَ عَلَى سَيْفِهِ وَخَرَجَ فِي طَلَبِ الْيَهُودِيِّ،

اے حبیب یقیناً عمر تلوار لے کر یہودی کی تلاش میں نکلے ہیں۔

فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَلَبِهِ، فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: (يَا عُمَرُ، ضَعْ سَيْفَكَ)

تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر کی طرف ایک شخص بھیجا۔ جب حضرت عمر واپس لوٹے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر! اپنی تلوار رکھ دو۔ حضرت عمر نے عرض کی اے اللہ کے رسول! آپ نے سچ فرمایا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کو حق کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔[1]

**لمحۂ فکریه:**

قرآن کریم کی ایک آیتِ کریمہ کی توہین پر اللہ کریم ان کا حشر قاتلین انبیاء اللہ کے ساتھ فرمائے گا۔

[1] زاد المسیر 98/4، الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 161/16

## سُوۡرَةُ النِّسَآءِ

### آیت:11

وَلِكُلٍّ جَعَلۡنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الۡوَالِدَانِ وَالۡأَقۡرَبُونَ وَالَّذِينَ عَقَدَتۡ أَيۡمَانُكُمۡ فَآتُوهُمۡ نَصِيبَهُمۡ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٍ شَهِيدًا ﴿۳۳﴾

اور ہم نے سب کے لئے ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں کے چھوڑے ہوئے مال میں حق دار (یعنی وارث) مقرر کر دیئے ہیں، اور جن سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے سو اُنہیں ان کا حصہ دے دو، بیشک اللہ ہر چیز کا مشاہدہ فرمانے والا ہے۔[1]

حضرت داؤد بن حصین فرماتے ہیں کہ میں ام سعد بنت ربیع کے پاس آپ کے پوتے کے ساتھ قرآن پڑھتا تھا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پرورش میں تھیں۔ حضرت داؤد کہتے ہیں: میں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے {وَالَّذِينَ عَاقَدَتۡ أَيۡمَانُكُمۡ} کی تلاوت کی تو ام سعد نے فرمایا: ایسے نہیں بلکہ اس کی قرات {وَالَّذِينَ عَقَدَتۡ أَيۡمَانُكُمۡ} ایسے ہے۔

ام سعد نے فرمایا:

قَالَتۡ: إِنَّمَا نَزَلَتۡ فِي أَبِي بَكۡرٍ وَابۡنِهِ عَبۡدِ الرَّحۡمَنِ، حِينَ أَبَى أَنۡ يُسۡلِمَ، فَحَلَفَ أَبُو بَكۡرٍ أَنۡ لَا يُوَرِّثَهُ، فَلَمَّا أَسۡلَمَ حِينَ حُمِلَ عَلَى الۡإِسۡلَامِ بِالسَّيۡفِ أَمَرَ اللّٰهُ أَنۡ يُؤۡتِيَهُ نَصِيبَهُ"

جزی نیست یہ آیت حضرت ابو بکر اور آپ کے صاحبزادے عبد الرحمٰن کے حق میں نازل ہوئی ہے۔
جب عبد الرحمٰن بن ابی بکر نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو وارث نہ بنانے کی قسم کھائی جب عبد الرحمٰن نے تلوار کے زور پر اسلام قبول کیا تو اللہ کریم نے حکم دیا کہ اس کو اپنا حصہ دو۔[2] (یہ روایت ضعیف ہے اور حکم بھی منسوخ ہے۔)
سنن ابی داؤد کے محقق شیخ ارنؤوط لکھتے ہیں: **إسناده ضعيف۔**[3]

---

[1] النساء 33
[2] سنن ابی داؤد 2923، تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم الرزای 938/3، تفسیر خازن 369/1
[3] سنن ابی داؤد 549/4

ابن کثیر کہتے ہیں: وَهَذَا قَوْلٌ غَرِيبٌ،[1]

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

## آیت:12

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ﴿٥٩﴾

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے (اہلِ حق) صاحبانِ اَمر کی۔[2]

### آیۂ مقدسہ کے نزول میں اقوال:

اِبو عبداللہ محمد بن إسماعیل البخاری المتوفی:) اور مسلم بن الحجاج اِبو الحسن القشیری (المتوفی: 261ھ) فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس سے مروی ہے، فرمایا: آیۂ مقدسہ

{أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الأَمْرِ مِنْكُمْ}

نَزَلَتْ فِي عَبْدِ اللهِ بْنِ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَدِيٍّ إِذْ بَعَثَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ

عبداللہ بن حذافہ بن عدی کے حق میں نازل ہوئی ہے، اس کو رسول اللہ ﷺ نے سریہ میں بھیجا۔[3]

آیۂ مقدسہ اِبو الحسن علی بن محمد الماوردی (المتوفی: 450ھ) آیۂ مقدسہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وقال السدي: نزلت في عمار بن ياسر , وخالد بن الوليد حين بعثهما رسول الله ﷺ في سرية

حضرت سدی نے کہا اس سے مراد حضرت عمار بن یاسر اور خالد بن ولید ہیں، جب رسول اکرم ﷺ نے ان دونوں کو ایک سریہ پر روانہ کیا۔[4]

آیۂ مقدسہ اِبو الحسن مقاتل بن سلیمان البلخی (المتوفی: 150ھ) اور اِبو جعفر محمد بن جریر الطبری (المتوفی: 310ھ) نے فرمایا:

---

[1] تفسیر ابن کثیر 254/2

[2] النساء 59

[3] صحیح البخاری 4584، صحیح مسلم 1834

[4] النکت والعیون للماوردی 500/1

أن النبي صلى الله عليه وسلم بعث خَالِد بن الْوَلِيد عَلَى سرية فيهم عمار بن ياسر فساروا حَتَّى دنوا من الماء فعرسوا قريبا وبلغ العدو أمرهم فهربوا، وبقي منهم رَجُل فجمع متاعه، وجاء ليلا فلقي عمارا، فَقَالَ: يا أبا اليقظان، إن القوم سمعوا بكم، فهربوا وَلَم يبق غيري، وَقَدْ أسلمت، وشهدت ألا إله إِلَّا الله وأن محمدا عبده ورسوله فهل الْإِسْلام نافعي.

حضور سید عالم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید کو ایک سریہ میں بھیجا جس میں حضرت عمار بن یاسر بھی تھے، سفر کرتے رہے حتی کہ وہ پانی کے قریب پہنچ گئے، چناں چہ انہوں نے جلد ہی اس کے قریب پڑاؤ ڈال دیا، اور دشمن کو ان کی خبر ملی تو وہ بھاگ گئے۔اور ان میں سے ایک آدمی بچ گیا اور اپنا سامان جمع کرنے لگا۔وہ رات کے پہر میں آکر حضرت عمار بن یاسر سے ملا۔ پھر اس نے کہا:

اے ابو الیقظان! لوگوں نے آپ کے بارے میں سنا تو وہ بھاگ گئے اور میرے سوا کوئی باقی نہ رہا۔اور کہا: میں نے اسلام قبول کیا اور گواہی دی کہ اللہ کے سواء کوئی معبود برحق نہیں اور یقیناً محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، کیا مجھ پر اسلام نافذ ہو گیا۔

فَقَالَ عمار: ينفعك فأقم فَلَمَّا أصبح خَالِد غار بخيله، فلم يجد إلا هذا الرجل وماله

حضرت عمار نے فرمایا: تجھے اس سے نفع پہنچے گا کھڑا ہو جا۔پس جب صبح ہوئی تو خالد اس شخص اور اس کے پاس موجود مال کے علاوہ کچھ نہ پایا۔

فَقَالَ عمار: خل عن هَذَا الرَّجُل وماله فقد أسلم وَهُوَ فِي أماني. قَالَ خَالِد: فيم أَنْت تجير دوني وأنا أمير عليك

حضرت عمار نے کہا: اس شخص کو اور اس کے مال کو چھوڑ دو، کیوں کہ اس نے اسلام قبول کر لیا ہے اور محفوظ ہے۔

حضرت خالد نے کہا: تم میرے بغیر کیا کر رہے ہو جب کہ میں تمہارا حاکم ہوں۔

فاستبا فلما رجعا إلى المدينة أجاز النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أمان عمار ونهاه أن يجير الثانية عَلَى أمير، فَقَالَ خَالِد: يا نَبِيّ الله يسبني هَذَا العبد الأجدع وشتم خَالِد عمارا. فَقَالَ النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لخالد لا تسب عمارا فَمَنْ سب عمارا سب الله، ومن

أبغض عمارا أبغضه الله، ومن لعن عمارا لعنه الله، فغضب عمار، فقام فذهب. فَقَالَ النبي صلى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لخالد: قم فاعتذر إِلَيْهِ. فأتاه خَالِد فأخذ بثوبه، فاعتذر إِلَيْهِ، فأعرض عَنْهُ، فأنزل الله عز وجل في عمار يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ يعني خَالِد بن الْوَلِيدلأن النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كان ولاه أمرهم فأمر الله عَزَّ وَجَلّ بطاعة أمراء سرايا رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنْ تَنازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ من الحلال والحرام يعني خالدا وعمارا فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ يعنى إلى القرآن وإلى الرَّسُولَ يعني سنة النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باہمی سب نزاع کے بعد جب مدینہ منورہ کی طرف چل پڑے تو حضور نبیٔ رحمت ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو امان کی اجازت عطا فرمائی سرکار دو عالم ﷺ نے دوسرے کو امیر مقرر کرنے سے روک دیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کہنے لگے یارسول اللہ !انہوں نے مجھے گالی دی ہے حضرت خالد بن ولید نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو سب وشتم کیا۔

سرکار ﷺ نے حضرت خالد بن ولید کو فرمایا کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو گالی نہ دیں۔

جس نے حضرت عمار بن یاسر کو گالی دی اس نے اللہ کو گالی دی جس نے عمار کو غضب ناک کیا اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوا۔ جس نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ پر لعنت کی، اللہ پاک اس پر لعنت فرماتا ہے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ناراض ہوئے اور چل دیے۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید کو فرمایا کہ آپ اٹھیں اور ان سے معذرت کریں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے آپ نے ان کے کپڑے کو لیا اور ان سے معافی مانگی۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے منہ پھیر لیا اللہ تعالیٰ نے حضرت عمار بن یاسر کے بارے میں قرآن کریم کی آیت نازل فرمائی۔۔

اس لیے کہ نبی ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ان کے تمامی امور کا والی بنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کے سرایا کے امرا کی اتباع و پیروی کا حکم دیا پھر اگر تم حلال و حرام میں سے

کسی مسئلے (بات) میں جھگڑ پڑے یعنی حضرت خالد بن ولید اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما پس وہ رجوع کریں۔ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف یعنی قرآن کریم اور اللہ کے پیارے رسول ﷺ یعنی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف۔[1]

آیۂ مقدسہ یہی روایت تفسیر وسیط میں حضرت ابن عباس سے مختصرا مروی ہے۔

أنها نزلت في خالد بن الوليد بعثه رسول الله صلى الله عليه وسلم أميرًا على سرية، وفيها عمار بن ياسر، فجرى بينهما اختلاف في شيء، فنزلت هذه الآية، وأمر بطاعة أولي الأمر۔[2]

اوپر والی اور یہ ایک ہی سند ہے، ابن عباس سے ابو صالح اور ان سے سدی راوی، اور ابو صالح کذاب راوی ہے۔
لیکن مستدرک للحاکم میں صحیح سند کے ساتھ موجود ہے۔

عَنِ الْأَشْتَرِ، قَالَ: سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ يَقُولُ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ وَمَعِي عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، فَأَصَبْنَا نَاسًا مِنْهُمْ أَهْلُ بَيْتٍ قَدْ ذَكَرُوا الْإِسْلَامَ، فَقَالَ عَمَّارٌ: إِنَّ هَؤُلَاءِ قَدْ وَحَّدُوا، فَلَمْ أَلْتَفِتْ إِلَى قَوْلِهِ، فَأَصَابَهُمْ مَا أَصَابَ النَّاسَ، قَالَ: فَجَعَلَ عَمَّارٌ يَتَوَعَّدُنِي لَوْ قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ، فَلَمَّا رَآهُ لَا يَنْصُرُهُ وَلَّى وَعَيْنَاهُ تَدْمَعَانِ، قَالَ: فَدَعَانِي، فَقَالَ: «يَا خَالِدُ لَا تَسُبَّ عَمَّارًا، فَإِنَّهُ مَنْ يَسُبَّ عَمَّارًا يَسُبَّهُ اللَّهُ، وَمَنْ يَبْغَضْ عَمَّارًا يَبْغَضْهُ اللَّهُ، وَمَنْ يُسَفِّهْ عَمَّارًا يُسَفِّهْهُ اللَّهُ» ، قَالَ خَالِدٌ: اسْتَغْفِرْ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَوَاللَّهِ مَا مَنَعَنِي أَنْ أُجِيبَهُ إِلَّا تَسْفِيهِي إِيَّاهُ، قَالَ خَالِدٌ: «وَمَا مِنْ شَيْءٍ أَخْوَفَ عِنْدِي مِنْ تَسْفِيهِي عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ يَوْمَئِذٍ»صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ " وَهَكَذَا رَوَاهُ مَسْعُودُ بْنُ سَعْدٍ الْجُعْفِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ النَّخَعِيِّ، أَمَا حَدِيثُ مَسْعُودِ بْنِ سَعْدٍ

حضرت خالد بن ولید فرماتے ہیں رحمت عالم ﷺ نے مجھے ایک جنگی مہم پر بھیجا۔ میرے ہم راہ حضرت عمار بن یاسر بھی تھے، اس مہم کے دوران ہم ایک گھر میں پہنچے جو کہ اسلام کا تذکرہ کرتے تھے۔

---

[1] تفسیر مقاتل بن سلیمان 382،83/1، جامع البیان للطبری 499/8، تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم 988/3

[2] التفسیر الوسیط للواحدی 540/6

حضرت عمار نے فرمایا: یہ لوگ توحید کو ماننے والے ہیں۔ لیکن میں نے ان کی پر کوئی توجہ نہ دی اور ان کے ساتھ بھی وہی معاملہ کیا جو دوسرے لوگوں کے ساتھ کیا۔

حضرت عمار مسلسل مجھے دھمکی دیتے رہے کہ میری رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی تو میں آپ ﷺ کی خدمت میں یہ بات عرض کروں گا، پھر حضرت عمار نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر پورا واقعہ سنایا۔ جب حضرت عمار نے دیکھا کہ کوئی خاطر خواہ جواب نہیں ملا تو آپ آبدیدہ ہو کر واپس لوٹ گئے۔

حضرت خالد بن ولید فرماتے ہیں: پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پاس بلا کر فرمایا: اے خالد! عمار کو گالی مت دو، کیوں کہ جو شخص عمار کو گالی دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو گالی کا بدلہ دیتا ہے اور جو عمار سے بغض رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو بغض کا بدلہ دیتا ہے، جو عمار کو بے وقوف کہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو بے وقوف کہتا ہے۔ حضرت خالد بن ولید نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ میرے لیے مغفرت کی دعا کریں۔ خدا کی قسم! ان کا سامنا کرنے سے مجھے یہ بات روکتی ہے کہ میں نے ان کو بے وقوف سمجھا، حضرت خالد بن ولید اللہ فرماتے ہیں: اُس دن میں نے عمار بن یاسر کو بے وقوف سمجھا اس سے زیادہ مجھے کسی بات کا خوف نہیں ہے۔ [1]

اور یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور شیخین نے اس کو نقل نہیں کیا۔ اور اسی حدیث کو مسعود بن سعد جعفی نے محمد بن فضیل بن غزوان نے حسن بن عبید اللہ نخعی کے حوالے بیان کیا ہے۔

(مسعود بن سعد کی روایت کردہ حدیث درج ذیل ہے)

فَأَخْبَرَنَاهُ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عِيسَى الدِّهْقَانُ، بِالْكُوفَةِ، ثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَكَمِ الْجِيزِيُّ، ثَنَا أَبُو غَسَّانَ مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، ثَنَا مَسْعُودُ بْنُ سَعْدٍ۔ [2]

محمد بن فضیل نے اپنی سند سے بھی اس کو نقل کیا ہے۔

وَأَمَّا حَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ

فَأَخْبَرَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُؤَمَّلِ بْنِ الْحَسَنِ، ثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الشَّعْرَانِيُّ، ثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ

---

[1] المستدرک علی الصحیحین 5670

[2] المستدرک علی الصحیحین 5671

ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْأَشْتَرِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَأَصَبْنَاهُمْ، فَقَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ: إِنَّهُمْ قَدِ احْتَجَبُوا مِنَّا بِالتَّوْحِيدِ فَلَمْ أَلْتَفِتْ إِلَى قَوْلِهِ، وَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِهِ

امام حاکم نے فرمایا: میں نے اس سے پہلے ابو داؤد کی مروی حدیث نقل کی ہے جس کی سند یہ ہے۔

عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْأَشْتَرِ أَنَّهُ مِنْ أَفْرَادِ أَبِي دَاوُدَ فَوَجَدَهُ مِنْ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ مَرْزُوقٍ، عَنْ شُعْبَةَ»

امام ذہبی نے اس کو صحیح کہا ہے۔[1]

حضرت خالد بن ولید سے مروی ہے، فرمایا:

كَانَ وَقَعَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ كَلَامٌ فَشَكَوْتُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا خَالِدُ، مَنْ يُسَابَّ عَمَّارًا يَسُبَّهُ اللهُ وَمَنْ يُعَادِ عَمَّارًا يُعَادِهِ اللهُ، وَمَنْ يُحَقِّرْ عَمَّارًا يُحَقِّرْهُ اللهُ رَوَاهُ الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ وَخَالَفَ شُعْبَةُ فِي إِسْنَادِهِ فَإِنَّهُ، قَالَ: عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ

میرے اور حضرت عمار کے درمیان کچھ تلخ کلامی ہو گئی تھی، میں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کی تو رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے خالد! جس نے عمار کو گالی دی، اللہ تعالیٰ اس کو گالی کا بدلہ دیتا ہے اور جس نے عمار سے دشمنی کی، اللہ تعالیٰ اس کو دشمنی کا بدلہ دیتا ہے۔ جس نے عمار کی تحقیر کی، اس کی اللہ تعالیٰ تحقیر کرتا ہے۔ اسی حدیث کو عوام بن حوشب نے سلمہ بن کہیل کے حوالے سے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد میں شعبہ نے مخالفت کی ہے کیوں کہ انھوں نے سلمہ کے بعد علقمہ کے واسطے سے حضرت خالد بن ولید سے روایت کی ہے۔[2]

حضرت سلمہ بن کہیل، علقمہ کے واسطے سے حضرت خالد بن ولید کا بیان نقل کرتے ہیں۔

---

[1] المستدرک علی الصحیحین 5672

[2] المستدرک علی الصحیحین 5673

حضرت خالد بن ولید نے فرمایا: میرے اور حضرت عمار کے درمیان کچھ چپقلش تھی، میں نے اس وجہ سے ان کو کچھ سخت سست کہہ دیا، حضرت عمار نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر میری شکایت کر دی، پھر حضرت خالد بھی ان کی شکایت کرنے کے لیے بارگاہ مصطفوی میں پہنچ گئے اور یہاں آکر بھی انھوں نے حضرت عمار کے بارے میں بہت سخت گفتگو کی۔

نبی اکرم ﷺ خاموشی کے ساتھ سماعت فرماتے رہے، حضرت عمار رو پڑے اور عرض کی: یا رسول اللہ! کیا آپ اس کو ملاحظہ نہیں فرما رہے؟ راوی کہتے ہیں: تب رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: جس نے عمار سے دشمنی کی، اللہ تعالی اس کو دشمنی کا بدلہ دیتا ہے، جس نے عمار سے بغض رکھا، اللہ تعالیٰ اس کے بغض بدلہ دیتا ہے۔ حضرت خالد فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے بعد مجھے سب سے زیادہ اس بات کی خواہش تھی کہ میں عمار کو کسی بھی طرح منالوں، پھر میں نے عمار سے ملاقات کی اور ان کو راضی کر لیا۔

عوام بن حوشب کی روایت کردہ یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کے معیار کے مطابق صحیح ہے۔

کیوں کہ امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے عوام بن حوشب اور علقمہ کی روایات نقل کی ہیں، مزید برآں یہ کہ شعبہ، حوشب سے زیادہ مضبوط حافظہ رکھتے ہیں۔ جیسا کہ درج ذیل سند منقول ہے۔

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْأَشْتَرِ وَالْإِسْنَادَانِ صَحِيحَانِ

امام حاکم نے کہا: دونوں اسناد صحیح ہیں۔[1]

ایک اور روایت میں حضرت خالد بن ولید نے فرمایا:

مَا أَتَى عَلَيَّ يَوْمٌ قَطُّ كَانَ أَعْظَمَ عَلَيَّ مِنْ شَأْنِ عَمَّارٍ، لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَعَثَنِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ وَأَمَّرَنِي عَلَيْهِمْ، وَكَانَ فِي الْقَوْمِ عَمَّارٌ، فَأَصَبْنَا قَوْمًا فِيهِمْ أَهْلُ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَكَلَّمَنِي فِيهِمْ عَمَّارٌ وَنَاسٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالُوا: خَلِّ سَبِيلَهُمْ، قُلْتُ: لَا

[1] المستدرک علی الصحیحین5674

وَاللَّهِ لَا أَفْعَلُ حَتَّى يَرَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَرَى فِيهِمْ رَأْيَهُ، فَغَضِبَ عَلَيَّ عَمَّارٌ، فَلَمَّا قَدِمْتُ اسْتَأْذَنْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ يَسْتَخْبِرُنِي وَأَنَا أُحَدِّثُهُ فَاسْتَأْذَنَ عَمَّارٌ، فَأَذِنَ لَهُ فَدَخَلَ عَمَّارٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَمْ تَرَ خَالِدًا فَعَلَ كَذَا وَفَعَلَ كَذَا فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَمَا وَاللَّهِ لَوْلَا مَجْلِسُكَ مَا سَبَّنِي ابْنُ سُمَيَّةَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَمَّارُ اخْرُجْ فَخَرَجَ عَمَّارٌ وَهُوَ يَبْكِي وَيَقُولُ: مَا نَصَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خَالِدٍ. فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أَجَبْتَ الرَّجُلَ قُلْتُ: مَا مَنَعَنِي إِنْ أَجَبْتُهُ إِلَّا مَحْقَرَةً لَهُ. فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّهُ مَنْ يَبْغَضْ عَمَّارًا يَبْغَضْهُ اللَّهُ، وَمَنْ يَسُبَّ عَمَّارًا يَسُبَّهُ اللهُ، وَمَنْ يُحَقِّرْ عَمَّارًا يُحَقِّرْهُ اللهُ فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَلَمْ أَزَلْ أَطْلُبُ إِلَى عَمَّارٍ حَتَّى اسْتَغْفَرَ لِي

میرے دل میں حضرت عمار کی قدر و منزلت اس دن سے ہر لمحہ بڑھتی جارہی ہے جس دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے صحابہ کرام کے ہم راہ ایک جنگی مہم میں بھیجا اور مجھے ان کا امیر مقرر فرمایا۔

میری قوم میں حضرت عمار بن یاسر بھی تھے، ہم ایک قوم کے پاس پہنچے جن میں مسلمانوں کا بھی ایک گھر تھا، اس گھرانے کے بارے میں عمار نے اور کچھ مسلمانوں نے مجھے کہا کہ ان کو چھوڑ دیا جائے۔ لیکن میں نے کہا: میں اس وقت تک نہیں رکوں گا جب تک کہ ان کو رسول اللہ ﷺ نہ دیکھ لیں، اور آپ ان میں اپنا علم نہ دیکھ لیں۔ لیکن حضرت عمار مجھ پر برہم ہوگئے۔ پھر جب میں واپس آیا تو میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے استفسار فرمایا اور میں آپ ﷺ کو احوال بتارہا تھا۔

اسی دوران حضرت عمار آگئے اور اندر آنے کی اجازت مانگی، ان کو اجازت دی گئی، وہ اندر آگئے، اور عرض کی: یارسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے اس مہم میں خالد نے فلاں معاملہ کیا۔ (حضرت خالد بھی کہتے ہیں) میں نے کہا: یارسول اللہ! اگر یہ آپ کی مجلس نہ ہوتی تو ابن سمیہ مجھے برا بھلا نہ کہہ سکتا۔

رحمتِ عالم ﷺ نے حضرت عمار کو باہر جانے کا حکم دیا۔ حضرت عمار روتے ہوئے یہ کہتے ہوئے وہاں سے نکل آئے کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد کے خلاف میری مدد نہیں فرمائی۔ عمار کے باہر چلے جانے کے بعد رسول ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم نے اس آدمی کی بات کیوں نہیں مانی؟ میں نے کہا: میں نے تو ان کو

حقیر جانتے ہوئے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ مجھ پر برہم ہوئے اور فرمایا: جو عمار سے بغض رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھتا۔ ہے، جو عمار کو گالی دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو گالی کا بدلہ دیتا ہے، اور جو عمار کو حقیر سمجھتا ہے، اس کو اللہ تعالیٰ حقیر کرتا ہے۔ حضرت خالد فرماتے ہیں: میں وہاں سے نکلا اور مسلسل عمار کو ڈھونڈ تا رہا حتی کہ میں نے ان سے ملاقات کی۔ پھر میں نے حضرت عمار کو منایا اور آپ نے میرے لیے مغفرت کی دعا کی۔[1]

اِبو جعفر محمد بن جریر الطبری (المتوفی: 310ھ) اور اِبو محمد عبد الرحمٰن بن محمد، ابن اِبی حاتم الرازی (المتوفی: 327ھ) نے آیۂ مقدسہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

عَنْ عِكْرِمَةَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَأُولِي الأَمْرِ مِنْكُمْ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.

حضرت عکرمہ سے آیۂ مقدسہ کی تفسیر میں منقول ہے فرمایا: اس سے مراد حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔[2]

**اس کی دلیل یہ ہے:**

حضرت حذیفہ بن یمان سے مروی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا:

اقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ" میرے بعد تم ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اقتدا کرنا۔[3]

یہی بات اِبو الحسن علی بن محمد الماوردی (المتوفی: 450ھ) نے لکھی۔[4]

اِبو محمد عبد الرحمٰن بن محمد، ابن اِبی حاتم الرازی (المتوفی: 327ھ) فرماتے ہیں:

عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ وَأُولِي الأَمْرِ مِنْكُمْ قَالَ: كَانَ عُمَرُ مِنْ أُولِي الأَمْرِ

حضرت عکرمہ سے مروی ہے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولی الامر تھے۔[5]

---

[1] المستدرک علی الصحیحین 5675

[2] جامع البیان للطبری 502/8، تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم 989/3

[3] المستدرک علی الصحیحین 4451۔4452۔4453۔4454۔4455۔4456۔7952، السنن الکبری للبیہقی 10056۔16590

[4] النکت والعیون الماوردی 500/1

[5] تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم 989/3

اِبواِسحاق اِحمد بن محمد بن اِبراہیم الثعلبی (المتوفی: 427ھ) نے فرمایا:

وقال أبو بكر [الورّاق] : هم الخلفاء الراشدون: أبو بكر وعمر وعثمان وعلي عليهم السلام

ابو بکر وراق نے کہا "وَأُولِي الأَمْرِ مِنْكُمْ" سے مراد حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت مولا علی المرتضی علیہم السلام ہیں۔[1]

مزید آپ نے فرمایا:

وأولي الأمر أهل الرأي من الصحابة، مثل أبي بكر وعمر وعثمان وعلي رضي الله عنهم

سے مراد اہل رائے ہیں جو صحابہ میں سے ہیں، یعنی حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت مولا علی المرتضی (علیہم الرضوان)۔[2]

**میرے بعد خلافت ان چار میں ہے:**

حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے فرمایا: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

الخلافة بعدي في أمتي في أربع في أبي بكر وعمر وعثمان وعلي

میرے بعد میری امت کی خلافت ان چار میں ہے، یعنی ابو بکر و عمر، عثمان و علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم۔[3]

اِبو بکر محمد بن اِبراہیم بن المنذر النیشابوری (المتوفی: 319ھ) نے فرمایا:

حضرت مجاہد سے آیۂ مذکورہ کی تفسیر میں مروی ہے، فرمایا: اس سے مراد حضور سید عالم ﷺ کے اصحاب ہیں۔[4]

یہی بات اِبو محمد عبد الرحمٰن بن محمد، ابن اِبی حاتم الرازی (المتوفی: 327ھ) اور اِبو الحسن علی بن محمد الماوردی (المتوفی: 450ھ) نے لکھی۔[5]

اِبو جعفر محمد بن جریر الطبری (المتوفی: 310ھ) نے فرمایا:

---

[1] الکشف والبیان للثعلبی 333/3

[2] الکشف والبیان للثعلبی 333/3

[3] الکشف والبیان للثعلبی 333/3

[4] تفسیر القرآن لابن منذر 765/2

[5] تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم 989/3، النکت والعیون الماوردی 500/1

میمون بن مہران اللہ عزاسمہ کے فرمان "أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولي الأمر منكم" کی تفسیر میں فرمایا: اس سے مراد اصحابِ سرایا ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں تھے۔[1]

ابو اللیث نصر بن محمد السمرقندی (المتوفی: 373ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: حَقٌّ عَلَى الْإِمَامِ أَنْ يَحْكُمَ بِالْعَدْلِ، وَيُؤَدِّيَ الْأَمَانَةَ. فَإِذَا فَعَلَ ذَلِكَ وَجَبَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَنْ يُطِيعُوهُ

سید نا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: امام پر حق یہ ہے کہ وہ عدل کا حکم دے اور امانت کو اس کے اہل کی طرف لٹادے، تو جب اس طرح کرے گا تو ایسے حکمران کی اطاعت مسلمانوں پر واجب ہو گی۔[2]

## آیت:13

وَمَنْ يُطِعِ اللهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا ﴿٦٩﴾

اور جو کوئی اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرے تو یہی لوگ (روزِ قیامت) ان (ہستیوں) کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے (خاص) انعام فرمایا ہے جو کہ انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین ہیں اور یہ بہت اچھے ساتھی ہیں۔[3]

ابو اسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی (المتوفی: 427ھ) فرماتے ہیں:

النبيون: محمّد، والصديقون: أبو بكر الصديق، والشهداء عمر وعثمان وعلي رضي الله عنهم، والصالحون سائر أصحابه

حضرت عکرمہ نے فرمایا: نبیوں سے مراد محمد ﷺ کی ذات گرامی ہے، "صدیقین" سے مراد حضرت ابو بکر صدیق ہیں، "شہدا" سے مراد حضرت عمر و عثمان اور حضرت علی ہیں اور "صالحین" سے مراد حضور

---

[1] جامع البیان للطبری 498/8

[2] بحر العلوم السمرقندی 313/1، الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 259/5

[3] النساء 69

رحمتِ عالم ﷺ کے جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔[1]

مزید آپ فرماتے ہیں: وفي هذه الآية دلالة على خلافة أبي بكر الصديق (رضي الله عنه)

اس آیت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی دلیل ہے۔[2]

ابو الحسن علی بن احمد بن محمد الواحدی (المتوفی: 468ھ) نے فرمایا:

وقال الكلبي: الصديقون: أفاضل أصحاب النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کلبی نے کہا: "الصدیقون" سے مراد رحمتِ عالم ﷺ کے عظیم صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔[3]

محی السنۃ ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی الشافعی (المتوفی: 510ھ)

النَّبِيُّونَ هَاهُنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالصِّدِّيقُونَ أَبُو بَكْرٍ، وَالشُّهَدَاءُ: عُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، وَالصَّالِحِينَ، سَائِرُ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

حضرت عکرمہ نے فرمایا: یہاں نبیوں سے مراد محمد ﷺ کی ذات گرامی ہے، "صدیقون" سے مراد حضرت ابو بکر صدیق ہیں، "شہداء" سے مراد حضرت عمر و عثمان اور حضرت علی ہیں اور "الصالحون" سے مراد حضور ﷺ کے جمیع صحابہ ہیں۔[4]

ابو حیان محمد بن یوسف الاندلسی (المتوفی: 745ھ) نے بھی کچھ زائد الفاظ کے ساتھ یہی بات لکھی، فرمایا: وَالصَّالِحُونَ صالحو أمة محمد صلى الله عليه وسلم

صالحون سے مراد حضور سید عالم ﷺ کی امت کے نیک لوگ مراد ہیں۔[5]

ابو القاسم محمود بن عمرو الزمخشری (المتوفی: 538ھ) نے فرمایا:

الصديقون: أفاضل صحابة الأنبياء الذين تقدموا في تصديقهم كأبي بكر الصديق رضى الله

صدیقین سے مراد انبیاء کے اعلیٰ مرتبے والے صحابہ ہیں جنھوں نے انبیاء کی تصدیق میں پہل کی جیسے

---

[1] الكشف والبيان للثعلبی 342/3

[2] الكشف والبيان للثعلبی 342/3

[3] التفسير الوسيط 78/2

[4] معالم التنزيل للبغوی 659/1

[5] البحر المحيط 701/3

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔[1]

ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبیؒ (المتوفی: 671ھ) فرماتے ہیں:

وَالصِّدِّيقُ هُوَ الَّذِي يُحَقِّقُ بِفِعْلِهِ مَا يَقُولُ بِلِسَانِهِ. وَقِيلَ: هُمْ فُضَلَاءُ أَتْبَاعِ الْأَنْبِيَاءِ الَّذِينَ يَسْبِقُونَهُمْ إِلَى التَّصْدِيقِ كَأَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَالْمُرَادُ هُنَا بِالشُّهَدَاءِ عُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ

صدیق وہ ہوتا ہے جو ہر اس بات کی تصدیق کرے جو نبی نے اپنی زبان مبارک سے فرمائی ہو اور کہا گیا ہے کہ یہاں سے انبیاء علیہم السلام کے اور افراد جو رتبے میں اعلیٰ ہوں مراد ہیں۔

جیسے ابو بکر صدیق، صدیق کی وجہ سے سبقت لے گئے۔اور یہاں شہدا سے مراد حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی علیہم الرضوان ہیں۔[2]

**قطب مدار**

شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الحسینی الآلوسی (المتوفی: 1270ھ) فرماتے ہیں:

نقل بعض تلامذة مولانا الشيخ خالد النقشبندي قدس سره عنه «أنه قرر يوما أن مراتب الكمل أربعة: نبوة وقطب مدارها نبينا صلّى الله عليه وسلّم، ثم صديقية وقطب مدارها أبو بكر الصديق رضي الله تعالى عنه، ثم شهادة وقطب مدارها عمر الفاروق رضي الله تعالى عنه، ثم ولاية وقطب مدارها علي كرم الله تعالى وجهه، وأن الصلاح في الآية إشارة إلى الولاية فسأله بعض الحاضرين عن عثمان رضي الله تعالى عنه في أي مرتبة هو من مراتب الثلاثة بعد النبوة فقال: إنه رضي الله تعالى عنه قد نال حظا من رتبة الشهادة، وحظا من رتبة الولاية، وأن معنى كونه ذا النورين هو ذلك عند العارفين

مولانا شیخ خالد نقش بندی قدس سرہ کے بعض تلامذہ نے نقل کیا ہے کہ اُنھوں نے ایک روز تقریر میں ارشاد فرمایا کہ مراتب کمال چار ہیں:

---

[1] تفسیر کشاف الزمخشری 530/1

[2] الجامع لاحکام القرآن القرطبی 272/5

(۱) نبوۃ اور اس کے مدار کے قطب ہمارے نبی ﷺ ہیں (۲) پھر صدیقیہ اور اس کے مدار کے قطب حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں (۳) پھر شہادۃ ہے اور اس کے مدار کے قطب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں (۴) پھر "ولایت" ہے اور اس کے مدار کے قطب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔

اور آیت مبارکہ میں صالحین کا لفظ مذکور ہے اس سے اشارہ ولایت کی جانب ہے۔ پس بعض حاضرین نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق سوال کیا کہ وہ نبوی کے بعد مراتبۂ ثلاثہ میں کسی مرتبہ پر فائز ہیں۔ تو آپ (شیخ خالد نقش بندی رحمۃ اللہ علیہ) نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مرتبہ شہادت سے بھی حصہ پایا ہے اور مرتبہ ولایت سے بھی حصہ پایا ہے اور عارفین کے نزدیک ذوالنورین کا یہ مطلب ہے کہ دونوں طرف سے حصہ پانے والے اسی وجہ سے ان کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔[1]

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

## آیت:14

وَمَنْ أَحْسَنُ دِيناً مِمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفاً وَاتَّخَذَ اللّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلاً ﴿۱۲۵﴾

اور دین اختیار کرنے کے اعتبار سے اُس شخص سے بہتر کون ہو سکتا ہے جس نے اپنا رُوئے نیاز اللہ کے لئے جھکا دیا اور وہ صاحبِ احسان بھی ہوا، اور وہ دینِ ابراہیم (علیہ السلام) کی پیروی کرتا رہا جو (اللہ کے لئے) یک سُو (اور) راست رَو تھے، اور اللہ نے ابراہیم (علیہ السلام) کو اپنا مخلص دوست بنا لیا تھا (سو وہ شخص بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت سے اللہ کا دوست ہو گیا)۔[2]

وَمَنْ أَحْسَنُ دِيناً مِمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّهِ"

---

[1] روح المعانی 73/3

[2] النساء 125

اور دین اختیار کرنے کے اعتبار سے اُس شخص سے بہتر کون ہو سکتا ہے جس نے اپنا رُوئے نیاز اللہ کے لئے جھکا دیا۔ (یعنی جس نے اپنی ذات کو اللہ کے لیے خالص کر دیا کہ اس کا قلب اور اور بدن اللہ کے اوامر و نواہی کے پابند رہے۔)

وَهُوَ مُحْسِنٌ "ایسی حالت میں کہ وہ اچھے کام کرنے ولا ہے یعنی نیک اعمال بجا لاتا ہے اور برے کام سے اجتناب کرتا ہے، ہمیشہ حضورِ قلبی اور اخلاص رکھتا ہے۔

جیسا کہ حضرت عمر خطاب و حضرت ابو ہریرہ کی حدیث میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«نْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ

تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ تو رب کو دیکھ رہو ہے، پس اگر یہ مقام نہ ہو تو (تو یہ خیال کر) کہ وہ رب تجھے دیکھ رہا ہے۔[1]

(أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ) مَعْنَاهُ أَخْلَصَ دِينَهُ لِلّٰهِ وَخَضَعَ لَهُ وَتَوَجَّهَ إِلَيْهِ بِالْعِبَادَةِ

اس نے اپنے دین کو اللہ کے لیے خاص کیا اور عبادت کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں جھکے اور متوجہ ہوئے۔

أَرَادَ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں اس سے مراد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہیں۔[2]

حنیف سے مراد تمام باطل راستوں سے منہ موڑ کر راہِ حق پر چلنے والا۔

وَاتَّخَذَ اللهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلاً" اور اللہ جل وعلا نے حضرت ابراہیم کو اپنا خاص دوست بنالیا۔

## خلیل کی تحقیق:

خلیل سچا دوست خالص محبت والا۔

خلیل کو خلیل اس لیے کہتے ہیں کہ محبوب کی محبت دل میں راسخ ہو جاتی ہے، اور کوئی کسر باقی نہیں رہتی۔

قَدْ تَخَلَّلْتَ مَسْلَكَ الرُّوحِ مِنِّي ... وَبِهِ سُمِّيَ الْخَلِيلُ خَلِيلاً

اے محبوب! جہاں جہاں میری روح کا گزر ہے وہاں تیرا عشق سمایا ہوا ہے، اس وجہ سے خلیل کو خلیل کہا جاتا ہے۔

---

[1] صحيح البخاری 50،4777. صحيح مسلم 8

[2] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 399/5

خلیل وہ ہوتا ہے جو اللہ کے لیے دوستی رکھتا ہے اور اللہ کے لئے دشمنی رکھتا ہے۔

لفظ "خلۃ "کا اشتقاق خلال ہے یا خلل ہے۔ خلال کا معنی ہے گھس جانا مخلوط ہو جانا۔ چوں کہ باطنی محبت بھی دل کے اندر گھس جاتی اور مخلوط ہو جاتی ہے۔

یا یہ "خلل" سے مشتق ہے۔ (خلل کا معنی ہے رخنہ شگاف) دو گہرے دوستوں میں ایک دوسرے کی حاجت روائی کرنا اور اس کی حالت کے بگاڑ کو درست بنانا اس لیے دونوں کو خلیل کیا جاتا ہے۔

حدیث پاک میں ہے: راوی حضرت ابوہریرہ، جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ

انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا پس تم میں سے ہر ایک کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس کے ساتھ دوستی کر رہا ہے۔[1]

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

مَنْ لَمْ تَكُنْ فِي اللهِ خُلَّتُهُ ... فَخَلِيلُهُ مِنْهُ عَلَى خَطَرِ

جس کی دوستی اللہ کی رضا کے کے لیے نہیں اس کا دوست اس سے خطرے میں ہے۔

ایک اور شاعر نے کہا:

إِذَا مَا كُنْتَ مُتَّخِذًا خَلِيلًا ... فَلَا تَثِقَنْ بِكُلِّ أَخِي إِخَاءِ

فَإِنْ خُيِّرْتَ بَيْنَهُمْ فَأَلْصِقْ ... بِأَهْلِ الْعَقْلِ مِنْهُمْ وَالْحَيَاءِ

فَإِنَّ الْعَقْلَ لَيْسَ لَهُ إِذَا مَا ... تَفَاضَلَتِ الْفَضَائِلُ مِنْ كِفَاءِ

جب تو کسی کو دوست بنانے والا ہو تو ہر بھائی چارہ رکھنے والے پر وثوق نہ کر۔

جب تو ان میں سے چناؤ کرے تو ان میں اہل عقل اور حیاداروں کا چناؤ کر۔

کیوں کہ عقل کا کوئی ہم پلہ نہیں جب فضائل کا مقابلہ ہوتا ہے۔

زجاج نے کہا کہ خلیل وہ ہے جس کی محبت میں کوئی رخنہ نہ ہو۔

حضرت حسان فرماتے ہیں:

---

[1] جامع ترمذی 2378، سنن ابی داؤد 4833

أَخِلَّاءُ الرِّجَالِ هُمُ كَثِيرٌ ... وَلَكِنْ فِي الْبَلَاءِ هُمُ قَلِيلُ
فَلَا تَغْرُرْكَ خُلَّةُ مَنْ تُؤَاخِي ... فَمَا لَكَ عِنْدَ نَائِبَةٍ خَلِيلُ
وَكُلُّ أَخٍ يَقُولُ أَنَا وَفِيٌّ ... وَلَكِنْ لَيْسَ يَفْعَلُ مَا يَقُولُ
سِوَى خِلٍّ لَهُ حَسَبٌ وَدِينٌ ... فَذَاكَ لِمَا يَقُولُ هُوَ الفعول

مردوں کے دوست بہت ہوتے ہیں لیکن مصیبت کا ساتھ دینے والے بہت کم ہوتے ہیں۔
جس کو تونے بھائی بنایا ہوا ہے اس کی دوستی تجھے دھوکے میں نہ ڈالے، تیرا مال مصیبت کے وقت تیرا خلیل ہوتا ہے۔
ہر بھائی کہتا ہے میں وفادار ہوں لیکن جو وہ کہتا ہے کرتا نہیں۔ سوائے اس دوست کے جو حسب والا اور دین دار ہو وہ جو کہتا ہے اسے کرنے والا ہوتا ہے۔[1]
یا یہ "خل" سے مشتق ہے: خل اس راستے کو کہتے ہیں جو ریت کے اندر ہو۔ چوں کہ دو خلیل بھی دوستی کے راستے پر برابر گامزن اور ہم طریق ہوتے ہیں۔
یا خلت سے ماخوذ ہے۔ خلت کا معنی ہے خصلت چوں کہ دونوں دوستوں کی خصلت ایک ہوتی ہے اس لیے ان کو خلیل کہا جاتا ہے۔

**امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:**

خلیل وہ ندیم اور ہم نشین ہوتا ہے جس کے سامنے آدمی اپنے محب اور حبیب کے راز ظاہر کرتا ہے۔[2]

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منی
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صفت حبیب سے خاص کیا جب کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل کی صفت سے۔

**مقامِ محبوبیت مصطفیٰ ﷺ**

---

[1] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 401/5
[2] تفسیر مظہری 246/2

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ اصْطَفٰی مُوسٰی بِالْکَلَامِ وَإِبْرَاهِيمَ بِالْخَلَّةِ

یقینا اللہ کریم نے موسی علیہ السلام کو کلام کے لیے چنا اور حضرت ابر ہیم کو خلۃ کے لیے چن لیا۔

امام حاکم فرماتے ہیں هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

امام ذہبی نے موافقت کی ہے۔[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ اصْطَفَى إِبْرَاهِيمَ بِالْخُلَّةِ، وَاصْطَفٰی مُوسَى بِالْکَلَامِ وَاصْطَفٰی مُحَمَّدًا بِالرُّؤْيَةِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ

یقینا اللہ کریم نے موسی علیہ السلام کو کلام کے لیے پسند فرمایااور حضرت ابر ہیم کو خلۃ (دوستی) کے لیے اور مصطفیٰ کریم ﷺ کو رؤیۃ (دیدار) کے لئے پسند فرمایا۔[2]

حضرت عبد اللہ بن حارث نے فرمایا: حدیث بیان کی ہمیں حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو قبل از وفات فرماتے سنا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ اتَّخَذَنِي خَلِيلًا كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا"

یقینا اللہ جل وعلا نے مجھے خلیل بنایا جیسے ابراہیم کو خلیل بنایا۔[3]

امام حاکم فرماتے ہیں: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

امام ذھبی نے آپ کی موافقت کی ہے۔

یہ حدیث ضعیف ہے لیکن اس کے شواہد موجود ہیں لہٰذا شواہد کی بناپر ضعف باقی نہیں رہتا۔

**حبیب و خلیل میں فرق:**

علامہ علی قاری تلمسانی کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں:

نبی اکرم ﷺ کی ذات والا میں انبیائے کرام علی نبینا و علیہم الصلوۃ والسلام کے تمام خصال جمع تھے، کیونکہ

[1] المستدرک علی الصحیحین4098، الدر المنثور2/704، 6/76، فتح البیان فی مقاصد القرآن9/86

[2] السنۃ لابن ابی عاصم436، التوحید لابن خزیمہ2/484، رویۃ اللہ للدار قطنی262، الحجۃ فی بیان المحجۃ1/546

[3] شرح عقیدۃ الطحاویہ1/164، سنن ابن ماجہ141، صحیح ابن حبان6425، المستدرک علی الصحیحین1418

آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم تمام تر کمالات کا عنصر و منبع ہیں۔ آپ ﷺ کو " خلق حضرت آدم "معرفتِ حضرت عیسی" شجاعت حضرت نوح "حلت حضرت ابراہیم "لسانِ حضرت اسماعیل "رضاے حضرت اسحاق "فصاحت حضرت صالح "حکمت حضرت لوط "بشارت حضرت یعقوب "جمالِ حضرت یوسف "شدت حضرت موسی "صبر حضرت ایوب "طاعت حضرت یونس" جہاد حضرت یوشع "صوت حضرت داود "حب حضرت دانیل "وقار حضرت الیاس" عصمت حضرت یحی " زہد حضرت عیسی سے نوازا گیا۔[1] علی نبینا و علیہم الصلوۃ والسلام

"خُلت " بھی ایک عظیم کمال ہے۔ یہ بات اپنی جگہ ہے کہ اللہ جل وعلا نے اپنے حبیب ﷺ کو مقام خُلت سے بھی نوازا ہے۔ جیسا کہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ اتَّخَذَنِي خَلِيلًا كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا"

جیسے اللہ جل وعلا نے حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو خلیل بنایا، یونہی مجھے بھی خلیل بنایا۔[2]

یوں ہی حضرت جندب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنے وصال سے پانچ رات قبل لوگوں سے خطاب فرمایا اور اس خطاب کے دوران فرمایا:

إِنَّ اللهَ اتَّخَذَنِي خَلِيلًا كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا"

جیسے اللہ جل وعلا نے حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو خلیل بنایا یونہی مجھے بھی خلیل بنایا۔[3]

یوں ہی عبد الرحمن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ اتَّخَذَنِي خَلِيلًا ، كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا

جیسے اللہ جل وعلا نے حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو خلیل بنایا یوں ہی مجھے بھی خلیل بنایا۔[4]

---

[1] شرح شفا 158/1

[2] سنن ابن ماجہ 141

[3] صحیح ابن حبان 6425، المستدرک علی الصحیحین 4018 قالا حاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ، واقرہ الذہبی فی التلخیص

[4] شرح مذاہب اہل سنت لابن شاہین 183

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی حدیث میں ہے:

وَلَكِنْ صَاحِبُكُمْ خَلِيلُ اللهِ

جن کی صحبت سے تم لوگ مشرف ہوئے ہو وہ اللہ جل وعلا کے خلیل ہیں۔[1]

لہٰذا یہ بات تو طے شدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات والا کو مقام خُلت سے نوازا گیا لیکن علماے اسلام کے بیچ اختلاف ہوا کہ آیا مقام خُلت اعلی واشرف ہے یا مقام محبت بلند و برتر۔۔ بعض اہل علم نے مقام خلت کو اعلا و اشرف بنایا، جب کہ اکثر اہل علم وارباب قلوب کی راے ہے کہ مقامِ محبت اعلیٰ واشرف ہے۔ کیوں کہ سید عالم ﷺ حبیب ہیں اور سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام خلیل ہیں، اور بلا شبہ سرور عالم ﷺ کا مقام و مرتبہ سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے برتر و بالا ہے، لہٰذا مقام محبت بھی مقام خُلت سے برتر و بالا ہوا۔

اہل علم نے اس مقام پہ بڑی خوب صورت گفتگو فرمائی۔ فرمایا:

خلیل وہ ہے جس کا اتصال بالواسطہ ہو۔ اللہ جل وعلا نے سور انعام میں فرمایا:

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ ﴿۷۵﴾

اور یوں ہی ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہی دکھاتے ہیں۔

اور حبیب وہ ہے جس کا اتصال بلا واسطہ ہے۔ رب کریم سورہ النجم فرماتا ہے:

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ﴿۹﴾

تو وہ دو کمانوں کی مقدار کے فاصلے پہ تھا یا اس سے بھی قریب۔

خلیل کی مغفرت حد طمع میں ہے: جیسا کہ رب کریم نے سورہ شعراء میں فرمایا:

وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـــَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۸۲﴾

وہ ذات کہ جس سے میں امید کرتا ہوں کہ وہ روز قیامت میری خطا کو بخش دے (اس مقام پر خطا کے معنی ہر گز وہ نہیں جو مقام عصمت کے منافی ہوں، بل کہ ایسے معنی جو سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے شایان شان تھے۔)

---

[1] صحیح مسلم 2383

حبیب کی مغفرت حدّیقین پہ ہے:

لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ ﴿۲﴾ (الفتح)

اللہ جل وعلا تیری برکت سے تجھ سے پہلوں اور بعد والوں کے گناہ بخش دے۔

وقت آزمایش خلیل کی زبان سے نکلتا ہے:

حَسْبِيَ اللّٰهُ ﴿۱۲۹﴾ مجھے اللہ کافی ہے۔ (التوبہ)

اور حبیب کو خود فرمایا جاتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ ﴿۶۴﴾ اے نبی! تجھے اللہ کافی ہے۔ (الانفال)

خلیل عرض کرتے ہیں۔

وَ لَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾ بعثت کے روز مجھے رسوائی سے محفوظ فرما۔ (الشعراء)

جب کہ حبیب کو مژدہ سنایا جاتا ہے:

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ﴿۸﴾ (التحریم)

اس روز اللہ جل وعلا نبی ﷺ کو اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو رسوائی سے محفوظ رکھے گا۔

خلیل عرض کرتے ہیں:

وَ اجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۸۴﴾ (الشعراء)

اور میرے لیے بعد والوں میں ذکر خیر جاری فرما۔

حبیب کو فرمایا جاتا ہے:

وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿۴﴾ "اور ہم نے آپ کے لیے آپ کے ذکر کو رفعت بخش دی۔ (الم نشرح)

خلیل عرض کرتے ہیں:

وَ اجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿۸۵﴾ اور مجھے جنت نعیم کے وارثوں سے بنا۔ (الشعراء)

اور حبیب کو بشارت دی جاتی ہے:

اِنَّاۤ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ﴿۱﴾ ہم نے آپ کو کوثر سے نوازا ہے۔ (الکوثر)

خلیل اپنے اہل بیت کے لیے دعا کرتے ہیں:

وَّ اجْنُبْنِیْ وَ بَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾ (الابراہیم)

مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کی پوجا سے محفوظ فرما۔

حبیب کے اہل بیت کی طہارت کا بیان خود کلامِ الٰہی میں وارد ہوتا ہے:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ﴿۳۳﴾ (الاحزاب)

رب تو چاہتا ہے کہ اے اہل بیت تم سے پلیدی دور فرمادے اور تمہیں کو پاک کر دے۔

خلیل وہ ہے جو اپنے خالق و مالک کا پیارا و محبوب ہے اور حبیب وہ ہے جس کے پیچھے چلنے والا بھی محبوبِ خدا بن جاتا ہے۔ فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ﴿۳۱﴾ (آل عمران)

اے حبیب! آپ فرمائیں اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ جل وعلا تمہیں محبوب بنالے گا۔

علامہ خفاجی رحمہ اللہ تعالی نے اس سلسلے میں بڑی خاص بات ذکر فرمائی، فرمایا:

وصف محبت صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کو عطا ہوا۔ البتہ وصف خُلت میں سید نا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو بھی شریک کیا گیا۔

چند سطور بعد فرمایا:

سید عالم ﷺ کی خُلت اور سید نا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی خُلت کے بیچ فرق ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی خلت حقیقی اصلی ہے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خُلت آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی خلت ذاتیہ سے مستعار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام وقتِ شفاعت فرمائیں گے: اِنَّمَا کُنْتُ خَلِیلاً مِنْ وَرَاءَ" میں تو پردے کے پیچھے کا خلیل تھا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی خلیل کوئی اور ہیں اور وہ جناب رسول اللہ ﷺ کی ذات والا ہیں۔

حقیقی محبت اور حقیقی خلت رسول اللہ ﷺ کا خاصہ ہیں، ہر صفت کے مراتب ہیں اور آپ ﷺ کی ذات

والا سب سے اعلیٰ مرتبہ کے ساتھ مختص ہیں۔[1]

بنابریں وصف محبت اور وصف خلت کے باہم موازنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ کیوں کہ محبت افضل ہو یا خلت، رسول اللہ ﷺ کا ان اوصاف کے ساتھ اتصاف حقیقی ہے اور باقی ساری کائنات کو ملنے والے کمالات آپ ﷺ ہی کے کمالات سے مستعار ہیں۔امام بوصیری فرماتے ہیں:

و کل ای اتی الرسل الکرام بھا

فانما اتصلت من نورہ بھم

ہر وہ نشانی جسے لے کر رسل عظام تشریف لائے ، وہ نشانی در حقیقت رسول اللہ ﷺ کے نور ہی کے صدقے دوسرے انبیاء کرام تک پہنچی۔

اعلاحضرت فرماتے ہیں:

لاورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا

بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی۔[2]

❖ رسول اللہ ﷺ کے خلیل ہوتے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا:

لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي خَلِيلًا ، لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ ، وَلَكِنْ أَخِي وَصَاحِبِي

اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور میرے ساتھی ہیں۔[3]

حضرت عبد اللہ بن مسعود وہ رسول اللہ ﷺ سے راوی، فرمایا: اگر میں زمین پر رہنے والوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو خلیل بناتا، لیکن تمہارے صاحب (رسول اللہ ﷺ) اللہ کے خلیل ہیں۔[4]

آپ ہی سے مروی روایت میں ہے:

---

[1] جواہر البحار 2/ 287،286

[2] ماخوذ: بول بالا تیرا

[3] صحیح البخاری 3656

[4] صحیح مسلم 2383، مسند احمد 4161، مسند بزار 2071

وَلَكِنْ أَخِي وَصَاحِبِي، وَقَدِ اتَّخَذَ اللهُ صَاحِبَكُمْ خَلِيلًا

اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور میرے صحابی ہیں اور تمہارے صاحب (یعنی مجھ) کو اللہ نے خلیل بنایا ہے۔[1]

حضرت عبد اللہ بن ابو ملیکہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا:

كَتَبَ أَهْلُ الكُوفَةِ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ فِي الجَدِّ، فَقَالَ: أَمَّا الَّذِي قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ هَذِهِ الأُمَّةِ خَلِيلًا لاَتَّخَذْتُهُ أَنْزَلَهُ أَبًا يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ

اہل کوفہ نے حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ دادا کی میراث کا حکم بتایئے۔ انھوں نے استدلالاً جواب دیا کہ جس ہستی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں اس امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو اسے (یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ کو) اپنا خلیل بناتا اُس ہستی (ابو بکر رضی اللہ عنہ) نے دادا کو باپ کے درجے میں رکھا ہے۔[2]

یوں ہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا:

لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ هَذِهِ الأُمَّةِ خَلِيلًا لاَتَّخَذْتُهُ، وَلَكِنْ خُلَّةُ الإِسْلاَمِ أَفْضَلُ، أَوْ قَالَ: خَيْرٌ،

اگر میں اس امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو اسے (یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو) اپنا خلیل بناتا، لیکن اسلام کی خلت افضل ہے، (راوی کو شک، فرمایا) یا بہتر ہے۔[3]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لاَتَّخَذْتُهُ خَلِيلًا، وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الإِسْلاَمِ أَفْضَلُ

اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔ (اب خلت تو نہیں ہے) لیکن اسلام کی اخوت (برادری) افضل ہے۔[4]

---

[1] مسند احمد 4413، صحیح ابن حبان 6856، المعجم الکبیر للطبرانی 10106، مسند ابی یعلی 5249

[2] صحیح البخاری 3658،

[3] صحیح البخاری 6738، مسند احمد 3385، مصنف ابن ابی شیبہ 31924

[4] صحیح البخاری 3657، فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل 565-566، السنۃ لابن ابی عاصم 1463

و فی روایۃ: وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الإِسْلاَمِ وَمَوَدَّتُهُ

دوسری روایت میں ہے لیکن اسلام کی اخوت اور مودت ہے۔[1]

حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے، آقا کریم ﷺ نے فرمایا:

" وَلَوْ أَنِّي اتَّخَذْتُ مِنْ أُمَّتِي خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا "

اگر میری امت میں سے مجھے خلیل بنانا ہوتا تو ابو بکر کو خلیل بناتا۔[2]

حضرت عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَلَا إِنِّي أَبْرَأُ إِلَى كُلِّ خَلِيلٍ مِنْ خُلَّتِهِ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا، لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، إِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللهِ

میں ہر خلیل کی خُلت (دوستی) سے بے پرواہ اور مستغنی ہوں۔ اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بناتا، کیوں کہ تمہارا یہ صاحب (یعنی میں) اللہ کا خلیل ہوں۔[3]

❖ امام الانبیاء ﷺ کا درجۂ خلت:

حضور سید عالم ﷺ کا درجہ، خلت کے درجے سے بہت بلند تھا، آقا کریم ﷺ کا مقام خالص محبوبیت کا مقام تھا۔ سفرِ معراج میں حضور سید عالم ﷺ مقام خلت کو راستے میں چھوڑ کر عروج کیا تھا، اسی وجہ سے حضور سید عالم ﷺ نے خود کو خلیل فرمایا، پھر ارشاد فرمایا اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو خلیل بناتا۔

❖ مقامِ اہلِ بیت و صحابہ:

حضور سید عالم ﷺ کی اتباعِ خصوصی کی وجہ سے ائمہ اہلِ بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے مقامِ خلت سے بلند و بالا ہو کر درجۂ محبوبیت پر پہنچے ہوئے تھے۔

وہ کمال ہی کیا جس کا تعلق ذاتِ مصطفیٰ ﷺ سے نہ جڑے۔ ہر وہ کمال جو مخلوق میں سے کسی کو ملا، مالک کریم جل وعلا نے ان سارے کمالات کو اپنے حبیب ﷺ کی ذات مبارکہ میں جمع فرما دیا۔

---

[1] صحیح البخاری 466۔3654، مسند احمد 11134، السنۃ لابن ابی عاصم 1227، صحیح ابن حبان 6594

[2] صحیح ابن حبان 6425

[3] مسند احمد 3880۔4121، جامع ترمذی 3655، سنن ابن ماجہ 93، السنن الکبری للنسائی 8051، صحیح ابن حبان 6855

**آیت:15**

لا يُحِبُّ اللهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلاَّ مَنْ ظُلِمَ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيعاً عَلِيماً ﴿۱۴۸﴾

اللہ کسی (کی) بری بات کا بآوازِ بلند (ظاہراً وعلانیۃً) کہنا پسند نہیں فرماتا سوائے اس کے جس پر ظلم ہوا ہو (اسے ظالم کا ظلم آشکار کرنے کی اجازت ہے)، اور اللہ خوب سننے والا جاننے والا ہے۔[1]

بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق نازل ہوئی۔ ایک شخص سرکار دوعالم ﷺ کے سامنے خلیفۂ اول بلا فصل سیدنا ابو بکر صدیق کی شان میں زبان درازی کرتا رہا، سیدنا ابو بکر خاموش رہے مگر وہ باز نہ آیا۔ ایک مرتبہ آپ نے اس کو جواب دیا تو رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ شخص مجھے برا بھلا کہتا رہا تو حضور ﷺ نے کچھ نہ فرمایا اور میں نے ایک مرتبہ جواب دیا تو امام الانبیاء ﷺ اٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک فرشتہ تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا اور جب تم نے جواب دیا تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان آ گیا۔ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

نزلت فِي أَبِي بَكْر رَضِيَ الله عَنْهُ شتمه رَجُل والنبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جالس فسكت عَنْهُ مرارا ثُمّ رد عَلَيْه أَبُو بَكْر رَضِيَ الله عَنْهُ فقام النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْد ذَلِكَ. فَقَالَ أَبُو بكر رَضِيَ الله عَنْهُ: يا رَسُول الله، شتمني وأنا ساكت، فلم تقل لَهُ شيئًا حَتَّى إذا رددت عَلَيْه قمت. قَالَ: إن ملكا كان يجيب عنك، فَلَمَّا أن رددت عَلَيْه ذهب الملك وجاء الشَّيْطَان، فلم أكن لأجلس عِنْد مجيء الشَّيْطَان۔[2]

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

---

[1] النساء 148

[2] تفسیر مقاتل418/1

سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ

## آیت:16

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۵۴﴾

اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے گا تو عنقریب اللہ (ان کی جگہ) ایسی قوم کو لائے گا جن سے وہ (خود) محبت فرماتا ہوگا اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے وہ مومنوں پر نرم (اور اُن) کافروں پر سخت ہوں گے (جو اِسلام کے خلاف ظلم و عداوت سے کام لیتے ہیں)، اللہ کی راہ میں (خوب) جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوفزدہ نہیں ہوں گے۔ یہ (تعمیری کردار) اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ وسعت والا (ہے) خوب جاننے والا ہے۔[1]

سیدنا مولا علی المرتضی، حضرت حسن بصری اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا:

قال علي بن أبي طالب والحسن وقتادة: هم أبو بكر وأصحابه

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھی ہیں۔[2]

حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے فرمایا: امام الانبیاء ﷺ کی بارگاہ میں اللہ جل وعلا کے فرمان: "فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ"

کے متعلق پوچھا گیا اس سے (کون لوگ مراد ہیں) تو آقا کریم ﷺ نے فرمایا: یہ اہلِ یمن کی قوم ہے۔[3]

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرمایا: جب آیۂ مقدسہ نازل ہوئی

فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ}

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هُمْ قَوْمُكَ يَا أَبَا مُوسَى وَأَوْمَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1] المائدہ54

[2] الکشف والبیان للثعلبی78/4

[3] تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم 6534، المعجم الاوسط 1392

بِيَدِهِ إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو موسی! وہ آپ کی قوم سے ہے یا (راوی کو کلمات میں شک ہوا) رسول اللہ ﷺ نے ابو موسی اشعری کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا (یہ اس کی قوم ہے۔[1])

امام حاکم نے کہا: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ

امام ذہبی نے اس کو برقرار رکھا۔[2]

حضرت مجاہد اور قاضی عیاض اللہ جل وعلا کے فرمان:

{مِنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ} کے متعلق فرماتے ہیں کہ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ: یہ اہل یمن کے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔[3]

**حضرت حسن سے فضل بن دلهم راوی:** حضرت حسن بصری نے اللہ کریم کے فرمان:

"يا أيها الذين آمنوا من يرتد منكم عن دينه فسوف يأتي الله بقوم يحبهم ويحبونه" کے متعلق فرمایا: هذا والله أبو بكر وأصحابه"

اللہ جل وعلا کی قسم اس سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھی ہیں۔[4]

یوں ہی حضرت حسن بصری سے سہل راوی۔[5]

**حضرت حسن بصری سے سری بن یحی راوی:** (اس راوی پہ کلام ہے)

حضرت حسن بصری نے اللہ جل وعلا کے فرمان:

{فَسَوْفَ يَأْتِي اللهُ بِقَوْمٍ يحبهم ويحبونه} کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

اللہ رب العزت کی قسم ابو بکر اور آپ کے ساتھی ہیں جن کو اللہ نے اس کا مصداق ٹھرایا۔[6]

---

[1] الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم2615، مسند ابن ابی شیبه664، مصنف ابن ابی شیبه 32261، تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم6535، المعجم الکبیر للطبرانی1016

[2] المستدرک علی الصحیحین3220

[3] تفسیر مجاهد311/1(مجاهد بن جبر التابعي(المتوفی104ھ)

[4] فضائل الصحابه لاحمد بن حنبل674، جامع البیان للطبری411/10، تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم 6537

[5] الابانة الکبری لابن بطة208، جامع البیان للطبری411/10

[6] التفسیر من سنن سعید بن منصور1501/4، فضائل الصحابه لاحمد بن حنبل613، الابانة الکبری لابن بطة206

یوں ہی ابو بشر الحلبی حسن بصری سے راوی۔[1]

حضرت ابو موسی فرماتے ہیں حضرت حسن نے "فسوف يأتي الله بقوم يحبهم ويحبونه" وأصحابه کی تلاوت کی، پھر فرمایا:

"هي والله لأبي بكر"

یہ آیت حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے اصحاب کے متعلق نازل ہوئی ہے۔[2]

حضرت ضحاک اللہ کریم کے فرمان:

"فسوف يأتي الله بقوم يحبهم ويحبونه أذلة على المؤمنين أعزة على الكافرين يجاهدون في سبيل الله ولا يخافون لومة لائم" کے متعلق فرماتے ہیں

"هُوَ أَبُو بَكْرٍ وَأَصْحَابُهُ لَمَّا ارْتَدَّتِ الْعَرَبُ. جَاءَ بِهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَأَصْحَابُهُ حَتَّى رَدَّهُمْ إِلَى الإِسْلامِ"

اس سے مراد حضرت ابو بکر صدیق اور آپ کے ساتھی ہیں اہل عرب جب مرتد ہوئے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے ان سے جہاد کیا۔[3]

یوں بھی آیا ہے: بقوم يحبهم ويحبونه"، بأبي بكر وأصحابه۔[4]

{فَسَوْفَ يَأْتِي اللهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ}

تو عنقریب اللہ ایسی قوم لے آئے گا جن سے اللہ محبت فرماتا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو! تم میں سے اگر کچھ لوگ مرتد بھی ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ صفت بندے پھر بھی موجود ہوں گے اور وہ عظیم صفات کے حامل ہوں گے۔وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔اپنے رب سے محبت کرنے والے ہوں گے۔کافروں سے سختی سے پیش آنے والے ہیں۔راہِ خدا کے مجاہد ہیں۔حق بیان کرنے میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے بل کہ حق گو اور حق گوئی میں بے باک ہیں۔

---

[1] السنة لابی بکر بن عاصم 482/2، معجم لابن الاعرابی 1771، حدیث خیثمه بن سلیمان، ص131۔ الابانة الکبری لابن بطة 205

[2] جامع البیان للطبری 411/10

[3] الابانة الکبری لابن بطة 207، جامع البیان للطبری 412/10، تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم 6538 الصواعق المحرقه 25/1

[4] جامع البیان للطبری 414/10

بعض مفسرین کے نزدیک یہ آیۂ مبارکہ مولا علی المرتضی کے حق میں نازل ہوئی ہے۔
مزید تفصیل کے لیے ہماری کتاب علی فی القرآن کا مطالعہ کریں۔

❖ خلفائے راشدین کی خلافت کا ثبوت

ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر القرطبی (المتوفی: 671ھ) لکھتے ہیں:

فَدَلَّ بِهَذَا عَلَى تَثْبِيتِ إِمَامَةِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، لِأَنَّهُمْ جَاهَدُوا فِي اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَاتَلُوا الْمُرْتَدِّينَ بَعْدَهُ

آیۂ مقدسہ میں حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت مولا علی کی امامت کے ثبوت کی دلیل ہے، کیونکہ ان حضرات نے حضور رحمت عالم ﷺ کی زندگی میں جہاد کیا اور آپ ﷺ کے بعد مرتدین سے قتال کیا۔[1]

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

## آیت:17

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ﴿٥٥﴾

بے شک تمہارا (حقیقی مددگار اور) دوست تو اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی ہے اور (ساتھ) وہ ایمان والے ہیں جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکات ادا کرتے ہیں اور وہ (اللہ کے حضور عاجزی سے) جھکنے والے ہیں۔[2]

حضرت سفیان اپنے والد وہ حضرت ابن عباس سے راوی، فرمایا: حضرت ابن عباس نے اللہ جل وعلا کے فرمان: {إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا} کے بارے فرمایا:
یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔[3]

---

[1] الجامع لاحکام القرآن 220/6
[2] المائدہ 55
[3] الکشف والبیان للثعلبی 81/4

ابو عبد اللہ محمد بن عمر الرازی (المتوفی: 606ھ) فرماتے ہیں:

أن هذه الآية نزلت في أبي بكر رضي الله عنه

حضرت عکرمہ نے کہا کہ آیۂ مقدسہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔[1]

**حضرت ابن عباس کا دوسرا قول:**

حضرت عطاء حضرت ابن عباس سے راوی، فرمایا: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

{أنها نزلت في علي بن أبي طالب عليه السلام}

یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔[2]

(یہی قول عتیبہ بن حکیم، ثابت بن عبد اللہ، امام مجاہد اور امام سدی کا ہے)

حضرت عبد اللہ بن سلام نے فرمایا:

لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا رَأَيْتُ عَلِيًّا تَصَدَّقَ بِخَاتَمِهِ عَلَى مُحْتَاجٍ وَهُوَ رَاكِعٌ، فَنَحْنُ نَتَوَلَّاهُ

جب یہ آیۂ مقدسہ نازل ہوئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ ناز میں عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے مولائے کائنات کو دیکھا آپ نے رکوع کی حالت میں محتاج کو انگوٹھی بطور صدقہ عطا فرمائی۔[3]

ابو اسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی (المتوفی: 427ھ) لکھتے ہیں:

قال ابن عباس، وقال السدي، وعتبة بن حكيم، وثابت بن عبد الله: إنما يعني بقوله وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلاةَ الآية. علي بن أبي طالب (رضي الله عنه) مرّ به سائل وهو راكع في المسجد وأعطاه خاتمه

حضرت ابن عباس، سدی، عتبہ بن حکیم اور ثابت بن عبد اللہ نے اللہ جل وعلا کے فرمان:

---

[1] التفسیر الکبیر للرازی 383/12

[2] التفسیر الکبیر للرازی 283/12، الجامع لاحکام القرآن 221/6

[3] التفسیر الکبیر للرازی 383/12

" وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلاةَ " کی تفسیر میں فرمایا:

اس سے مراد حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، آپ کے پاس سے ایک سائل گزرا مولا علی نے مسجد میں حالت رکوع میں سائل کو انگوٹھی عطا کی۔[1]

مزید آپ اور ابو عبد اللہ محمد بن عمر الرازی (المتوفی: 606ھ) لکھتے ہیں:

حضرت ابو ذر سے مروی ہے۔ فرمایا: ایک دن میں نے ظہر کی نماز حضور رحمت عالم ﷺ کے ساتھ ادا کی، اتنے میں ایک سائل مسجد میں آکر سوال کرنے لگا تو کسی نے اس کو کچھ نہیں دیا، تو سائل نے اللہ جل وعلا کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے اور عرض کی!

اے پروردگار! تو گواہ رہنا میں نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں سوال کیا اور مجھے کچھ عطا نہ کیا گیا۔

حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اس وقت رکوع کی حالت میں تھے، مولا علی سلام اللہ علیہ نے اپنے بائیں ہاتھ کی خنصر انگلی جس میں انگوٹھی تھی سائل کے سامنے پیش کی، سائل نے انگوٹھی لی، اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے دیکھ لیا۔ امام الانبیاء ﷺ نے اللہ جل علا کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے اور عرض کی!

اللَّهُمَّ إِنَّ أَخِي مُوسَى سَأَلَكَ

اے میرے رب! بیشک میرے بھائی موسی نے آپ سے سوال کیا، اور کہا:

فَقَالَ: رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي إِلَى قَوْلِهِ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي

عرض کی اے میرے رب! میرے لیے میرا سینہ کھول دے اور میرے لیے میرا کام آسان کر اور میری زبان کی گرہ کھول دے کہ وہ میری بات سمجھیں اور میرے لیے میرے گھر والوں میں سے ایک وزیر کر دے، میرا بھائی ہارون اس سے میری کمر مضبوط کر اور اُسے میرے کام میں شریک کر۔

فَأَنْزَلْتَ قُرْآنًا نَاطِقًا سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطَاناً

تو تو نے قرآن ناطق نازل کیا، پھر فرمایا: قریب ہے کہ ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی سے قوت دیں گے اور تم دونوں کو غلبہ عطا فرمائیں گے۔

---

[1] الکشف والبیان للثعلبی 80/4

رسول اللہ ﷺ نے بارگاہِ الٰہ میں عرض کی!

**اللَّهُمَّ وَأَنَا مُحَمَّدٌ نَبِيُّكَ وَصَفِيُّكَ فَاشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِنْ أَهْلِي عَلِيًّا اشْدُدْ بِهِ ظهري**

اے اللہ میں محمد تیرا نبی اور تیرا صفی ہوں، پس کھول تجھے تو میرے سینے کو اور آسان کر دے میرے معاملات کو اور بنا تو میرے لیے میری اہل میں سے علی کو میرا وزیر، اس کے ذریعے میری کمر کو مضبوط بنادے۔

حضرت ابو ذر نے فرمایا:

**فو الله مَا أَتَمَّ رَسُولُ الله هَذِهِ الْكَلِمَةَ حَتَّى نَزَلَ جِبْرِيلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ اقْرَأْ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَرَسُولُهُ إِلَى آخِرِهَا**

ابھی رسول اللہ ﷺ کے کلمات مکمل ہی ہوئے تھے، جبرئیل امین بارگاہِ ناز میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے محمد ﷺ! "إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَرَسُولُهُ إِلَى آخِرِهَا" کی تلاوت فرمائیں۔[1]

ابو الحسن علی بن احمد بن محمد الواحدی النیشاپوری (المتوفی: 468ھ) نے فرمایا:

**وهذا قول مجاهد والسدي وعتبة بن أبي حكيم والكلبي**

یہ قول مجاہد، سدی عتبہ بن حکیم اور کلبی کا ہے۔[2]

نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین النیشابوری (المتوفی: 850ھ) نے بھی یہی لکھا۔[3]

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

[1] الکشف والبیان للثعلبی81/4، التفسیر الکبیر للرازی383/12

[2] التفسیر البسیط 436/7

[3] غرائب القرآن ورغائب الفرقان606/2

**آیت:18**

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكُمْ وَلا تَعْتَدُوا إِنَّ اللهَ لا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴿۸۷﴾**

اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں انہیں (اپنے اوپر) حرام مت ٹھہراؤاور نہ (ہی) حد سے بڑھو، بیشک اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔[1]

طیبات سے مراد وہ پسندیدہ مزے دار چیزے ہیں جو مرغوب طبع ہو۔

**یہ آیت رسول اللہ ﷺ کی ایک جماعت کے متعلق نازل ہوئی ہے۔**

رسول اکرم ﷺ کے بعض صحابہ حضرت ابو بکر بن قحافہ، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عبد اللہ بن عمرو، حضرت ابو ذر غفاری، حضرت ابو حذیفہ کا آزاد کردہ غلام حضرت سالم، حضرت مقداد بن اسود، حضرت سلمان فارسی، حضرت معقل، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

بعض روایات میں حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت عمار بن یاسر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے فیصلہ کیا کہ دن میں روزہ رات میں قیام اوراپنی عورتوں سے قطع تعلّق اختیار کریں گے تو یہ آیۂ مقدسہ نازل ہوئی۔

**اجتمعوا في بيت عُثْمَان بن مظعون وذلك ان بعض الصحابة اتفقوا على ان يصوموا النهار ويقوموا الليل ولا ينأموا على الفرش ولا يأكلوا اللحم، ويترهبنوا ويجبوا المذاكير، فانزل الله الآية**

بعض صحابہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں جمع ہوئے اوراس بات پر اتفاق کیا کہ دن کو روزہ رکھیں گے رات کو قیام کریں گے اور بستر پر نہ سوئیں گے اور گوشت نہ کھائیں گے، تواللہ کریم نے آیۂ مقدسہ نازل فرمائی۔[2]

جب اس بات کی خبر رسول اکرم ﷺ تک پہنچی توامام الانبیاء ﷺ نے فرمایا:

---

[1] المائدہ87

[2] تفسیر مقاتل131/5

لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّي وَأَنَامُ وَأَنْكِحُ النِّسَاءَ، فَمَنْ أَخَذَ بِسُنَّتِي فَهُوَ مِنِّي وَمَنْ لَمْ يَأْخُذْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي

میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، میں نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ پس جس نے میری سنت کو پکڑا وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری سنت کو چھوڑ دیا وہ مجھ سے نہیں۔[1]

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے خبر ملی ہے کہ آپ لوگوں نے فلاں فلاں باتوں پر اتفاق کیا ہے، کیا یہ بات درست ہے؟ حضرت عثمان بن مظعون نے عرض کی یارسول اللہ! یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن یارسول اللہ ہمارا مقصد تو محض نیکی ہے۔ اس پر آقا کریم ﷺ نے فرمایا مجھے اس کا حکم نہیں دیا گیا۔ مزید امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ لِأَنْفُسِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا، وَإِنَّ لِأَعْيُنِكُمْ حَقًّا، صُومُوا وَأَفْطِرُوا، وَصَلُّوا وَنَامُوا، فَلَيْسَ مِنَّا مَنْ تَرَكَ سُنَّتَنَا

تم پر تمہاری جانوں کا بھی حق ہے روزے رکھو اور افطار بھی کرو قیام بھی کرو اور آرام بھی کرو۔ میں رات کو قیام بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ میں روزے بھی رکھتا ہوں اور کبھی افطار بھی کر لیتا ہوں۔ گوشت بھی کھاتا ہوں اور بیویوں سے قربت بھی کرتا ہوں۔ جس نے میرے طریقے سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔[2]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا:

أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلُوا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَمَلِهِ فِي السِّرِّ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا أَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا آكُلُ اللَّحْمَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا أَنَامُ عَلَى فِرَاشٍ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ. فَقَالَ: مَا بَالُ أَقْوَامٍ قَالُوا كَذَا وَكَذَا؟ لَكِنِّي أُصَلِّي

---

[1] جامع البیان للطبری 518/10، تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم 1187/4

[2] الکشف والبیان للثعلبی 101/4، التفسیر البسیط 499/7، اسباب النزول للواحدی، ص208 معالم التنزیل للبغوی 76/2، تفسیر ابن ابی العز 66/2، التفسیر المظہری 158/3

وَأَنَامُ، وَأَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي

رسول اللہ ﷺ کے چند اصحاب نے ازواج مطہرات سے امام الانبیاء ﷺ کے تنہائی کے اعمال کے متعلق سوال کیا، ان میں سے بعض صحابہ نے کہا ہم عورتوں سے نکاح نہیں کریں گے، بعض نے کہا ہم گوشت نہیں کھائیں گے۔ بعض نے کہا ہم بستر پر نہیں سوئیں گے۔ پھر آقا کریم ﷺ نے اللہ جل وعلا کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا:

اس قوم کا کیا حال ہو گا جس نے ایسا ایسا کیا۔ لیکن میں نماز پڑھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، عورتون سے نکاح بھی کرتا ہوں، جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں۔[1]

(سنت سے اعتراض کے متعلق فقیر کی کتاب (جلاء صدور نافی تحقیق احادیث لیس منا) کا مطالعہ کریں)

حضرت ابو امامہ سے روایت ہے فرمایا: فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سریے میں نکلے، فرمایا: ایک شخص ایک غار سے گزرا جس میں پانی تھا اس نے سوچا کہ وہ اس غار میں قیام کرے اور اس پانی سے خوراک حاصل کرے اور ارد گرد جو سبزیاں ہیں وہ کھائے اور دنیا سے کنارہ کش ہو جائے، پھر اس نے کہا: اگر میں نبی کریم ﷺ کے پاس جاؤں اور آپ کے سامنے اس کا ذکر کروں اگر آپ مجھے اس کی اجازت دیں تو میں ایسا کروں گا ورنہ میں ایسا نہیں کروں گا۔ وہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی:

اے اللہ کے نبی! میں ایک غار سے گزرا جس میں میری خوراک کے لیے پانی اور سبزیاں تھیں پس میرے دل میں خیال آیا کہ میں اس میں رہوں اور دنیا سے قطع تعلّق کر لوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ بِالْيَهُودِيَّةِ وَلَا بِالنَّصْرَانِيَّةِ، وَلَكِنِّي بُعِثْتُ بِالْحَنِيفِيَّةِ السَّمْحَةِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَغَدْوَةٌ أَوْ رَوْحَةٌ فِي سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَلَمُقَامُ أَحَدِكُمْ فِي الصَّفِّ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِهِ سِتِّينَ سَنَةً

رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: "میں نہ یہودیت کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہوں اور نہ نصرانیت کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہوں۔ میں تو خالص شریعت حنیفیہ کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہوں، قسم ہے اس ذات کی جس

[1] صحیح البخاری 5063، صحیح مسلم 1401، سنن نسائی 3217

کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اللہ کے راستے میں صبح کے وقت نکلنا یا شام کے وقت نکلنا دنیا ومافیہا سے بہتر ہے اور کسی کا جہاد کی صف میں کھڑا ہونا ساٹھ سال کی (نفلی) نماز سے بہتر ہے۔[1]

یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس کے متابعات اور شواہد موجود ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشِعْبٍ فِيهِ عَيْنٌ عَذْبَةٌ، قَالَ: فَأَعْجَبَهُ يَعْنِي طِيبَ الشِّعْبِ فَقَالَ: لَوْ أَقَمْتُ هَاهُنَا وَخَلَوْتُ ثُمَّ قَالَ: لَا، حَتَّى أَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: مُقَامُ أَحَدِكُمْ يَعْنِي فِي سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ أَحَدِكُمْ فِي أَهْلِهِ سِتِّينَ سَنَةً، أَمَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَكُمْ، وَتَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ؟ جَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللهِ، مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی کا کسی ایسی جگہ سے گذر ہوا جہاں پر میٹھے پانی کا چشمہ تھا اور انھیں وہاں کی آب و ہوا بھی اچھی لگی انہوں نے سوچا کہ میں یہیں رہائش اختیار کر کے خلوت گزیں ہو جاتا ہوں۔ پھر انھوں نے سوچا کہ نہیں پہلے نبی ﷺ سے پوچھوں گا چنانچہ انھوں نے آ کر آقا کریم ﷺ سے پوچھا نبی پاک ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کا جہاد فی سبیل اللہ میں شریک ہونا اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہتے ہوئے ساٹھ سال تک مسلسل عبادت کرنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں بخش دے اور تم جنت میں داخل ہو جاؤ؟ اللہ کی راہ میں جہاد کرو جو شخص اونٹنی کے تھن میں دودھ اترنے کی مقدار کے برابر بھی اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے اس کے لیے جنت واجب ہوتی ہے۔[2]

امام حاکم نے فرمایا: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

امام ذہبی نے اس کو برقرار رکھا۔[3]

---

[1] مسند احمد 22291

[2] مسند احمد 9762، 10786، جامع ترمذی 1650، المستدرک علی الصحیحین 2382

[3] المستدرک علی الصحیحین 2382

امام ہیثمی نے کہا: رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ۔[1]

یونہی حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے، رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ

جو شخص اونٹنی کے تھن میں دودھ اترنے کی مقدار کے برابر بھی اللہ کے راستہ میں جہاد کرتا ہے اس کے لئے جنت واجب ہوتی ہے۔[2]

**غالی صوفیا کا رد:**

ہمارے علما نے اس آیت اور اس کے مشابہ آیات اور وہ احادیث جو اس مفہوم میں وارد ہیں ان کے بارے میں فرمایا: یہ غالی صوفیا اور باطل متصوفین کا رد کرتی ہیں۔ کیوں کہ ان میں سے ہر گروہ شریعت کے راستے سے ہٹ گیا اور حق سے دور ہو گیا۔ طبری نے کہا: کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ کسی چیز کو حرام کرے جو اللہ نے حلال کی ہے اپنے مومن بندوں کے لیے، خواہ وہ کوئی کھانے کی چیز ہو یا پہننے کی چیز ہو یا نکاح میں سے ہو جب کہ اسے اپنے نفس پر اس کے حلال کرنے کے ساتھ گناہ اور مشقت کا اندیشہ نہ ہو۔ اسی وجہ سے رحمت عالم ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون پر تبتل کا انکار فرمایا۔

پس ثابت ہوا کہ کسی حلال چیز کو ترک کرنے میں کوئی فضیلت نہیں ہے اور فضل اور نیکی اس میں ہے جس کے کرنے کی طرف اس نے بندوں کو بلایا ہے اور جس پر رسول اللہ ﷺ نے عمل کیا تھا اور امت کے لیے جس کام کو سنت بنایا تھا اور جس طریقہ پر خلفائے راشدین نے اتباع کی تھی۔ کیوں کہ بہتر ہدایت نبی مکرم ﷺ کی ہدایت ہے۔[3] جب اس طرح معاملہ ہے تو ان لوگوں کی خطا ظاہر ہو گئی جنھوں نے روئی کے لباس پر اون اور بالوں کے لباس کو ترجیح دی۔ جبکہ وہ دوسرے حلال لباس کے استعمال پر قادر ہو اور جس نے سخت کھانے کو ترجیح دی اور گوشت وغیرہ کو ترک کر دیا اس خوف سے کہ عورتوں کی حاجت لاحق نہ ہو۔ اگر کوئی گمان کرنے والا یہ گمان کرے کہ خیر اور فضیلت اس میں ہے جو ہماری گفتگو کے علاوہ

---

[1] مجمع الزوائد 9442

[2] الجهاد لابن ابی عاصم 136

[3] خَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہے۔ کیوں کہ موٹا لباس پہنے اور سخت کھانا کھانے میں نفس پر مشقت ہےاور جو رقم بچ جائے گی وہ غریبوں پر تقسیم ہو جائے گی تو یہ اس کا گمان غلط ہے۔

کیوں کہ انسان کے لیے بہتر وہ ہوتا ہے جس میں انسان کے نفس کی فلاح ہو اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طاعت پر معاونت ہو اور جسم پر کوئی چیز ردی کھانوں سے زیادہ نقصان دہ نہیں کیونکہ یہ عقل کو خراب کر دیتے ہیں اور قوت کو کمزور کرتے ہیں جو طاعت الٰہیہ کا سبب ہوتی ہے۔

حضرت حسن بصری کے پاس کوئی شخص آیا اور کہا کہ میرا ایک پڑوسی ہے جو فالودہ نہیں کھاتا۔

حضرت حسن نے فرمایا: کیوں؟ اس نے کہا: وہ کہتا ہے وہ اس کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ حضرت حسن نے کہا: کیا وہ ٹھنڈا پانی پیتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ حضرت حسن بصری نے کہا: تیرا پڑوسی جاہل ہے۔

کیوں کہ اس پر ٹھنڈے پانی کی نعمت فالودہ کی نعمت سے زیادہ ہے۔

ابن عربی نے کہا: ہمارے علما نے فرمایا: یہ اس صورت میں ہے جب دین کے معاملات درست ہوں اور مال حرام نہ ہو۔

دین کے معاملات خراب ہوں اور حرام عام ہو تو پھر تبتل افضل ہے اور لذات کا ترک کرنا اولی ہے اور جب حلال موجود ہو تو پھر نبی کریم ﷺ کی سیرت پر عمل کرنا افضل و اعلیٰ ہے۔[1]

مہلب نے کہا: نبی کریم ﷺ نے تبتل اور ترہب سے اس لیے منع فرمایا کہ قیامت کے روز امام الانبیاء ﷺ اپنی امت کے ساتھ دوسری امت پر کثرت کا اظہار کرنے والے ہوں گے اور دنیا میں آپ اپنی امت کے ساتھ کفار سے جہاد کرنے والے ہیں اور آخری زمانے میں دجال سے لڑیں گے۔[2]

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

---

[1] الجامع لاحکام القرآن 262/6، فتح القدیر 80/2.

[2] ماخوذ الجامع لاحکام القرآن للقرطبی تحت الآیۃ

## سُوۡرَۃُ الۡاَنۡعَامِ

### آیت:19

وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٥٤﴾

اور جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو آپ (ان سے شفقتاً) فرمائیں کہ تم پر سلام ہو تمہارے رب نے اپنی ذات (کے ذمّہ کرم) پر رحمت لازم کرلی ہے، سو تم میں سے جو شخص نادانی سے کوئی برائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور (اپنی) اصلاح کر لے تو بیشک وہ بڑا بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔[1]

اس سے پہلے دو آیات میں صحابہ کا ذکر خیر ہے۔ اللہ کریم نے اپنے حبیب ﷺ کو حکم فرمایا: اے میرے

محبوب! آپ نے یہ جو اراداہ کیا ہے ان لوگوں کو اپنے پاس سے دور کرنے کا جو صبح و شام میرا ذکر کرتے ہیں، میری ذات کے طالب ہیں یہ ارادہ ختم فرمادیں۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ امیر لوگوں نے غریب مسلمانوں کے متعلق رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ جب ہم لوگ نماز پڑھیں تو ان لوگوں کو پیچھے کر دیا کریں تاکہ یہ لوگ ہمارے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھیں، اس وقت سورہ الانعام کی آیت 52 نازل ہوئی۔

### تحریر لکھنے کا حکم:

قَالُوا: فَاكْتُبْ لَنَا عَلَيْكَ كِتَابًا، قَالَ: فَدَعَا بِصَحِيفَةٍ، وَدَعَا عَلِيًّا لِيَكْتُبَ

معترضین نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! ﷺ آپ ہمیں تحریر لکھ کر دیں۔ رسول اکرم ﷺ نے کاغذ لانے کا حکم فرمایا اور مولائے کائنات علی المرتضی کو بلایا تاکہ آپ اس کو تحریری صورت دیں۔[2]

علما نے لکھا ہے کہ وہ اللہ کا ذکر کرتے تھے یا قرآن کی تلاوت کرتے تھے۔[3]

---

[1] الانعام 54

[2] سنن ابن ماجہ 4127

[3] الجامع لاحکام القرآن 432/6

يُرِيدُونَ وَجْهَهُ" جو خاص اللہ کی رضا مندی چاہتے ہیں۔ یعنی خلوص دل سے اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ محض اللہ کی ذات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

**علم البلاغہ کا ایک مسلمہ قاعدہ:**

اگر کسی حکم کو کسی وصف پر مرتب کیا جائے تو وہ وصف اس حکم کی علت ہوتا ہے۔ جیسے اپنے سچے دوست زید سے اچھا سلوک کرو اچھا سلوک کرنے کی علت سچا دوست ہونا ہے۔ اسی ضابطے کی طرف صاحب مفسر نے اشارہ کیا کہ اخراج کی ممانعت جن لوگوں سے متعلق کی گئی ہے ان کا خصوصی وصف بھی ذکر کر دیا کہ وہ خلوص کے ساتھ عبادت کرتے ہیں، پس اخلاص کے ساتھ عبادت کرنا ممانعت اخراج کی علت ہوئی خلوص کے ساتھ عبادت کرنے کا تقاضا عزت ہے نہ کہ اخراج۔[1]

**صبح و شام کی حکمت:**

اس کی وجہ یہ ہے کہ ان اوقات میں انسان خاص طور پر مصروف رہتا ہے۔ جو لوگ مشغولیت کے وقت اللہ کا ذکر کرے یا اللہ کی عبادت واطاعت میں گزارے تو وہ بندہ فراغت کے وقت بہت زیادہ عمل کرنے والا ہو گا۔

**سنن ابن ماجہ میں ہے:**

حضرت خباب رضی اللہ عنہ اللہ جل علا کے فرمان :

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ سے فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ تک

اور آپ ان (شکستہ دل اور خستہ حال) لوگوں کو (اپنی صحبت و قربت سے) دور نہ کیجیے جو صبح و شام اپنے رب کو صرف اس کی رضا چاہتے ہوئے پکارتے رہتے ہیں۔[2]

کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اقرع بن حابس تمیمی اور عیینہ بن حصن فزاری آئے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت صہیب، حضرت بلال، حضرت عمار، اور حضرت خباب رضی اللہ عنہم جیسے کمزور حال مسلمانوں کے ساتھ بیٹھا ہوا پایا۔ جب انھوں نے ان لوگوں کو حضور سید عالم ﷺ کے چاروں طرف دیکھا تو ان کو حقیر جانا اور آپ ﷺ کے پاس آکر آپ ﷺ سے تنہائی میں ملے اور کہنے لگے: ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے لیے ایک الگ مجلس مقرر کریں تا کہ عرب کو ہماری بزرگی اور بڑائی معلوم ہو۔

---

[1] تفسیر مظہری 240/3

[2] الانعام 52

آپ کے پاس عرب کے وفود آتے رہتے ہیں، اگر وہ ہمیں ان غلاموں کے ساتھ بیٹھا دیکھ لیں گے تو یہ ہمارے لیے باعث شرم ہے۔ جب ہم آپ کے پاس آئیں تو آپ ان مسکینوں کو اپنے پاس سے اٹھا دیا کریں۔ جب ہم چلے جائیں تو آپ چاہیں تو پھر ان کے ساتھ بیٹھ جایئے گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے ان لوگوں نے کہا کہ آپ ہمیں اس سلسلے میں ایک تحریر لکھ دیجیے۔

آقا کریم ﷺ نے ایک کاغذ منگوایا اور حضرت مولا علی المرتضیٰ شیر خدا اسد اللہ الغالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھنے کے لیے بلایا، ہم ایک طرف بیٹھے تھے کہ جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿۵۲﴾

اور آپ ان (شکستہ دل اور خستہ حال) لوگوں کو (اپنی صحبت و قربت سے) دور نہ کیجئے جو صبح و شام اپنے رب کو صرف اس کی رضا چاہتے ہوئے پکارتے رہتے ہیں، ان کے (عمل و جزا کے) حساب میں سے آپ پر کوئی چیز (واجب) نہیں اور نہ آپ کے حساب میں سے کوئی چیز ان پر (واجب) ہے (اگر) پھر بھی آپ انہیں (اپنے لطف و کرم سے) دور کر دیں تو آپ حق تلفی کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے (جو آپ کے شایانِ شان نہیں)۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہما کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَكَذَلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِيَقُولُوا أَهَؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِنَا أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ ﴿۵۳﴾

اور اسی طرح ہم ان میں سے بعض کو بعض کے ذریعے آزماتے ہیں تاکہ وہ (دولت مند کافر غریب مسلمانوں کو دیکھ کر استہزاءً یہ) کہیں: کیا ہم میں سے یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا ہے؟ کیا اللہ شکر گزاروں کو خوب جاننے والا نہیں ہے۔

پھر فرمایا: وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ﴿۵۴﴾

اور جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو آپ (ان سے شفقتاً) فرمائیں کہ تم پر سلام ہو تمہارے رب نے اپنی ذات (کے ذمّہ کرم) پر رحمت لازم کرلی ہے۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (اس آیت کے نزول کے بعد) ہم امام الانبیاء ﷺ سے قریب ہو گئے۔ یہاں تک کہ ہم نے اپنا گھٹنا، آپ کے گھٹنے پر رکھ دیا اور آپ ہمارے ساتھ بیٹھتے تھے، اور جب اٹھنے کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہو جاتے، اور ہم کو چھوڑ دیتے (اس سلسلے میں) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ﴿۲۸﴾

(اے میرے بندے!) تو اپنے آپ کو ان لوگوں کی سنگت میں جمائے رکھا کر جو صبح و شام اپنے رب کو یاد کرتے ہیں اس کی رضا کے طلب گار رہتے ہیں (اس کی دید کے متمنی اور اس کا مکھڑا تکنے کے آرزو مند ہیں) تیری (محبت اور توجہ کی) نگاہیں ان سے نہ ہٹیں، کیا تو (ان فقیروں سے دھیان ہٹا کر) دنیوی زندگی کی آرائش چاہتا ہے اور تو اس شخص کی اطاعت (بھی) نہ کر جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی ہوائے نفس کی پیروی کرتا ہے اور اس کا حال حد سے گزر گیا ہے۔[1]

اس سے مراد اقرع و عیینہ ہیں۔

وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا

اس نے اپنی خواہش کی پیروی کی اور اس کا معاملہ حد سے بڑھ گیا۔

یہاں "فُرُطًا" کا معنی بیان کرتے ہوئے خباب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "هَلَاكًا" اقرع اور عیینہ میں سے ہر ایک کا معاملہ تباہ ہو گیا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان دو آدمیوں کی مثال اور دنیوی زندگی کی مثال بیان فرمائی۔

خباب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھتے تو جب آپ کے کھڑے ہونے کا وقت آتا تو پہلے ہم اٹھتے تب آپ ﷺ اٹھتے۔[2]

---

[1] الکہف 58

[2] سنن ابن ماجہ 4127، الجامع لاحکام القرآن 432/6

**السلام اور السلامة کا معنی:**

السلام اور السلامۃ کا ایک ہی معنی ہے۔

**سلام علیکم کا معنی:**

سلام علیکم کا معنی ہے: سَلَّمَکُمُ اللهُ فِي دِينِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ

یعنی اللہ کریم تمہارے دین اور تمہارے نفسوں میں سلامتی بخشے۔[1]

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن کو دور کرنے سے آقا کریم ﷺ کو منع فرمایا گیا۔

فَكَانَ إِذَا رَآهُمْ بَدَأَهُمْ بِالسَّلَامِ وَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي أُمَّتِي مَنْ أَمَرَنِي أَنْ أَبْدَأَهُمْ بِالسَّلَامِ

پھر جب رسول اللہ ﷺ ان کو دیکھتے تو ابتدا اسلام سے کرتے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمام تعریفیں اس ذات کے لیے جس نے میری امت میں ایسے لوگ بنائے جنھیں مجھے سلام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔[2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ

نَزَلَتِ الْآيَةُ فِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم کے حق میں نازل ہوئی ہے۔[3]

حضرت عطاء کا کہنا ہے:

نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَبِلَالٍ وَسَالِمٍ وَأَبِي عُبَيْدَةَ وَمُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ وَحَمْزَةَ وَجَعْفَرٍ وَعُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ وَعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَالْأَرْقَمِ بْنِ أَبِي الْأَرْقَمِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الْأَسَدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ

آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت بلال، حضرت سالم، حضرت ابو عبیدہ، حضرت مصعب بن عمیر، حضرت حمزہ، حضرت جعفر، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت عمار بن یاسر، حضرت ارقم بن ابو ارقم، حضرت ابو سلمہ بن عبد السلام علیہم الرضوان کے حق میں نازل ہوئی۔[4]

---

[1] الکشف والبیان للثعلبی 152/4، اسباب النزول للواحدی، ص219، الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 435/6

[2] الکشف والبیان للثعلبی 152/4، اسباب النزول للواحدی، ص219، الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 435/6

[3] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 435/6

[4] الکشف والبیان للثعلبی 152/4 معالم التنزیل للبغوی 128/2

وقال الكلبي: لما نزلت هذه الآية وَلا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ جاء عمر رضي الله عنه للنبي صلى الله عليه وسلّم فاعتذر إليه من مقالته واستغفر الله تعالى منها، وقال: يا رسول الله ما أردت بهذا إلّا الخير فنزل في عمر رضي الله عنه وَإِذا جاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآياتِنا فَقُلْ سَلامٌ عَلَيْكُمْ الآية۔[1]

حضرت کلبی فرماتے ہیں جب آیۂ مقدسہ نازل ہوئی تو حضرت عمر، امام الانبیاء ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، پھر آپ کی بارگاہ میں اپنی گفتگو کے متعلق عذر پیش کیا اور اس گفتگو کی بنا پر اللہ کی بارگاہ میں بخشش طلب کی اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اپنی اس گفتگو کے ساتھ صرف بھلائی کا ارادہ کیا ہے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَإِذا جاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآياتِنا فَقُلْ سَلامٌ عَلَيْكُمْ

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

## آیت:20

قُلْ أَنَدْعُوا مِنْ دُونِ اللهِ مَا لا يَنْفَعُنا وَلا يَضُرُّنا وَنُرَدُّ عَلى أَعْقابِنا بَعْدَ إِذْ هَدانَا اللهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّياطِينُ فِي الْأَرْضِ حَيْرانَ لَهُ أَصْحابٌ يَدْعُونَهُ إِلَى الْهُدَى ائْتِنا قُلْ إِنَّ هُدَى اللهِ هُوَ الْهُدى وَأُمِرْنا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِينَ﴿۷۱﴾

فرمادیجئے: کیا ہم اللہ کے سوا ایسی چیز کی عبادت کریں جو ہمیں نہ (تو) نفع پہنچا سکے اور نہ (ہی) ہمیں نقصان دے سکے اور اس کے بعد کہ اللہ نے ہمیں ہدایت دے دی ہم اس شخص کی طرح اپنے الٹے پاؤں پھر جائیں جسے زمین میں شیطانوں نے راہ بھلا کر درماندہ و حیرت زدہ کر دیا ہو جس کے ساتھی اسے سیدھی راہ کی طرف بلا رہے ہوں کہ ہمارے پاس آ جا (مگر اسے کچھ سوجھتا نہ ہو)، فرمادیں کہ اللہ کی ہدایت ہی (حقیقی) ہدایت ہے، اور (اسی لیے) ہمیں (یہ) حکم دیا گیا ہے کہ ہم تمام جہانوں کے رب کی فرمانبرداری کریں۔[2]

---

[1] الكشف والبيان للثعلبی 152/4

[2] الانعام 71

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ جل وعلا کے فرمان :

{قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَى وَأُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ} کے متعلق فرماتے ہیں :

خُصُومَةٌ عَلَّمَهَا اللَّهُ تَعَالَى مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ يُخَاصِمُونَ بِهَا أَهْلَ الضَّلَالَةِ

اللہ کریم نے اپنے حبیب ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کو ایک تنازعہ کا علم سکھایا جس کی بنا پر گم راہوں سے جہاد کرتے تھے۔[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا:

نزلت في أبي بكر وامرأته حين دعوا ابنهما عبد الرحمن إلى الإسلام

آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر اور آپ کی زوجہ محترمہ ام رومان بنت حارث بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں نازل ہوئی۔

جب وہ اپنے بیٹے عبد الرحمٰن بن ابی بکر کو اسلام کی دعوت دیتے تھے۔[2]

ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت عبد الرحمان بن ابی بکر کے متعلق نازل ہوئی ہے، وہ اپنے والدین کو کفر کی طرف دعوت دیتے تھے جبکہ ان کے والدین اور مسلمان اس کو اسلام کی دعوت دیتے تھے۔اور اللہ جل وعلا کے فرمان (لَهُ أَصْحَابٌ يَدْعُونَهُ إِلَى الْهُدَى) کا یہی معنی ہے۔[3]

ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر القرطبیؒ (المتوفی: 671ھ) فرماتے ہیں:

{قُلْ أَنَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا}

یعنی وہ جو ہمیں کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا اگر ہم انھیں پوجیں {وَلَا يَضُرُّنَا} اور ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اگر ہم انہیں چھوڑ دیں۔ (اس سے مراد اصنام (بت) ہیں۔

{نُرَدُّ عَلَى أَعْقَابِنَا بَعْدَ إِذْ هَدَانَا اللَّهُ}

یعنی ہم ہدایت کے بعد ضلالت و گمراہی کی طرف لَوٹ جائیں۔

---

[1] تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم 1322/4

[2] النکت والعیون الماوردی 132/2، تفسیر عز بن عبد السلام 443/1

[3] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 18/7

اعقاب جمع ہے اس کی واحد " عَقِبٌ " ہے اور یہ مؤنث ہے۔ اس کی تصغیر " عُقَيْبَةٌ " ہے۔ جب کوئی الٹے پاؤں واپس لوٹے تو کہا جاتا ہے " رَجَعَ فُلَانٌ عَلَى عَقِبَيْهِ " جو کوئی اپنی ضرورت و حاجت سے واپس لوٹ آئے اور وہ اس کے ساتھ کام یاب نہ ہو تو کہا جاتا ہے " قَدْ رُدَّ عَلَى عَقِبَيْه "

امام مبرد نے اس کا معنی بیان کرتے ہوئے کہا:

" مَعْنَاهُ تُعُقِّبَ بِالشَّرِّ بَعْدَ الْخَيْرِ "

وہ خیر و بھلائی کے بعد شر کی طرف واپس لوٹا۔ یہ اصل میں "العاقبة" اور "العقبی" سے ماخوذ ہے اور یہ دونوں اس شے کے لیے بولے جاتے ہیں جو کسی شی کے پیچھے ہو اور واجب ہے کہ وہ اس کی اتباع اور پیروی میں ہو۔

اسْتَهْوَتْهُ الشَّيَاطِينُ فِي الْأَرْضِ حَيْرَانَ

یعنی جنھوں نے اسے گمراہ کیا اور انہوں نے اس کی خواہش کو آراستہ و مزین کیا اور اسے اس کی طرف دعوت دی۔[1]

ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر القرطبی (المتوفی: 671ھ) اور ابو حیان محمد بن یوسف الاندلسی (المتوفی: 745ھ) لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

أَيْ مِثْلُ عَابِدِ الصَّنَمِ مِثْلَ مَنْ دَعَاهُ الْغُولُ فَيَتَّبِعُهُ فَيُصْبِحُ وَقَدْ أَلْقَتْهُ فِي مَضَلَّةٍ وَمَهْلَكَةٍ، فَهُوَ حَائِرٌ فِي تِلْكَ الْمَهَامِهِ"

بت کی پوجا کرنے والے شخص کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جسے کوئی جن بلاتا ہے اور وہ اس کی پیروی میں چل پڑتا ہے۔ اور وہ صبح اس حال میں کرتا ہے کہ اس نے اسے انتہائی گمراہ کن اور ہلاکت والی جگہ میں پھینک دیا ہو۔ اور وہ اسی کی مصیبت اور تکلیف میں سر گرداں رہتا ہے۔[2]

اسی کی مثل مختلف الفاظ کے ساتھ امام طبری نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

---

[1] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 18/7

[2] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 18/7، البحر المحیط 551/4

هذا مثل ضربه الله للآلهة ومن يدعو إليها، وللدعاة الذين يدعونَ إلى الله، كمثل رجل ضل عن الطريق تائهًا ضال

حضرت سدی سے مذکورہ آیۂ مقدسہ کی تفسیر منقول ہے، فرمایا: مشرکین، مؤمنین سے کہتے تھے کہ تم ہمارے راستے کی پیروی کر لو اور محمد ﷺ کے دین کو چھوڑ دو، اس بات کا ذکر اللہ کریم نے اس آیت میں فرمایا ہے۔[1]

**سیدنا ابو بکر صدیق کی اسلام سے محبت:**

حضرت عبد الرحمان بن ابی بکر دورِ جاہلیت میں اپنی قوم کے ہم راہ غزوۂ بدر واُحد میں حاضر ہوئے اور دعوت مبازرت (یعنی جنگ کے لیے چیلنج کیا) دی تو ان کے مقابلے میں ان کے والد خلیفۂ اول بلا فصل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چیلنج کو قبول کرتے ہوئے میدان میں تشریف لائے اور یہ ذکر کیا کہ امام الانبیاء ﷺ نے ان کو فرمایا: "مَتِّعْنِي بِنَفْسِكَ" مجھے اپنی ذات سے فائدہ پہنچاؤ۔

اس کے بعد عبد الرحمٰن نے اسلام قبول کیا اور خوب اچھا کیا۔ (صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے) دورِ جاہلیت میں آپ کا نام عبد الکعبہ تھا اسلام قبول کرنے کے بعد آقا کریم ﷺ نے نام بدل کر عبد الرحمٰن رکھا۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے سب سے بڑے تھے۔[2]

**غیرتِ ایمانی**

عام حالات میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نہایت ہی نرم مزاج تھے ایسے معلوم ہوتا تھا کہ سختی، خفگی اور غصے سے تو آشنا ہی نہیں ہیں۔ دھیمے انداز میں آہستہ آہستہ بات کرتے مگر اسلام کے معاملے میں انتہائی غیرت مند اور بہت سخت تھے۔ مدینہ منورہ کے یہودیوں اور منافقوں کی طنزیہ باتوں پر تو آپ رضی اللہ عنہ شدید غصے میں آتے ہی تھے مگر کبھی اپنے قریبی رشتے داروں کی طرف سے بھی انھیں آقا کریم ﷺ کی بارگاہ میں بے ادبی کا ہلکا سا شائبہ بھی ہوتا تو اس پر سخت رد عمل کا اظہار فرماتے۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ نے (قبول اسلام سے پہلے) ایک بار حضور ﷺ

---

[1] جامع البیان للطبری 13422

[2] تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم 380/12، اسد الغابہ 464/3، الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 19/7

کی شان میں نازیبا کلمات کہہ دیے تو حضرت سید نا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انھیں اتنے زور سے دھکا دیا کہ وہ دور جا گرے۔ بعد میں آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو سارا واقعہ سنایا تو، آپ ﷺ نے فرمایا:

اے ابو بکر! کیا واقعی تم نے ایسا کیا؟ عرض کیا: جی ہاں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آیندہ ایسا نہ کرنا۔ عرض کیا: یارسول اللہ! اگراس وقت میرے پاس تلوار ہوتی تو میں ان کا سر قلم کر دیتا۔ اس وقت سورۃ المجادلہ کی آیت نمبر 22 آپ کے حق میں نازل ہوئی:

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْكَانُوْا اٰبَآءَ هُمْ اَوْ اَبْنَآءَ هُمْ اَوْاِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَیُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾

آپ اُن لوگوں کو جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں کبھی اس شخص سے دوستی کرتے ہوئے نہ پائیں گے جو اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے دشمنی رکھتا ہے خواہ وہ اُن کے باپ (اور دادا) ہوں یا بیٹے (اور پوتے) ہوں یا اُن کے بھائی ہوں یا اُن کے قریبی رشتے دار ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اُس (اللہ) نے ایمان ثبت فرما دیا ہے اور انھیں اپنی روح (یعنی فیضِ خاص) سے تقویت بخشی ہے، اور انھیں (ایسی) جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ اُن میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، اللہ اُن سے راضی ہو گیا ہے اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے ہیں، یہی اللہ (والوں) کی جماعت ہے، یاد رکھو! بیشک اللہ (والوں) کی جماعت ہی مراد پانے والی ہے۔[1]

غزوہ بدر میں آپ رضی اللہ عنہ کے بیٹے سید نا عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے مشرکین کے ساتھ اسلام کے خلاف جنگیں لڑتے تھے۔ جب وہ اسلام لے آئے تو ایک روز حضرت سید نا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے: ابا جان! میدان بدر میں ایک موقع پر آپ میری

---

[1] المجادلہ22

تلوار کی زد میں آئے لیکن میں نے آپ کو باپ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ یہ سن کر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غیرت ایمانی سے بھرپور جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لٰکِنَّکَ لَوْ اَھْدَفْتَ لِیْ لَمْ اَنْصَرِفْ عَنْکَ.

لیکن اگر تو میرا ہدف بنتا تو میں تجھ سے اعراض نہ کرتا۔[1]

یعنی اے بیٹے! اس دن تم نے تو مجھے اس لیے چھوڑ دیا کہ میں تمہارا باپ ہوں لیکن اگر تم میری تلوار کی زد میں آجاتے تو میں کبھی نہ دیکھتا کہ تم میرے بیٹے ہو بلکہ اس وقت تمہیں دشمن رسول ﷺ سمجھ کر تمہاری گردن اڑا دیتا۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہر معاملہ آقا کریم ﷺ کی محبت کی خاطر ہوتا۔

اور آپ رضی اللہ عنہ اس معاملے میں اپنے والدین اور اولاد وغیرہ کا بھی لحاظ نہ فرماتے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ حضور سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی بیٹی حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بلند آواز سنائی دی۔ آپ رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کو تھپڑ مارنے کے لیے ہاتھ اٹھا کر آگے بڑھے:

اَلاَ اَرَاکِ تَرْفَعِیْنَ صَوْتَکِ عَلَی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ تم رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی آواز بلند کر رہی ہو۔

یہ حالت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو تھپڑ مارنے سے روکا۔ آپ رضی اللہ عنہ اسی طرح غصے کی حالت میں واپس لوٹ گئے۔ آپ ﷺ نے فوراً سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

کَیْفَ رَاَیْتِنِی اَنْقَذْتُکِ مِنَ الرَّجُلِ

دیکھا! میں نے تمہیں ان سے کس طرح بچایا۔

چند دنوں کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کاشانۂ نبوی میں حاضر ہوئے تو حضور رحمت عالم ﷺ اور حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کو باہم راضی اور خوش دیکھا تو بارگاہ رسالت میں یوں عرض گزار ہوئے:

---

[1] المجالسة وجواهر العلم 1076، تاریخ دمشق 128/30، الایماء الی زوائد الامالی 520/7

اَدْخِلَانِي فِي سِلْمِكُمَا كَمَا اَدْخَلْتُمَانِي فِي حَرْبِكُمَا

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! جس طرح آپ نے مجھے اپنی ناراضگی میں شریک کیا تھا اسی طرح مجھے اپنی صلح (خوشی) میں بھی شریک فرمالیجیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قَدْ فَعَلْنَا قَدْ فَعَلْنَا" ہم نے آپ کو شریک کرلیا، شریک کرلیا۔[1]

شیخ ارنؤوط حدیث کی تخریج میں لکھتے ہیں: إسناده صحيح على شرط مسلم

غزوۂ بدر میں فرشتوں کے نزول کے متعلق مزید معلومات کے لیے سورۂ آلِ عمران آیت **124** کے تحت اور الانفال کی آیت :**9_1** کے تحت کتبِ تفاسیر کی طرف رجوع کرلیں۔

## آیت:21

وَالَّذِينَ اٰتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ﴿۱۱۴﴾

وہ (اللہ) ہی ہے جس نے تمہاری طرف مفصّل کتاب نازل فرمائی ہے اور وہ لوگ جن کو ہم نے (پہلے) کتاب دی تھی (دل سے) جانتے ہیں کہ یہ (قرآن) آپ کے رب کی طرف سے (مبنی) برحق اتارا ہوا ہے۔[2]

ابوإسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی (المتوفی: 427ھ) فرماتے ہیں:

حضرت عطاء نے کہا:

هم أصحاب النبي أبو بكر، وعمر وعثمان وعلي وأتباعهم ، والكتاب هو القرآن

الَّذِينَ آتينا الْكِتَابَ "سے مراد حضور سید عالم ﷺ کے اصحاب یعنی حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی (علیہم الرضوان) اور ان کی اتباع کرنے والے ہیں۔

اور " والکتاب " سے مراد قرآن مجید ہے۔[3]

---

[1] سنن ابی داؤد 4499

[2] الانعام 114

[3] الکشف والبیان للثعلبی 183/4

**قرطبی میں ہے:**

**الَّذِينَ آتَينا الْكِتَابَ وَهُمْ رُؤَسَاءُ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ** رضی اللہ عنہم

"الَّذِينَ آتَينا الْكِتَابَ" سے مراد حضور سید عالم ﷺ کے رئیس صحابہ یعنی حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔[1]

## سُورَةُ الْاَعْرَافِ

### آیت: 22

**وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ﴿۴۳﴾**

اور ہم وہ (رنجش و) کینہ جو ان کے سینوں میں (دنیا کے اندر ایک دوسرے کے لئے) تھا نکال (کے دور کر) دیں گے ان کے (محلوں کے) نیچے نہریں جاری ہوں گی۔[2]

جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی (المتوفی: 597ھ) فرماتے ہیں:

**روى كثير النَّوَّاء عن أبي جعفر قال: نزلت هذه الآية في علي، وأبي بكر، وعمر**

کثیر النواء ابو جعفر سے راوی فرمایا: آیۂ مقدسہ حضرت علی، حضرت اور بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں نازل ہوئی ہے۔[3]

ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی (المتوفی: 671ھ) نے فرمایا:

**وقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ: نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعَلِيٍّ وَالصَّحَابَةِ**

حضرت علی بن حسین نے فرمایا: آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت علی اور دیگر صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے حق میں نازل ہوئی ہے۔[4]

---

[1] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 70/7

[2] الاعراف 43

[3] زاد المسیر 120/2

[4] الجامع لاحکام القرآن القرطبی 33/10

ابو العباس احمد بن عبد اللہ بن محمد، محب الدین الطبری (المتوفی: 694ھ) نے فرمایا:
حضرت ابن عباس سے آیۂ مقدسہ کی تفسیر میں مروی ہے، فرمایا: آیۂ مقدسہ
{وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ}
حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد، حضرت عبد الرحمان بن عوف اور حضرت سعید بن زید رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حق میں نازل ہوئی ہے۔[1]

## سُوْرَةُ التَّوْبَةِ

### آیت:23

إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ اللهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ ﴿۴۰﴾

اگر تم ان کی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلبۂ اسلام کی جد و جہد میں) مدد نہ کرو گے (تو کیا ہوا) سو بیشک اللہ نے ان کو (اس وقت بھی) مدد سے نوازا تھا جب کافروں نے انہیں (وطنِ مکہ سے) نکال دیا تھا درآنحالیکہ وہ دو (ہجرت کرنے والوں) میں سے دوسرے تھے جبکہ دونوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) غارِ (ثور) میں تھے جب وہ اپنے ساتھی (ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرما رہے تھے: غمزدہ نہ ہو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے، پس اللہ نے ان پر اپنی تسکین نازل فرما دی۔[2]

آیۂ مقدسہ میں لفظ "لِصَاحِبِهِ" سے مراد خلیفۂ اول بلا فصل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی ذات گرامی ہے۔

اللہ جل وعلا نے حضور سیدِ عالم ﷺ کے فرمان کو اپنے کلام میں ثابت رکھا، اللہ کریم نے اپنی کتاب میں حضرت ابو بکر صدیق کی وصفِ صحابیت کو بیان کیا۔

---

[1] الریاض النضرہ 44/1
[2] التوبہ: 40

یہی وجہ ہے جو سیدنا ابو بکر صدیق کی صحابیت کا انکار کرے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ کیوں کہ اس نے نصِ قرآن کا انکار کیا۔

**سکینہ کا نزول:**

مفسرین نے لکھا ہے کہ جن پر نزولِ سکینہ ہوا وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ ذات ہے، اس لیے کہ حضور سید عالم ﷺ پر تو ہمیشہ نزولِ سکینہ رہا۔

اس آیت کریمہ میں " لِصَاحِبِهِ " کا جملہ نہایت ہی قابل غور ہے اس لیے یوں تو ایمان کی حالت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ فیض رساں سے فیض پانے والے تمام صحابہ کرام ہیں یہاں تک کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا سے پردہ فرمایا تو صحابہ کرام کی تعداد کم و بیش سوا لاکھ تک پہنچ چکی تھی ۔ یہ تمام کے تمام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے پکے غلام اور آپ کے اشارے پر مر مٹنے والے تھے، لیکن قرآن کریم نے بطور خاص کسی کو صحابی نہ کہا۔ اگر صحابہ کرام میں سے کسی کو بطورِ خاص صحابی کہا گیا تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات ہے۔ یعنی آپ کی صحابیت نص قطعی ( قرآن مجید ) سے ثابت ہے ۔ اس لیے آپ کی صحابیت کا انکار کرنے والا باجماع امت کافر و مرتد ہے۔ (اس کی تفصیل آئے گی )

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیہ کریمہ کے تحت لکھتے ہیں اللہ تعالی نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصف بایں طور بیان فرمایا ہے کہ آپ صاحب رسول ﷺ ہیں اللہ تعالی کا آپ کو صاحب رسول (لصاحبہ ) فرمانا آپ کی کمال فضیلت پر دلالت کرتا ہے۔

❖ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا انکار کفر ہے۔

اِبو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسن الرازی (المتوفی : 606ھ) نے امام حسین بن فضیل البجلی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ فُضَيْلِ البجلی مَنْ انکر أن يَكُونَ أَبُو بَكْرٍ صَاحِبَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ كَافِرًا. لأَنَّ الْأَمة مُجْمِعَةٌ عَلَى أَنَّ الْمَرَادَ مِنْ إِذْ يَقُولُ لِصاحِبِهِ هُوَ أَبُو بَكْرٍ

یعنی حضرت حسین بن فضیل بجلی نے فرمایا: جس نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صحابیٔ رسول ہونے کا انکار کیا کافر ہو گیا۔ کیوں کہ امت کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ آیت کریمہ میں (اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ) سے مراد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔[1]

❖ سیدنا ابو بکر صدیق کو گالی دینے والا

امام ابو بکر الخلال (المتوفی: 311ھ) فرماتے ہیں

أَخْبَرَنِي حَرْبُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْكَرْمَانِيُّ، قَالَ: ثَنَا مُوسَى بْنُ هَارُونَ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْفِرْيَابِيّ ،وَرَجُلٌ يَسْأَلُهُ عَمَّنْ شَتَمَ أَبَا بَكْرٍ قَالَ: كَافِرٌ، قَالَ: فَيُصَلَّى عَلَيْهِ؟ قَالَ: لَا وَسَأَلْتُهُ كَيْفَ يُصْنَعُ بِهِ وَهُوَ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ؟ قَالَ: لَا تَمَسُّوهُ بِأَيْدِيكُمْ ارْفَعُوهُ بِالْخَشَبِ حَتّٰى تُوَارُوهُ فِي حُفْرَتِهِ

موسی بن ہارون بن زیاد روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد بن یوسف الفریابی سے سنا: ان سے ایک شخص نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو گالی دینے والے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے کہا: وہ کافر ہے۔
پھر اس نے پوچھا: کیا اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جاسکتی ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: نہیں!
پھر میں نے آپ سے پوچھا (اگر اس کی نمازہ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی) تو اس کی لاش کے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ جبکہ وہ " لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ " کا اقرار کرتا ہے؟ آپ نے جواب دیا: اس کے جسم کو ہاتھ بھی نہ لگایا جائے لکڑی کے ذریعے اسے اٹھا کر اس کی قبر میں ڈال دو۔[2]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

اگر خلافتِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہو تو کافر ہے۔[3]

(جو حضرات حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ذات پر سبّ و شتم کرے اور خلافت کا انکار کرے ان لیے دائرۂ اسلام میں کیا حکم ہو گا۔۔۔۔۔؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟)

## قرب و معیت کا کمال

---

[1] التفسیر الکبیر 51/16

[2] كتاب السنة لأبي بكر بن الخلال رقم 794 وسنده صحیح الی الفریابی

[3] فتاوی رضویہ 251/14، خلاصةً

چوں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حضور سید عالم ﷺ کے ساتھ قربت و معیت کی کیفیت بھی ایک خاص نوعیت کی تھی جسے الفاظ میں بیان کرنا صرف مشکل ہی نہیں تقریبا ناممکن ہے یہ
قرآن مجید فرقان حمید کا اعجاز ہی تو ہے کہ جس نے دو لفظوں میں قرب و معیت کی ساری حدوں کو ذاتِ ابو بکر رضی اللہ عنہ میں سمو دیا، اور اس انداز سے بیان کیا ہے کہ اس سے زیادہ کا تصور بھی محال ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: "جب غار میں دو تھے ان میں سے ہر ایک دو میں سے دوسرا تھا۔
جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے دیکھو تو دوسرے سے حضرت محمد ﷺ ہیں جب رسول عربی ﷺ کی جہت سے دیکھو تو دوسرے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جب غار میں موجود دونوں ہستیوں میں ایک محمد عربی ﷺ ہیں تولا محالہ "ثَانِيَ اثْنَيْنِ" حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ اگر یوں کہا جائے کہ غار میں دو تھے، دونوں میں سے ایک ابو بکر تھے۔ ظاہری معنی تو وہی تھا لیکن اس سے بات وہ نہ بنتی جو "ثَانِي اثْنَيْنِ" سے بنی۔
اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بیانِ قرب کے لیے وہی انداز اپنایا ہے جو قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اپنی بارگاہ میں اپنے محبوب ﷺ کے لیے اپنایا ہے۔
جیسے اللہ جل وعلا نے سورہ توبہ میں فرمایا:
وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ﴿۶۲﴾
حالاں کہ اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) زیادہ حقدار ہے کہ وہ اسے راضی کریں اگر یہ لوگ ایمان والے ہوتے۔
اس آیت کریمہ میں دو ذاتوں کا ذکر ہے ایک اللہ تعالیٰ دوسرے اس کے رسول ﷺ لیکن آیت کریمہ میں دونوں ذاتوں کی طرف "أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ" فرما کر ضمیر واحد لوٹائی جا رہی ہے حالاں کہ نحوی قواعد کا تقاضا ہے کہ یہاں ضمیر واحد کے بجائے تثنیہ ہونی چاہیے۔ کیوں کہ دو ذاتوں کی طرف ضمیر واحد راجع نہیں ہو سکتی۔
اس کے باوجود اس آیت میں دو ذاتوں کی طرف ضمیر واحد کا لوٹایا جانا اس بات کا متقاضی ہے اگرچہ

ذاتیں دو ہیں لیکن بات ایک ہے۔ رضائے مصطفیٰ ﷺ اور رضائے خدا ایک ہی چیز کا نام ہے۔

تو جس طرح "ہٗ" ضمیر واحد بارگاہِ خداوندی میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اس انتہائی قرب ومعیت کو بیان کر رہی ہے جہاں دوئی کا تصور ہی مٹ جاتا ہے یوں ہی "ثَانِيَ اثْنَيْنِ" نے بارگاہ مصطفوی ﷺ میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے اس قرب ومعیت کو بیان کر کے دوئی کے تصور کو ختم کر دیا۔

اس پر کمال یہ کہ قرآن کریم کی زبان میں یہ فرمانا غم نہ کر اللہ رب العزت ہمارے ساتھ ہے "بڑا معنی خیز جملہ ہے۔ محب ومحبوب کے درمیان محبت اور قرب ومعیت کی بنیاد اللہ کی رضا پر مبنی ہے۔ لہٰذا غم نہ کر تائید ونصرت ایزدی ہمہ وقت ہمارے ساتھ ہے۔اے ابو بکر! خوش ہو جا کہ ہم دونوں میں قرب ومعیت تو ہے ہی لیکن ایک تیسری ذات بھی لحہ بہ لحہ ہمارے ساتھ ہے اور ہمیں ہر وقت اس کی معیت حاصل ہے اور وہ ذات ہے رب قدوس کی جب وہ اس کی ذات ہمارے ساتھ ہے تو غم کس بات کا۔ حضور ﷺ نے خود فرمایا "اے ابو بکر! اس محب ومحبوب کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے کہ یہ دونوں جہاں بھی ہوں ان کے ساتھ تیسری ذات اللہ تعالیٰ کی ہمہ وقت ان کے ساتھ ہوتی ہے یعنی تائید ایزدی اور نصرت الٰہی ان کے شامل حال رہتی ہے۔ مَا ظَنُّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اللهُ ثَالِثُهُمَا۔[1]

بیہقیٔ وقت قاضی ثناء اللہ پانی پتی (المتوفی: 1225ھ) لکھتے ہیں:

یہ ایسی معیت ہے جس کی کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اللہ تعالی کی معیت کو جہاں اپنے لیے ثابت رکھا وہاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے بھی بلا تفاوت اس معیت کو ثابت رکھا اور یہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر روشن دلیل ہے۔ جس شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا انکار کیا اس نے در حقیقت اس آیت کریمہ کا انکار کیا۔ اور جو آیۂ مقدسہ کا منکر ہے وہ کافر ہے۔[2]

چونکہ قرآن نے آپ کو "ثَانِيَ اثْنَيْنِ" کہا تو یہ بے موقع وبے محل نہ کہا۔ واقعی آپ رسول اللہ ﷺ کے

---

[1] صحیح البخاری 3653، 4663، صحیح مسلم 2381

[2] تفسیر المظھری، سورۃ التوبۃ، تحت الآیۃ

ایسے ثانی تھے کہ جب تاج دار انبیاء ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا اور لوگوں کو دین اسلام کی نصرت و حمایت کی طرف بلایا تو سب سے پہلے اس دعوت پر لبیک کہنے والے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔

پھر سفر ہو یا حضر، امن ہو یا جنگ، محب و محبوب پہ ہمیشہ "ثَانِيَ اثْنَيْنِ" کا ہی جلوہ نظر آتا رہا۔ کل قیامت کے دن سب سے پہلے قبر سے حضرت محمد عربی ﷺ اُٹھیں گے پھر ان کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھیں گے۔ "ثَانِيَ اثْنَيْنِ" کے جلوے حوض کوثر سے ہوتے ہوئے دار الخلد میں داخل ہو جائیں گے۔

حضرت ابو سعید یا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی تعالی عنہما سے مروی حدیث میں ہے:

**خَيْرٌ أَنْتَ صَاحِبِي فِي الْغَارِ وَأَنْتَ مَعِي عَلَى الحَوْضِ۔**[1]

(اے ابو بکر!) تو غار میں میرا ساتھی ہے اور حوضِ کوثر پر تو میرے ساتھ ہو گا۔

اس دائمی قرب و معیت کی بنیاد غیر متزلزل اور دائمی عشق و محبت پر ہے۔ عشق رسول ﷺ آپ کے سینے میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ محبوب کے قدموں پر جان قربان کر دینے کو آپ زندگی کی معراج سمجھتے تھے۔ ہجرت کی رات حضور سرورِ کائنات ﷺ کے ساتھ سفر کرنا تلواروں کے سائے میں سفر کرنے کے مترادف تھا لیکن آپ ہیں کہ اپنی ذات کی پرواہ کیے بغیر شمع مصطفوی ﷺ کا طواف کرتے آگے بڑھے چلے جارہے ہیں۔

چناں چہ صاحب تفسیر روح المعانی امام بیہقی وابن عساکر کے حوالے سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ دوران سفر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دوڑ کر کبھی حضور ﷺ کے آگے آجاتے ہیں، کبھی پیچھے چلے جاتے ہیں، کبھی دائیں طرف ہو جاتے اور کبھی بائیں طرف۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا اے ابو بکر! تیری یہ چال کیسی ہے؟ یہ چلنے کے انداز کیسے ہیں؟ آپ نے عرض کی یارسول اللہ! جب خیال آتا ہے کہ دشمن کہیں کمین گاہوں میں گھات لگا کر نہ بیٹھا ہو تو دوڑ کر آپ کے آگے چلا جاتا ہوں، پھر خیال آتا ہے دشمن آپکی تلاش و جستجو میں پیچھے سے حملہ آور نہ ہو جائے تو دوڑ کر پیچھے آجاتا ہوں، اس خیال سے

[1] المعجم لابن المقرئ 320، صحیح ابن حبان 6644

کبھی دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف چلا جاتا ہوں۔ آپ کی ذات کے حوالے سے دشمن کی طرف سے میں بہت فکر مند ہوں۔[1]

آپ کے آگے پیچھے دائیں بائیں پروانہ وار گھومنے پھرنے سے مقصود یہ ہے کہ دشمن جس طرف سے بھی حملہ آور ہو ڈھال بن کر دشمن کے وار کو اپنے سینے پر روک لوں اور میرے ہوتے ہوئے آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ وادیٔ عشق و محبت سے گزرتے ہوئے بعض اوقات ایسے کٹھن راہ گزر آ جاتے ہیں جہاں محبوب کی سلامتی و بقا کی ضمانت فقط محب کی جان کی قربانی میں ہوتی ہے۔ اس وقت دعویٔ عشق و محبت میں کھرے کھوٹے کی پہچان ہو جاتی ہے۔ اگر محب اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر محبوب کے حضور پیش کر دے تو جان لو ایسا آدمی واقعی دعویٔ محبت میں سچا اور آزمایش کی گھڑی میں کام یاب ہو کر ہمیشہ کے لیے زندہ و جاوید ہو گیا۔

حضور انور ﷺ کی محبت میں واقعی وہ اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتے چوں کہ قرب ومعیت کی بنیاد عقیدت و محبت پر ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ بارگاہ مصطفوی ﷺ میں جو قرب و معیت آپ کو نصیب ہوئی کسی دوسرے کے حصے میں نہ آئی۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قربت ومعیت تو آج بھی گنبد خضریٰ میں نظر آرہی ہے جو تا قیامت عاشقانِ رسول ﷺ کو عشقِ رسالت کی دعوت دیتی رہے گی۔

محبوبِ ربِّ عرش ہے اس سبز قبہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے

**ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللهَ مَعَنَا**

دو میں سے ایک جب وہ دونوں غار میں تھے جب کہہ رہے تھے اپنے صاحب کو نہ غم کرو، بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

"ثانی اثنین" حال ہے "اذ اخرجه" کی ضمیر منصوب سے، جو رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ رہی ہے"

---

[1] شرح اصول اعتقاد للالکائی 2426، فوائد ابن بشران 624، روح المعاني 289/5

ای أحد اثنین من غیر اعتبار کونه علیه السلام ثانیا

دو میں سے ایک مراد ہے "ثانی اثنین" سے بغیر اعتبار کرنے نبی کریم ﷺ کو ثانی۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کہا جاتا ہے "ثالث ثلاثۃ" تین میں سے ایک۔ اس میں تیسرا مراد نہیں۔ اس طرح "رابع اربعہ" چار میں سے ایک، اس میں چوتھا اعتبار نہیں۔ (وہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر تھے)۔[1]

❖ حضرت ابو بکر کو کس کا غم تھا:

سیدنا ابو بکر صدیق کو حضور سید عالم ﷺ کا غم تھا، اپنی جان کا کوئی غم نہ تھا۔ آپ کا فرمان خوب جگمگا رہا ہے، یا رسول اللہ! اگر میرا وصال ہو جائے تو میں ایک شخص ہوں، اگر آپ کو یہ لوگ شہید کر دیں تو ساری امیت اور دین پر موت طاری ہو جائے گی۔

❖ روافض کے اعتراضات اور اس کے جوابات:

اعتراض 1: رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر کو کہا غم نہ کرو۔ یہ غم اگر حق تھا تو اس سے نبی کریم ﷺ نے کیوں منع کیا؟ اگر اس میں خطا تھی۔

لَزِمَ أَنْ يَكُونَ أَبُو بَكْرٍ مُذْنِبًا وَعَاصِيًا فِي ذَلِكَ الْحُزْنِ

تو لازم آئے گا کہ ابو بکر اس غم میں گناہ گار اور نافرمان تھے۔

جواب: اگر تمہارا یہ اعتراض صحیح ہو جائے تو اس سے لازم آئے گا کہ رب تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو فرمایا

لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى (طٰہٰ 66)

تم خوف نہ کرو، بے شک بلند تم ہی ہو۔

کہ موسیٰ علیہ السلام بھی خوف میں نافرمان تھے (معاذ اللہ)

وَذَلِكَ طَعْنٌ فِي الْأَنْبِيَاءِ یہ انبیائے کرام پر طعن لازم آئے گا۔ (جو باعث کفر ہے)

پھر یہی اعتراض حضرت ابراہیم علیہ السلام پر لازم آئے گا، جب آپ نے بھنا ہوا بچھڑا انسانی شکل میں آئے ہوئے فرشتوں کے سامنے پیش کیا تو فرشتوں کے نہ کھانے پر آپ پریشان ہوئے تو فرشتوں نے کہا: آپ خوف نہ کریں۔

---

[1] روح البیان 430/3

پھر یہی اعتراض حضرت لوط علیہ السلام پر لازم آئے گا جب ان کو فرشتوں نے کہا:
لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ خوف نہ کرو نہ غم۔ (العنکبوت 33)

اگر وہ اس کا یہ جواب دیں کہ انبیائے کرام کا خوف بہ تقاضاے بشریت کی وجہ سے تھا، اس لیے وہ حق تھا باطل نہیں تھا تو ہم کہیں گے حضرت ابو بکر صدیق کو بھی جب نبی کریم ﷺ کا غم تھا کہ کافر آپ کو کہیں شہید نہ کر دیں تو یہ بھی محبتِ بشریت کے تقاضے کے مطابق تھا۔

اعتراض ۲: روافض کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابو بکر کو اس لیے ساتھ لیا ہو کہ آپ ﷺ کو خوف ہو کہ اگر مکے میں انھیں چھوڑا تو کہیں کافروں کو بتا نہ دیں اور راز ظاہر نہ کر دیں۔

فَأَخَذَهُ مَعَ نَفْسِهِ دَفْعًا لهذا الشر

تو اس لیے نبی کریم ﷺ اس شر سے بچنے کے لیے انہیں ساتھ لیا ہو۔

جواب: یہ اعتراض بہت کمزور ہے من گھڑت مفروضے قائم کرنے والے سوفسطائیہ فرقہ[1] کے اعتراضات سے بھی گھٹیا اعتراض ہے۔ اس لئے کہ جب کافر غار پر پہنچے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زور زور سے چلا کر بھی ان کو مطلع کر سکتے تھے اور آپ کو کھانا پہنچانے والے حضرت ابو بکر کے بیٹے عبد الرحمن اور بیٹی اسما تھے تو وہ یہ کیسے کہہ سکتے تھے کہ:

نَحْنُ نَعْرِفُ مَكَانَ مُحَمَّدٍ فَنَدُلُّكُمْ عَلَيْهِ

ہم محمد ﷺ کے مکان کو جانتے ہیں کہ وہ کہاں ہیں؟ آؤ ہم آپ کو بتاتے ہیں۔ دشمنی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ

---

[1] سوفسطائی: عربی میں (العندیة) اور انگریزی میں Sophist: کہتے ہیں:

سوفسطائیہ فرقہ کی ایک جماعت جس کا عقیدہ ہے کہ اشیا کی حقیقت محض خیالی چیز سے واقعی نہیں چناں چہ ان کے نظریہ کے مطابق انسان کو جماد تصور کرنا جائز ہے۔

قدیم یونانی ریاستوں میں جب شہری آزادیوں کا شعور راسخ ہوا اور قومی سیاسی اور انتظامی امور میں شہریوں کی شمولیت مستحسن خیال کی جانے لگی تو ایسے علما کا ایک گروہ وجود میں آگیا، جو معقول معاوضے پر سیاسیات، مدنیت، فنِ تقریر، اصولِ بلاغت اور مناظرانہ استدلال کے مضامین میں لوگوں کو تعلیم دیتے تھے۔ یہ لوگ سوفسطائی کہلاتے تھے۔ مناظرانہ استدلال میں سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ بھی کہنا پڑتا ہے، پھر تدریسی مقاصد کے تحت چوں کہ سوفسطائیوں کو مسئلے کی موافقت میں بھی بولنا پڑتا تھا اور مخالفت میں بھی دلائل وضع کرنے ہوتے تھے، اس لیے سوفسطائیوں کے افکار و تصورات میں ربط و نظم کی کمی یقیناً محسوس ہوتی ہے، لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ سوفسطائیوں نے کوئی مثبت اور مفید کام نہیں کیا۔ یقیناً انھوں نے علم و ادب کی بھی خدمت کی ہے۔ (کشاف تنقیدی اصطلاحات، ص104 (ابو الاعجاز حفیظ صدیقی)

اس طرح کے گھٹیا اعتراضات سے بچائے۔

اعتراض ۳: اگرچہ اس واقعہ میں بظاہر ابو بکر کی بھی فضیلت نظر آتی ہے لیکن جب نبی کریم ﷺ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حکم دیا کہ تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ۔ اس سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ تاریک رات میں جب کفار آپ کو شہید کرنا چاہتے تھے تو اس وقت حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے گویا کہ اپنی جان کو قربان کرنے کے لیے پیش کر دیا۔

فَهَذَا الْعَمَلُ مِنْ عَلِيٍّ، أَعْلَى وَأَعْظَمُ مِنْ كَوْنِ أَبِي بَكْرٍ صَاحِبًا لِلرَّسُولِ

تو دونوں صحابیوں میں سے یہ عمل حضرت علی کا حضرت ابو بکر کے عمل سے اعلیٰ اور اعظم ہے۔

جواب: أَنَّا لَا نُنْكِرُ أَنَّ اضْطِجَاعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ الْمُظْلِمَةِ عَلَى فِرَاشِ رَسُولِ اللهِ طَاعَةٌ عَظِيمَةٌ وَمَنْصِبٌ رَفِيعٌ

ہم اس بات کا انکار نہیں کرتے کہ حضرت علی کا نبی کریم ﷺ کے بستر پر لیٹنا رات کی تاریکی میں عظیم طاعت اور بہت بڑا منصب تھا۔ ہاں مگر ہمارا دعوا یہ ہے کہ حضرت ابو بکر مشکل سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جب کہ حضرت علی ساتھ نہ تھے۔

وَالْحَاضِرُ أَعْلَى حَالًا مِنَ الْغَائِبِ

حاضر کی شان بلند ہوتی ہے غائب سے۔[1]

لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللهَ مَعَنَا " کی تفسیر میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اس معیت سے مراد وہ معیت ہے جس کی کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی اس کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی زیادہ بہتر جانتا ہے (معية غير متكفية)

**مرزا جان جاناں کا عقیدہ:**

قال الشيخ الاجل الشهيد مظهر فيوض الرحمن مرزا جان جانان رحمه الله رحمة واسعة كفى لابي بكر فضلا ان رسول الله اثبت لابي بكر معية الله سبحانه التي البتها لنفسه بلا تفاوت فمن انكر فضل أبي انكر هذه الآية الكريمة

[1] ماخوذ تفسیر الرازی 53/16

مرزا جان جاناں فرماتے ہیں: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کے لیے یہی کافی ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی معیت ثابت فرمائی وہی جو اپنے لئے ثابت فرمائی۔ اس میں کوئی فرق نہیں رکھا تو جس نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کا انکار کیا اس نے اس آیۂ کریمہ کا انکار کیا۔ جس نے آیۂ کریمہ کا انکار کیا، کافر ہو گیا۔[1]

حضرت حسن بن علی سے ہلال بن خباب راوی، فرمایا:

دخلت على الحسن بن علي فقال يا أهل الكوفة لا تقولوا في أبي بكر إلا خيرا كان مع النبي صلى الله عليه وسلم في الغار ثاني اثنين

میں حضرت امام حسن کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت حسن نے فرمایا: اے اہل کوفہ! حضرت ابو بکر کے بارے میں سوائے خیر کے کچھ نہ کہو۔ وہ حضور رحمت عالم ﷺ کے ساتھ غار میں دو میں سے دوسرے تھے۔[2]

**ہجرت کا واقعہ:**

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلِي إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکے سے ایسی سرزمین کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں جس میں کھجوروں کے باغات ہیں سو یمامہ کی طرف یا ہجر کی طرف میرا ذہن گیا پس وہ یثرب یعنی مدینہ ہے۔[3]

جب یہ خواب حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ذکر کیا اور صحابہ کو ہجرت کرنے کا حکم جاری فرمایا، اللہ کریم کے یہ مخلص بندے اپنا وطن، اہل و عیال، اپنے مکانات کو چھوڑ کر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر کے جانے لگے۔ آقا کریم ﷺ کے علاوہ سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا علی کرم اللہ رضی اللہ عنہما باقی رہ گئے تھے۔ لیکن جب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی اجازت طلب کی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

---

[1] ماخوذ تفسیر مظہری

[2] تاریخ دمشق 90/30

[3] صحیح البخاری 3622، 7035، 3896

لَا تَعْجَلْ لَعَلَّ اللهَ يَجْعَلُ لَكَ صَاحِبًا

اے ابو بکر! جلدی نہ کر شاید اللہ تعالیٰ تمہارے لیے رفیقِ سفر بنادے۔[1]

ایک روایت میں یہ الفاظ ملتے ہیں کہ جب سید نا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی تیاری کر لی تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: عَلَى رِسْلِكَ فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يُؤْذَنَ لِي

اے ابو بکر! تم ذرا رک جاؤ کیوں کہ مجھے یقین ہے کہ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت مل جائے گی۔[2] ایک روایت میں "اصْبِرْ" کے الفاظ ہیں۔[3]

یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

يَا رَسُولَ اللهِ تَطْمَعُ أَنْ يُؤْذَنَ لَكَ؟ کیا آپ کو بھی ہجرت کی امید ہے؟۔[4]

بخاری کے الفاظ "وَهَلْ تَرْجُو ذَلِكَ بِأَبِي أَنْتَ؟" ہیں۔[5]

آقا کریم ﷺ نے فرمایا ہاں۔

بعدازاں! حضرت ابو بکر صدیق، حضور سید عالم ﷺ کے لیے رک گئے۔تاکہ اس عظیم ہجرت میں انھیں حضور ﷺ کی صحبت نصیب ہو۔

ام المؤمنین صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں:

آقا کریم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ دن میں ایک بار ہمارے گھر ضرور تشریف لاتے تھے۔ کبھی صبح سویرے اور کبھی شام کے وقت۔ جس دن حضور ﷺ کو ہجرت کا حکم ملا اس دن خلاف معمول دو پہر کے وقت تشریف لائے۔

سید نا ابو بکر صدیق نے آقا کریم کو دو پہر کے وقت آتے دیکھا تو عرض کرنے لگے: آج کوئی خاص بات ہے حضور سید عالم ﷺ اس وقت تشریف لا رہے ہیں۔

---

[1] المعجم الكبير للطبراني 1096، اسد الغابه 310/3، الروض الأنف 122/4، البدايه والنهايه 438/4، عيون الأثر 204/1،

[2] صحيح البخاری 3905، اللؤلؤ المكنون في سيرة النبي المأمون 28/2

[3] صحيح ابن حبان 6279

[4] صحيح ابن حبان 6279

[5] صحيح البخاری 3905

امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر! أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ

اپنے گھر والوں کو یہاں سے ہٹا دو۔

قَالَ: إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ قربان۔

دوسری روایت میں ہے۔ حضرت ابو بکر نے کہا: یا رسول اللہ!

إِنَّمَا هُمَا ابْنَتَايَ، يَعْنِي عَائِشَةَ وَأَسْمَاءَ، قَالَ: أَشَعَرْتَ أَنَّهُ قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ قَالَ: الصُّحْبَةَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: الصُّحْبَةُ

یہ میری دو بیٹیاں ہیں یعنی عائشہ اور اسماء۔

حضور رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر! مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔

حضرت ابو بکر نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ قربان۔ میں آپ کے ساتھ چلوں۔

آ قا کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں! تم میرے ساتھ چلو۔[1]

حضرت ابو بکر کے پاس دو اونٹنیاں تھیں ان میں سے ایک حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔

حضور رحمتِ عالم ﷺ ے فرمایا: ہم اونٹنی کی قیمت دیں گے۔

ابو اسحاق نے کہا: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اونٹنیاں لے کر حضور سید ﷺ کی بارگاہ میں اونٹنی پیش کی اور عرض کی یا رسول اللہ! آپ سوار ہو جائیں۔

آ قا کریم ﷺ نے فرمایا: یہ اونٹ میرے لیے نہیں ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ! یہ آپ کے لیے ہی ہے۔ حضور نے فرمایا نہیں بل کہ آپ کو قیمت لینی ہو گی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور رحمتِ عالم ﷺ کے حکم پر اونٹنی کی قیمت وصول کی۔[2]

<u>اس مقام پر اہل بیت کی محبت کا دم بھرنے والے اعتراض کرتے ہیں کہ دیکھو آ قا کریم ﷺ سے ابو بکر نے اونٹنی کے پیسے لیے اگر وہ سچے ہوتے تو پیسے کیوں لیتے؟</u>

[1] صحیح البخاری 5807، 2138

[2] الریاض النضرۃ 1/ 100

اس کا جواب پہلے ہی علماء نے دیا ہے۔

لأن يخلص ثواب الهجرت له لا يشركه احد فی ثوابها والا فقد كان يحكم فی مال ابی بكر كما يحكم فی مال نفسه

ہجرت کے خالص ثواب میں کسی کی شرکت نہ ہو۔ ورنہ حضور ﷺ، حضرت ابو بکر کے مال کو اپنا مال سمجھ کر صرف فرمایا کرتے تھے۔[1]

## سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اندازِ عشق

جب آقا کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر مکہ المکرمہ کو چھوڑ کر مدینہ منورہ کی طرف سفر کرنے لگے تو راستے میں سیدنا صدیق اکبر چلتے چلتے کبھی امام الانبیاء ﷺ کے آگے آجاتے کبھی حضور کے پیچھے چلے جاتے، کبھی آقا کریم ﷺ کی دائیں جانب تو کبھی بائیں جانب آجاتے۔ جب آقا کریم ﷺ نے یہ معاملہ دیکھا تو حضور ﷺ فرمانے لگے۔ اے ابو بکر!

کیا ماجرا ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ! کبھی خیال آتا ہے کہ دشمن پیچھے سے حملہ نہ کر دے، تو پیچھے سے آجاتا ہوں۔ پھر خیال آتا ہے کہ دشمن کہیں آگے سے حملہ نہ کر دیں تو آگے آجاتا ہوں۔ اسی طرح دائیں اور بائیں جانب آجاتا ہوں کہیں اس طرف سے دشمن حملے کی ناپاک جسارت کریں تو آپ کا غلام آگے کھڑا ہو جائے۔ تاکہ یا رسول اللہ! آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

جہاں راستہ بہت کٹھن ہوتا تو حضرت ابو بکر، امام الانبیاء ﷺ کو کندھوں پہ اٹھا لیتے۔ چلتے چلتے جب غار کے دہانے پر پہنچے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔

وَالذی بعثک بالحق لا تدخله حتی ادخل قبلک وان کان فیه شیئ نزل بی قبلک

میں اس خدا کا واسطہ دے کر جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا عرض کرتا ہوں کہ آپ غار میں تشریف نہ لے جائیں، پہلے میں داخل ہونگا، اگر وہاں کوئی موذی چیز ہو تو پہلے وہ مجھے اذیت پہنچائے۔

تین دن اور تین رات آپ خلوت میں رہے۔[2]

---

[1] الریاض النضرة 1/ 100

[2] (ماخوذ ضیاء النبی، ج: 3)

آؤ مدینے چلیں........... لوٹنے رحمتوں کے خزینے چلیں

آؤ مکے کی وادیوں میں....... مدینے کی بازاروں میں

غار ثور کی خلوتوں میں........ مسجد بنوی کی جلوتوں میں

**غار ثور میں نگاہِ مصطفیٰ ﷺ:**

تین دن اور تین راتیں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہا اپنے محبوب کے ساتھ رہے اور محبوب اپنے عاشق کے پاس رہا۔ نہ کوئی باہر سے دیکھنے والا، نہ کوئی اندر ساتھ۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین دن تین راتیں چہرۂ مصطفیٰ کو تکتے، دیدار کرتے رہے، نگاہیں چہرۂ مصطفیٰ پر جمی رہیں اور آقا کریم ﷺ کی توجہ ان تین دن تین راتوں میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر رہیں۔

پوری 63 برس کی عمر مبارک میں توجہ کئی لوگوں پر رہی، لوگ لمحہ توجہِ مصطفیٰ میں شریک ہوتے، پھر توجہ ہٹتی۔ ہر کوئی حسب استعداد توجۂ مصطفیٰ ﷺ کا فیض لیتا۔

لیکن 63 برس کی عمر مبارک میں تین دن اور تین راتیں ایسی آئیں کہ متوجِّہ مصطفیٰ کریم ﷺ تھے اور متوجَّہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام الانبیاء ﷺ کے چہرۂ انور کے دیدار میں مستغرق تھے اور حضور سید عالم ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ تھے۔

- ✓ آپ ﷺ جو ایک توجہ کریں تو درخت زمین کا سینہ چیرتے ہوئے سجدہ ریز ہو جائیں۔
- ✓ ایک توجہ کریں تو چودھویں رات کے چاند کے ٹکڑے ہو جائیں۔
- ✓ ڈوبے سورج پر توجہ کریں تو سورج پلٹ آئے۔
- ✓ کنکریوں کو ایک توجہ دے دیں تو سنگ ریزے کلمہ پڑھنے لگ جائیں۔
- ✓ کسی کافر پر توجہ کر دیں تو وہ ایمان لے آئے۔
- ✓ لعاب کی توجہ دے دیں تو امراض رفع ہو جائیں۔
- ✓ کسی بچے کے سر پر ہاتھ رکھ دیں تو بڑھاپے تک سفید بال سر پر نہ آئے۔
- ✓ جس سمت ایک توجہ دے دیں تو پورا عالم بدل جائے اور اس رسول ﷺ کی توجہ جس ایک شخص پر تین دن اور تین راتیں یکتا و تنہا رہی اس کے احوال کہاں سے کہاں جا پہنچیں گے۔

تین دن اور تین راتیں توجہ دے کر اپنے ظاہر و باطن سے متصل کر کے جب غار سے باہر تشریف لے آئے تو حضور نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اس درجہ تشابہ و توافق اور یک رنگی و ہم آہنگی پیدا ہو گئی کہ دیکھنے والوں کو ایک پر دوسرے کا گمان ہونے لگا۔ جب آقا کریم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ پہنچے تو 12 ربیع النور پیر کا دن تھا۔

ہجرت مدینہ کے موقع پر ابھی بہت ساری دنیا حضور سید عالم ﷺ کے چہرۂ انور سے شناسا نہ تھی۔ جب مدینے کے قریب پہنچ کر قبا کی بستی میں آپ نے قیام فرمایا تو شہر مدینہ اور اطراف و اکناف کے لوگ جوق در جوق آقا کریم کی زیارت کے لیے دوڑے دوڑے آئے۔

لیکن جب قریب آئے تو اک عجیب نظارا دیکھا کہ دو یار ہیں مگر جیسے سوہنے ہیں۔ ان کا حال لفظوں میں بیان کرنے سے باہر ہے۔

سیرت کی کتب میں ہے جہاں سے دھوپ آنے کا خدشہ تھا اس طرف سیدنا صدیق اکبر کھڑے ہو گئے لہٰذا صدیق اکبر نے اپنی چادر کو حضور ﷺ کے اوپر تان لیا۔ یہ منظر جب لوگوں نے دیکھا تو لوگ تڑپ اٹھے اور سمجھ گئے کہ آقا کون ہے اور غلام کون ہے۔

نہ کیوں کر ان پہ ہو بھلا حسنِ نبوت کا
کہ مرآتِ جمالِ ہم نشیں صدیق اکبر ہیں
نبوت کے امیں سالارِ دیں صدیق اکبر ہیں
نبی کے ہم نشیں و جانشیں صدیق اکبر ہیں

اس عظیم سفرِ ہجرت میں اور غار کی خلوتوں میں دو عظیم ہستیاں تھیں۔ ان دونوں ذاتوں میں ایسی یک رنگی و ہم آہنگی تھی کہ اعمال و کردار، طہارت، تقدیس، عادات صفات، خصائل و شمائل اور اخلاق و مزاج میں وحدت و یکتانیت بدرجہ اتم پائی گئی۔ اور حال یہ بن گیا۔

چہرہ ابو بکر کا تھا......... جمال رسول اللہ کا تھا
قامت ابو بکر کی تھی......... رفتار رسول اللہ کی تھی
زبان ابو بکر کی تھی..... گفتار رسول اللہ کی تھی
دماغ ابو بکر کا تھا...... افکار رسول اللہ کے تھے

## حضرت انس کی نگاہ میں یار غار کون

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے، فرمایا:

أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ، حَدَّثَهُ قَالَ: نَظَرْتُ إِلَى أَقْدَامِ الْمُشْرِكِينَ عَلَى رُءُوسِنَا وَنَحْنُ فِي الْغَارِ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس سے کہا: اور جب ہم غار میں تھے اپنے سروں کے اوپر مشرکین کے قدم دیکھے۔[1]

حضرت جندب سے مروی ہے، فرمایا:

لَمَّا انْطَلَقَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْغَارِ

امام الانبا ﷺ کے ساتھ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار کی طرف نکلے۔[2]

ترمذی کے الفاظ یوں ہیں: أَنْتَ صَاحِبِي عَلَى الْحَوْضِ وَصَاحِبِي فِي الْغَارِ۔[3]

## دو میں سے دوسرا کون:

اہلِ حق و تحقیق کے ہاں اس میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جل وعلا نے رسول اللہ ﷺ کے خاندانِ عالی شان کو از حضرتِ سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام تا قیامِ قیامت ہر خاندان سے بلند و بالا مقام و مرتبہ سے نوازا ہے۔

جانِ عالم، رحمتِ عالم، سیدِ عالم ﷺ کی لختہائے جگر ہوں یا آپ ﷺ کے شہزادگان۔۔۔ آباءِ کرام ہوں یا اعمامِ ذی وقار۔۔۔ جو ہستی جہاں ہے بے مثال ہے۔ اور بلا شک و شبہ اس خاندانِ نبوت میں اصحابِ عباوہ پانچ ستارے ہیں کہ کائنات جن کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

بل کہ بقولِ شاعر: نہ ہماری بزم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں۔

لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی جلوہ گری اس عالمِ رنگ وبو کے لیے ہوئی۔ بھٹکے ہوؤں کو راہِ راست پہ لانے کے لیے۔۔۔ راستہ بھولے ہوؤں کو سیدھی راہ دکھانے کے لیے۔۔۔

---

[1] صحیح مسلم 2381، جامع ترمذی 3096، مسند احمد 11، مصنف ابن ابی شیبہ 39374، السنة لابن ابی عاصم 1225

[2] جزء محمد بن عاصم الثقفي، ص95، سير أعلام النبلاء 9/ 528، الرياض النضرة 1/108، 109

[3] من حدیث خیثمة بن سلیمان، ص 137، مصابیح السنه للبغوی 4718، جامع ترمذی 3670، و سنده ضعیف

اپنے خالق ومالک سے دور پڑوں کو اپنے رحیم کریم رب سے ملانے کے لیے۔۔۔!!!
تو جیسے اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے حبیبِ پاک علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام کو خاندان ایسا عطافرمایا کہ اولین وآخرین میں نہ کوئی ایسا خاندان گزرانہ کوئی دوسرا ہو سکے۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے حبیبِ اکرم رحمتِ عالم ﷺ کو ایسے عظیم الشان صحابہ کی جماعت سے نوازا کہ من حیث الجماعۃ اولین وآخرین میں ان کی مثال نہیں ملتی۔

وہ ہستیاں جو خطابِ پیغمبرِ خدا ﷺ کو سمجھ سکیں۔۔۔ جو اس کے تحمل کی اہلیت رکھتی ہوں۔۔۔ جو اس پیغامِ رسولِ خدا ﷺ کو سن کر چار دانگِ عالم اس کی تبلیغ کی صلاحیات سے مالامال ہوں۔

اور پھر زمانے نے دیکھا کہ اگر جان قربان کرنے کا موقع آیا تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے جانوں کے نذرانے پیش کیے۔ مال خرچ کرنے کی باری آئی تو مسجدِ نبوی میں مال کے ڈھیر لگا دیے۔ گھر بار چھوڑنے کا وقت آیا تو کبھی حبشہ کی جانب چل دیے تو کبھی مدینہ مشرفہ کا رخ کیا۔

لیکن انتہائی دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ کچھ کلمہ گویان نے انہی عظمت والی ہستیوں کو تختۂ مشق بنا رکھا ہے۔
ایک گروہ وہ ہے جنہیں کائنات کے ہر بندے میں خوبی نظر آتی ہے، لیکن جب بھی بات رسول اللہ ﷺ کے خاندانِ عالی شان کی اور بالخصوص مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کی آئے تو ان کے پیٹ میں مروڑ پڑنے لگ جاتے ہیں۔

اپنے استادوں اور پیروں کو تو عرش نشان مانے بیٹھے ہیں، لیکن مولائے کائنات کے لیے کچھ بھی ماننا بد عقیدگی اور قرآن وحدیث سے انحراف سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

بد بختی کی انتہا یہ ہے کہ خاندانِ رسول ﷺ کی اس دشمنی کو صحابہ کرام کے دفاع کے رنگ میں بیچا جاتا ہے اور سادہ لوح عوام کو گم راہ کیا جاتا ہے۔

ان کے مقابلے میں دوسرا گروہ وہ ہے جن سے یہود ونصاری تو محفوظ ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کے عظمت والے صحابہ محفوظ نہیں۔ تاج دارِ صداقت سیدنا ابو بکر صدیق محفوظ نہیں۔ زینتِ عدالت سیدنا عمر فاروق محفوظ نہیں۔ مخزنِ سخاوت سیدنا عثمانِ ذوالنورین محفوظ نہیں۔

جس طرح پہلا گروہ آلِ رسول کی دشمنی کا سودا "دفاعِ صحابہ" کا لیبل لگا کر بیچتا ہے ، بالکل اسی طرح یہ دوسرا گروہ "بغضِ اصحابِ رسول" کا سامان "حبِ آلِ رسول" کے عنوان سے تقسیم کرتا ہے۔

دورِ حاضر میں اسلام اور اہلِ اسلام کو ان گنت بیرونی چیلنجز کا سامنا ہے۔ لیکن یہ دو گروہ اسلام کے سینے میں ایسے ناسور ہیں کہ ان کا نقصان صرف اور صرف اہلِ اسلام ہی کو پہنچتا ہے۔ نہ تو یہ لوگ اسلام کی خاطر خود کوئی مثبت کردار ادا کرتے ہیں یا کر سکتے ہیں اور نہ ہی دیگر اہلِ علم کو موقع دیتے ہیں کہ وہ اپنی توانائیاں بیرونی چیلنجز کے مقابل خرچ کریں۔ کیوں کہ ان کی صبح شام اہلِ اسلام کو گمراہ کرنے میں گزرتی ہے۔ اگر ان کی جانب سے آنکھیں بند کر لی جائیں تو یہ بچے کُچے محبینِ اہلِ بیت وصحابہ کو بھی اپنی گمراہی کے گڑھے میں گرا کر ہی چھوڑیں۔

ان کی کاروائیوں میں سے کوئی ایک بھی ایسی نظر نہیں آتی جسے تعمیری کام سے تعبیر کیا جا سکے۔ ایک گروہ دن رات اہلِ بیتِ رسول ﷺ اور بالخصوص مولائے کائنات مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کی ہجو میں مصروف ہے تو دوسرا اہرپل رسول اللہ ﷺ کے عظیم صحابہ کو نشانِ طعن بنائے بیٹھا ہے۔

اس دوسرے گروہ کے حربے ہر دور میں مختلف رہے ہیں۔ آج کل سوشل میڈیا کے عروج کا دور ہے۔ لہٰذا کچھ نئے حربے استعمال کیے جا رہے ہیں اور سوشل میڈیا کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کے عظیم صحابہ کی عظمتوں پر قدغن لگانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔

چند دن قبل بندہ نے ایک لڑکے کی وڈیو سنی۔ سنتے ہی اندازہ ہو گیا کہ یہ گستاخانِ صحابہ کی جانب سے بہت بڑی چال ہے۔ وہ لڑکا اپنے سامنے صحیح بخاری شریف اور پسِ پشت کچھ ایسی کتب رکھ کر بیٹھا ہوا تھا جس سے ظاہر ہو کہ اس کا تعلق اہلِ سنت سے ہے اور ظاہر ہے کہ بھرپور سازش کے لیے ایسا کرنا ضروری تھا۔ اس لڑکے کا سارا زور اس بات پر تھا کہ :

"یارِ غار" سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی ہستی نہیں ہے۔

اس لڑکے کی باتیں ایسی نہیں کہ ان کا جواب دیا جائے۔ لیکن یہ خیال ضرور آیا کہ :

جن حضرات نے اسے عوامِ اہلِ سنت کے ذہنوں میں شک ڈالنے کے لیے تعینات کیا ہے۔ ان کے سامنے انھی کی کتب کے چند حوالے رکھ کر انھیں انصاف کی دعوت دی جائے۔۔۔ بہ شرط یہ کہ ان میں

انصاف نام کی کوئی چیز موجود ہو۔۔۔!!!

بندہ نے جب اس موضوع کی جانب توجہ کی تو کتبِ شیعہ میں اس قدر کثرت کے ساتھ اس بات کے حوالہ جات موجود پائے کہ پہلے تو سوچ میں پڑ گیا کہ اس موضوع پہ مختصر لکھا جائے یا دو چار سو صفحات کی تصنیف ہونی چاہیے۔

لیکن پھر پہلے مرحلے میں دس کے عدد کا لحاظ کرتے ہوئے صرف دس حوالہ جات کا انتخاب کیا۔

ان سطور کا مقصد تاجدارِ صداقت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے دربارِ ناز میں اپنی عقیدتوں کا نذرانہ پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ان حضرات کو دعوتِ انصاف بھی ہے جن کی طرف سے تیر و تفنگ کبھی غیر پر نہیں برسے۔۔۔جب بھی نشانہ بنایا گیا تو رسول اللہ ﷺ کے عظیم صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم ہی کو بنایا گیا۔

جب ان کی اپنی کتابیں گواہ ہیں کہ :

دو میں دوسرے "سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ" تھے تو پھر :

یا اس گم راہ گری کو چھوڑ دیا جائے۔۔۔!!!

اور اگر یہی ٹھان رکھی ہے تو پھر سطورِ ذیل میں جن کتب کے حوالہ جات پیش کیے جا رہے ہیں، ان سے علی الاعلان براءت کا اظہار کر دیا جائے اور افکار و نظریات کی بنیاد کے لیے کچھ الگ تلاش کیا جائے۔۔۔!!!

مالک کریم جل وعلا سے دعا ہے کہ بطفیلِ پنجتن پاک رسول اللہ ﷺ کی ہر نسبت کا کماحقہ ادب کرنے کی توفیق بخشے۔

**پہلا حوالہ:**

ابو جعفر محمد بن حسن بن فروخ صفار (المتوفی: 290ھ) کا شمار سیدنا امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب میں کیا جاتا ہے۔اور حضراتِ شیعہ کے ہاں انھیں "ثقہ جلیل محدث نبیل شیخ القمیین" جیسے القاب دیے جاتے ہیں۔

وہ اپنی سند سے سیدنا امام محمد باقر بن امام علی زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔فرمایا:

**لما كان رسول الله صلى الله عليه وآله في الغار و معه أبو الفصيل**

جب رسول اللہ ﷺ غار میں تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ ابو الفصیل [1] تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

**اني لأنظر الان إلى جعفر وأصحابه الساعة تعوم بهم سفينتهم في البحر واني لأنظر إلى رهط من الأنصار في مجالسهم مخبتين بأفنيتهم**

میں اس وقت حضرت جعفر اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھ رہا ہوں۔ ان کی کشتی سمندر میں ان کو لے کر تیر رہی ہے۔ اور بے شک میں انصار کے ایک گروہ کو ان کے صحنوں میں اپنی مجالس میں انکساری کے ساتھ بیٹھا دیکھ رہا ہوں۔

(حضرت سیدنا) ابو بکر (صدیق) نے عرض کی: **أتريهم يا رسول الله صلى الله عليه وآله الساعة** یارسول اللہ! کیا آپ انھیں اس گھڑی دیکھ رہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **نعم** ہاں۔

(حضرت سیدنا) ابو بکر (صدیق) نے عرض کی: **فأرينهم** " مجھے دکھایئے۔۔۔!!!

**فمسح رسول الله صلى الله عليه وآله على عينيه ثم قال انظر فنظر فرآهم**

پس رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا۔ پھر فرمایا: دیکھو۔ پس (حضرت) ابو بکر (صدیق) نے نظر اٹھائی تو ان سب کو دیکھ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **أرأيتهم** " کیا تم نے انھیں دیکھا؟

(حضرت) ابو بکر (صدیق) نے عرض کی: **نعم** ہاں۔ [2]

**دوسرا حواله:**

یہی محمد بن حسن صفار (المتوفی: 2900) اپنی سند سے خالد بن نجیح سے روایت کرتے ہیں۔ خالد بن نجیح

---

[1] سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی مشہور کنیت "ابو بکر" ہے۔ " بکر" کلمۂ مدح ہے اور حقیقی معنی کے اعتبار سے جوان اونٹ کو کہا جاتا ہے۔ لیکن کتبِ شیعہ میں آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو استہزاءً ابو الفصیل بھی کہا گیا ہے۔ " فصیل" اونٹنی وغیرہ کا وہ بچہ جس کا دودھ چھڑا کر ماں سے الگ کر دیا گیا ہو۔ فالی اللہ المشتکی

[2] بصائر الدرجات محمد بن الحسن الصفار – ص 466

کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

**جعلت فداك سما رسول الله صلى الله عليه وآله أبا بكر الصديق**

میں آپ پہ قربان۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا نام "صدیق" رکھا۔

سیدنا امام جعفر صادق نے فرمایا: **نعم** ہاں۔

خالد بن نجیح نے پوچھا: **فكيف** پھر کیسے؟ حضرت سیدنا امام جعفر صادق نے فرمایا:

**حين كان معه في الغار قال رسول الله صلى الله عليه وآله انى لأرى سفينة جعفر بن أبي طالب تضطرب في البحر ضالة**

جب ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں جعفر بن ابی طالب کی کشتی کو دیکھ رہا ہوں۔ سمندر میں بھٹکی پھر رہی ہے۔

(حضرت) ابو بکر (صدیق) نے عرض کی: **يا رسول الله صلى الله عليه وآله وانك لتراها**

یا رسول اللہ! کیا آپ اس کو دیکھ رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **نعم** ہاں۔ (حضرت) ابو بکر (صدیق) نے عرض کی:

**فتقدر ان ترينها**" آپ مجھے دکھا سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **ادن منی**" میرے قریب آؤ۔

امام جعفر صادق نے فرمایا: **فدنا منه فمسح على عينيه**

(حضرت) ابو بکر (صدیق) رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوئے تو آپ ﷺ نے (حضرت) ابو بکر (صدیق) کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا۔ پھر فرمایا: **انظر** دیکھو۔

**فنظر أبو بكر فرأى السفينة وهي تضطرب في البحر ثم نظر إلى قصور أهل المدينة**

پس (حضرت سیدنا) ابو بکر (صدیق) نے کشتی کو دیکھا جو سمندر میں گھوم رہی تھی۔ پھر مدینہ مشرفہ کے محلات کو دیکھ لیا۔

**فقال في نفسه الان صدقت انك ساحر**

پھر دل میں کہا: اب مجھے تصدیق ہوئی کہ آپ جادو گر ہیں۔[1]

پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الصديق أنت" تم صدیق ہو۔[2]

اس بات میں تو کوئی شک نہیں کہ حضرات شیعہ کے ہاں ان روایات کو سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی مدح کے طور پر بیان نہیں کیا جاتا۔ لیکن ہم اس وقت صرف اس قدر بتانا چاہتے ہیں کہ حضرات اہلِ تشیع کی کتبِ معتبرہ بھی اس بات پہ گواہ ہیں کہ:

"دو میں دوسرا" کوئی اور نہ تھا۔ وہ ہستی تاج دارِ صداقت سیدنا ابو بکر صدیق کی ہستی تھی۔ولله الحمد۔

**تیسرا حواله:**

محمد بن یعقوب کلینی (المتوفی: 3290ھ) شیعہ کے ہاں "ثقۃ الاسلام" کے لقب کے ساتھ ملقب ہیں اور ان کی کتاب "الکافی" اہم ترین مصادرِ حدیثیہ میں سے ایک ہے۔

اپنی سند کے ساتھ امام محمد باقر بن امام علی زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

إن رسول الله (صلى الله عليه وآله) أقبل يقول لأبي بكر في الغار: أسكن فإن الله معنا

بے شک رسول اللہ ﷺ غار کے اندر (حضرت) ابو بکر (صدیق) سے فرمانے لگے:

پر سکون رہو۔ کیوں کہ اللہ سبحانہ وتعالی ہمارے ساتھ ہے۔

(حضرت سیدنا) ابو بکر (صدیق) پر کپکپی طاری تھی اور انھیں سکون نہیں آ رہا تھا۔

جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا:

تريد أن أريك أصحابي من الأنصار في مجالسهم يتحدثون فأريك جعفرا وأصحابه في البحر يغوصون؟

تم چاہتے ہو کہ میں تمھیں انصار میں سے اپنے صحابہ اپنی مجالس میں بیٹھے باتیں کرتے دکھاؤں؟ میں تمھیں

---

[1] معاذ اللہ۔ نقلِ کفر کفر نباشد۔ روافض کے تاج دارِ صداقت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی ذاتِ مقدسہ پہ اس گھٹیا بہتان کا بطلان سمجھنے کے لیے معمولی سی عقل بھی کافی ہے۔ لیکن کاش روافض کے ہاں تھوڑی سی بھی عقل ہوتی تو انھیں سمجھانے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔

[2] بصائر الدرجات محمد بن الحسن الصفار –ص 466

حضرت جعفر اور ان کے ساتھی سمندر میں غوطہ زن دکھاؤں؟

(حضرت سیدنا) ابو بکر (صدیق) نے عرض کی: نعم جی ہاں!

**فمسح رسول الله (صلى الله عليه وآله): بيده على وجهه فنظر إلى الأنصار يتحدثون ونظر إلى جعفر (عليه السلام) وأصحابه في البحر يغوصون**

پس رسول اللہ ﷺ نے اپنا دستِ اقدس (حضرت سیدنا) ابو بکر (صدیق) کے چہرے پر پھیرا تو آپ نے انصار کو باتیں کرتے دیکھ لیا اور حضرت جعفر اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھا جو سمند میں غوطہ زن تھے۔[1]

روضۃ الکافی کا یہ حوالہ بھی کھلے الفاظ میں پکار رہا ہے کہ غارِ ثور میں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت کی سعادت جس ہستی کو ملی وہ تاج دارِ صداقت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا کی ہستی تھی۔

**چوتھا حوالہ:**

علی بن ابراہیم قمی (المتوفی: 329ھ) کلینی کے شیوخ سے ہیں۔ کلینی نے اپنی کتاب کافی میں ان سے ہزاروں روایات لی ہیں۔ شیخ قمی کی تفسیر قدیم ترین شیعہ تفاسیر میں شمار ہوتی ہے۔

انھوں نے اپنی تفسیر میں اپنی سند کے ساتھ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

**لما كان رسول الله صلى الله عليه وآله في الغار قال لأبي بكر كأني انظر إلى سفينة جعفر في أصحابه يقوم في البحر وانظر إلى الأنصار محتبين في أفنيتهم**

جب رسول اللہ ﷺ غار میں تھے تو آپ نے (سیدنا) ابو بکر (صدیق) سے فرمایا:

ایسا ہے جیسے میں حضرت جعفر کو ان کے ساتھیوں کے بیچ، ان کی کشتی کو دیکھ رہا ہوں جو سمندر میں ٹھہری ہے۔ اور میں انصار کو ان کے صحنوں میں احتبا کیے بیٹھا دیکھ رہا ہوں۔

(حضرت) ابو بکر (صدیق) نے عرض کی: **وتراهم يا رسول الله**

یا رسول اللہ! آپ انہیں دیکھ رہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **نعم**: ہاں۔

(حضرت) ابو بکر (صدیق) نے عرض کی: **فارنيهم** " مجھے بھی دکھایئے۔

---

[1] الکافی 141/8

**فمسح علی عینیه فرآهم**

پس رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو انھوں نے انہیں دیکھ لیا۔[1]

کلینی کے شیخ کا یہ حوالہ بھی واضح طور پر بتا رہا ہے کہ:

یارِ غار سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی ذاتِ مقدسہ تھی۔

**پانچواں حوالہ:**

شیخ الطائفۃ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی (المتوفی: 460ھ) شیعہ کے ہاں متکلم، محدث، مفسر اور فقیہ گردانے جاتے ہیں۔ ان کی تفسیر قدیم مصادرِ تفسیریہ سے ہونے کے ساتھ ساتھ اکمل ترین تفسیر شمار ہوتی ہے۔ شیخ طوسی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

" ثاني اثنين ". وهو نصب على الحال اي هو ومعه آخر، وهو أبو بكر في وقت كونهما في الغار من حيث " قال لصاحبه " يعني أبا بكر " لا تحزن " اي لا تخف. ولا تجزع " ان الله معنا " أي ينصرنا.

"دو کا دوسرا" یہ حال ہونے کی بنیاد پر منصوب ہے۔ یعنی: آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھ ایک اور۔ اور وہ ابو بکر ہیں۔ دونوں ہستیوں کے غار میں ہونے کے وقت آپ ﷺ نے اپنے صاحب یعنی ابو بکر سے کہا: گھبراؤ مت۔ یعنی خوف نہ کھا اور پریشان مت ہو۔ بے شک اللہ سبحانہ وتعالی ہمارے ساتھ ہے۔ یعنی ہمارے مدد فرمائے گا۔[2]

**چھٹا حوالہ:**

ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن نعمان (المتوفی: 413ھ) شیعہ کے ہاں "شیخ مفید" کہلاتے ہیں اور بہ یک وقت فقیہ، محدث اور متکلم سمجھے جاتے ہیں۔ "شیخ مفید" اپنی کتاب "الافصاح" میں ایک اعتراض کے جواب میں لکھتے ہیں:

**أما خروج أبي بكر مع النبي صلى الله عليه وآله فغير مدفوع، وكونه في الغار معه غير مجحود، واستحقاق اسم الصحبة معروف**

یعنی (حضرت سیدنا) ابو بکر (صدیق) کا نبی ﷺ کے ساتھ (ہجرت کے لیے) نکلنا، اس پہ کوئی

---

[1] تفسیر القمی 415/1

[2] التبیان للطوسی 221/5

اعتراض نہیں۔ اور آپ (رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا) کا غار میں ہونے کا کوئی انکار نہیں۔ اور صحبت کے نام کا استحقاق بھی معروف ہے۔[1]

قارئینِ کرام!

اہلِ تشیع کے ہاں شیخ مفید کے بارے میں ایک رائے یہ بھی ہے کہ انہیں "مفید" کا لقب حضرت "مہدی منتظر" کی جانب سے دیا گیا۔

پس جو شخص شیعہ مسلک میں اتنے بڑے قد کاٹھ کا حامل ہے، وہ کہہ رہا ہے کہ "سیدنا ابو بکر صدیق کے یارِ غار ہونے کا کوئی انکار ہی نہیں"

لیکن اگر فتنہ وفساد کی آگ بھڑکانے والے حضرات نہ سمجھنا چاہیں تو انھیں کوئی سمجھا نہیں سکتا۔

وَإِنْ يَرَوْا كُلَّ آيَةٍ لَا يُؤْمِنُوا بِهَا وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا

**ساتواں حوالہ:**

فضل بن حسن طبرسی (المتوفی: 548ھ) شیعہ کے ہاں فقیہ، مفسر، محدث ومتکلم مانے جاتے ہیں۔ شیعہ کے ہاں ان کی جلالت کا عالم یہ ہے کہ انہیں "امین الاسلام" کہا جاتا ہے۔ آپ اپنی تفسیر "مجمع البیان" جسے شیعہ حضرات کے ہاں اہلِ سنت کی تفسیر "جامع البیان" کے مقابل سمجھا جاتا ہے۔ اپنی اس تفسیر میں سورہ توبہ کی آیہ مقدسہ 40 کے تحت لکھتے ہیں:

(ثاني اثنين) يعني أنه كان هو وأبو بكر (إذ هما في الغار) ليس معهما ثالث أي: وهو أحد اثنين، ومعناه فقد نصره الله منفردا من كل شئ، إلا من أبي بكر. والغار: الثقب العظيم في الجبل، وأراد به هنا (غار ثور) وهو جبل بمكة (إذ يقول لصاحبه) أي: إذ يقول الرسول لأبي بكر (لا تحزن) أي: لا تخف (إن الله معنا) يريد أنه مطلع علينا، عالم بحالنا، فهو يحفظنا وينصرنا.

"دو میں سے دوسرے" یعنی آپ ﷺ تھے اور (حضرت سیدنا) ابو بکر (صدیق) جب وہ دونوں غار میں تھے۔ ان کے ساتھ کوئی تیسرا نہیں تھا۔ یعنی آپ ﷺ دو میں سے ایک تھے۔ اور اس آیہ مقدسہ کے

[1] الافصاح فی الامامۃ للمفید۔ ص185

معنی یہ ہیں کہ :

اللہ سبحانہ وتعالی نے آپ ﷺ کی اس حالت میں مدد فرمائی جب آپ ﷺ کے ساتھ (حضرت سیدنا) ابو بکر (صدیق) کے علاوہ کوئی نہ تھا۔

اور غار: پہاڑ کے اندر بڑا سوراخ ہے۔ اور اس سے یہاں غارِ ثور مراد ہے۔ اور وہ مکہ مشرفہ میں ایک پہاڑ ہے۔ جب آپ ﷺ اپنے صاحب سے فرمارہے تھے۔ یعنی جب کہ رسول اللہ ﷺ ابو بکر (صدیق) سے فرمارہے تھے:

گھبراؤ نہیں۔ یعنی خوف زدہ مت ہو۔ بے شک اللہ سبحانہ وتعالی ہمارے ساتھ ہے۔ آپ ﷺ کا مقصد تھا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کو ہماری خبر ہے۔ وہ ہمارا حال جانتا ہے۔ پس وہ ہماری حفاظت فرمائے گا اور ہماری مدد کرے گا۔

مزید لکھتے ہیں:

قال الزهري: لما دخل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، وأبو بكر الغار، أرسل الله زوجا من حمام، حتى باضا في أسفل الثقب، والعنكبوت حتى تنسج بيتا، فلما جاء سراقة بن مالك في طلبهما، فرأى بيض الحمام، وبيت العنكبوت، قال: لو دخله أحد لانكسر البيض، وتفسخ بيت العنكبوت، فانصرف.

زہری نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ اور (سیدنا) ابو بکر (صدیق رضی اللہ تعالی عنہ) غار میں داخل ہوئے تو اللہ سبحانہ وتعالی نے کبوتر کا ایک جوڑا بھیجا جس نے غار کے زیریں حصے میں انڈے دے دیئے۔ اور مکڑی جس نے جالا تن دیا۔ پس جب سراقہ بن مالک آپ دونوں کی تلاش میں آئے تو کبوتر کے انڈے اور مکڑی کا جالا دیکھا تو کہا: اگر کوئی شخص اس کے اندر جاتا تو انڈے ٹوٹ جاتے اور مکڑی کا جالا پھٹ جاتا۔ پھر وہ واپس پلٹ گئے۔[1]

**آٹھواں حوالہ:**

شیعہ حضرات کے ہاں علامہ محمد باقر بن محمد تقی مجلسی (المتوفی: 1111ھ) کی کتاب "بحار الانوار" شاید حدیث کی سب سے بڑی کتاب ہو۔ ان گنت شیعہ علماء نے اس کی حد درجہ تعریف کی۔ آقا بزرگ تہرانی

---

[1] مجمع البیان للطبرسی 45/5

(المتوفی: 1389ھ) کے "بحار الانوار" کے بارے میں تاثرات کچھ اس طرح ہیں:

هو الجامع الذي لم يكتب قبله ولا بعده جامع مثله لاشتماله مع جمع الاخبار على تحقيقات دقيقة وبيانات وشروح لها غالبا لا توجد في غيره وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء

یعنی "بحار الانوار" وہ جامع کتاب ہے کہ اس کی مثل جامع نہ اس سے پہلے لکھی گئی اور نہ اس کے بعد۔ کیوں کہ اس کے جمعِ اخبار کے ساتھ غالب اوقات ایسی دقیق تحقیقات، بیانات اور ان اخبار کی وضاحت پر مشتمل ہے جو اس کے علاوہ نہیں پائی جاتیں۔ اور یہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔[1]

علامہ مجلسی نے اپنی اس کتاب میں "الاختصاص" کے حوالے سے ہارون الرشید کی فرمائش پر جعفر بن یحییٰ برمکی کے ہاں ہشام اور متکلمین کے درمیان ہونے والی ایک گفتگو کے تذکرہ میں ذکر کیا کہ لوگوں میں سے ایک شخص نے ہشام سے کہا:

لم فضلت عليا على أبي بكر، والله يقول: ﴿ثاني اثنين إذ هما في الغار إذ يقول لصاحبه لا تحزن إن الله معنا﴾؟

آپ حضرت علی کو سیدنا ابو بکر صدیق سے افضل کیوں مانتے ہیں؟ حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا: دو میں سے دوسرے جب کہ وہ دونوں غار میں تھے۔ جب آپ ﷺ اپنے صاحب سے فرما رہے تھے: گھبراؤمت۔ بے شک اللہ سبحانہ وتعالی ہمارے ساتھ ہے۔

ہشام نے کہا: فأخبرني عن حزنه في ذلك الوقت أكان لله رضى أم غير رضى؟

مجھے اس وقت حضرت ابو بکر کے غم کے بارے میں بتاؤ۔ کیا اللہ سبحانہ وتعالی کے لیے رضا تھی یا غیر رضا؟۔[2]

قارئینِ کرام! ہم سطورِ بالا میں ذکر کر چکے کہ:

اہلِ تشیع کا ان امور کو ذکر کرنے کا مقصد ہر گز سیدنا ابو بکر صدیق کی مدح وشان کا تذکرہ نہیں۔ ان کے اپنے مقاصد ہیں جو کسی لحاظ سے قابلِ تعریف نہیں۔ لیکن یہ روایات شیعہ حضرات نے کسی بھی مقصد کے لیے بیان کی ہوں، کم از کم ان سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو رہی ہے کہ:

---

[1] الذریعة 16/3

[2] بحار الانوار 297/10

غارِ ثور میں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں تین راتیں گزارنے اور سفرِ ہجرت میں مکہ مشرفہ سے مدینہ طیبہ تک خدمت اقدس میں رہنے والی ہستی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی ہستی تھی۔ وللہ الحمد

**نواں حوالہ:**

اسی بحار الانوار کی پندرہویں جلد میں ہے:

ثم هاجر إلى المدينة ومعه أبو بكر وعامر بن فهر مولى أبي بكر وعبد الله بن أريقط، وخلف علي بن أبي طالب آخر ليلة من صفر، وأقام في الغار ثلاثة أيام

پھر رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ کی جانب ہجرت فرمائی اور آپ ﷺ کے ساتھ (سیدنا) ابو بکر (صدیق) اور (حضرت سیدنا) ابو بکر (صدیق) کے خادم عامر بن فہر اور عبد اللہ بن اریقط تھے۔

صفر کی آخری رات مولا علی کو اپنے پیچھے چھوڑا اور غار کے اندر تین دن قیام فرمایا۔[1]

قارئینِ کرام! یہ گفتگو بھی اپنے مطلب میں بالکل واضح ہے اور واشگاف الفاظ میں یہی پکار رہی ہے کہ:

"یارِ غار ہونے کی سعادت جس ہستی کو نصیب ہوئی انہیں ابو بکر صدیق کہتے ہیں۔"

**دسواں حوالہ:**

علامہ مجلسی ہی نے امالی طوسی کے حوالے سے حضرت انس بن مالک سے روایت بیان کی۔ فرمایا:

لما توجه رسول الله صلى الله عليه وآله إلى الغار ومعه أبو بكر أمر النبي صلى الله عليه وآله عليا أن ينام على فراشه ويتغشى ببردته

جب رسول اللہ ﷺ غار کی جانب متوجہ ہوئے اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر تھے۔

آپ ﷺ نے مولا علی کو حکم فرمایا کہ آپ ﷺ کے بستر پر سو جائیں اور آپ ﷺ کی مبارک چادر اوڑھ لیں۔[2]

**گیارہواں حوالہ:**

اسی بحار الانوار میں رسول اللہ ﷺ کی مکہ مشرفہ سے ہجرت کے ذکر کے دوران بتایا کہ کیسے مشرکینِ مکہ

---

[1] بحار الانوار 370/15

[2] بحار الانوار 55/19

نے رات بھر رسول اللہ ﷺ کے کاشانۂ اقدس کا گھیراؤ کیے رکھا۔

پھر صبح کو جب ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ تو تشریف لے جا چکے ہیں تو وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکل پڑے:

فاستقبلهم أبو كرز الخزاعي وكان عالما بقصص الآثار، فقالوا: يا أبا كرز اليوم نحب أن تساعدنا في قصص أثر محمد، فقد خرج عن البلد، فوقف على باب الدار فنظر إلى أثر رجل محمد صلى الله عليه وآله، فقال: هذه أثر قدم محمد، وهي والله أخت القدم التي في المقام، ومضى به على أثره حتى إذا صار إلى الموضع الذي لقيه فيه أبو بكر، قال: هنا قد صار مع محمد آخر، وهذه قدمه، إما أن تكون قدم أبي قحافة أو قدم ابنه، فمضى على ذلك إلى باب الغار، فانقطع عنه الأثر

پس ان کے سامنا ابو کرز خزاعی سے ہوا جو قدموں کے نشانات کا علم رکھتا تھا۔ان لوگوں نے کہا: اے ابو کرز! آج ہم چاہتے ہیں کہ تم (سیدنا) محمد (ﷺ) کے قدموں کے نشانات میں ہماری مدد کرو۔ کیوں کہ وہ شہر چھوڑ چکے ہیں۔ پس وہ رسول اللہ ﷺ کے کاشانۂ اقدس کے دروازے پہ کھڑا ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے قدمِ اقدس کا نشان دیکھ کر کہا: اللہ سبحانہ وتعالی کی قسم! یہ (سیدنا) محمد (ﷺ) کے قدم کا نشان ہے۔ اور اللہ کی قسم یہ مقامِ ابراہیم والے قدم کے بالکل مشابہ ہے۔

پھر وہ اس نشان پہ چل پڑا حتی کہ اس جگہ پہنچا جہاں رسول اللہ ﷺ سے ابو بکر صدیق کی ملاقات ہوئی۔ ابو کرز خزاعی نے کہا: یہاں (سیدنا) محمد (ﷺ) کے ساتھ ایک اور مل گیا اور یہ اس کا قدم ہے۔ یا تو ابو قحافہ کا قدم ہے یا اس کے بیٹے (سیدنا ابو بکر صدیق) کا۔ اسی کا پیچھا کرتے وہ غار کے دہانے تک پہنچ گیا اور وہاں سے نشانِ قدم ختم ہو گیا۔[1]

**بارہواں حوالہ:** اسی بحار الانوار میں رسول اللہ ﷺ کے معجزات کے ذکر میں بتایا:

ومنها: أن أبا بكر اضطرب في الغار اضطرابا شديدا

یعنی ان معجزات میں سے ایک یہ ہے کہ (حضرت سیدنا) ابو بکر (صدیق) کو غار میں شدید گھبراہٹ کا

[1] بحار الانوار 19/73، 74

سامنا ہوا۔[1]

چوں کہ ہمارا مقصود اتنے جملے سے حاصل ہو گیا، لہٰذا اس گفتگو کا باقی حصہ حذف کرنا ہی مناسب ہے۔ کیوں کہ جن حضرات نے اس گفتگو کو ذکر کیا، انہوں نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان ومدح کے لیے ہر گز ذکر نہیں کیا۔

**تیرہواں حوالہ:**

اسی بحار الانوار میں سیدنا عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے۔ فرمایا:

**فدى علي عليه السلام بنفسه، لبس ثوب النبي صلى الله عليه وآله ثم نام مكانه، فكان المشركون يرمون رسول الله، قال: فجاء أبو بكر وعلي عليه السلام نائم، وأبو بكر يحسب أنه نبي الله، فقال: أين نبي الله؟ فقال علي: إن نبي الله قد انطلق نحو بئر ميمون فأدرك، قال: فانطلق أبو بكر فدخل معه الغار**

مولا علی نے اپنی جان کی قربانی پیش کی۔ نبی ﷺ کا کپڑا اوڑھ کر آپ ﷺ کی جگہ سو گئے۔ مشرکین رسول اللہ ﷺ کو پتھر مارا کرتے تھے۔

ابنِ عباس نے فرمایا: پس (حضرت سیدنا) ابو بکر (صدیق) آئے تو حضرت سیدنا علی المرتضی آرام فرما تھے۔ (سیدنا) ابو بکر (صدیق) سمجھے کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالی کے نبی ﷺ ہیں۔ (سیدنا) ابو بکر (صدیق) نے کہا: اللہ جل وعلا کے نبی ﷺ کہاں ہیں؟

حضرت علی نے کہا: نبی اللہ ﷺ بئرِ میمون کی جانب تشریف لے گئے ہیں۔ انھیں جا کر پہنچ جائیے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس نے فرمایا: پس (حضرت سیدنا) ابو بکر (صدیق) چل پڑے اور رسول اللہ ﷺ کی معیت میں غار میں داخل ہو گئے۔[2]

قارئینِ کرام! بندے کا ارادہ تھا کہ صرف دس حوالوں پہ اکتفا کرے۔ لیکن جیسا کہ گفتگو کی شروعات میں عرض کر چکا کہ جب کتبِ شیعہ کی جانب توجہ کی جائے تو ان گنت نصوص اس امر کی گواہ ہیں کہ:

---

[1] بحار الانوار 74/19

[2] بحار الانوار 78/19

"یارِ غار وہی ہیں جو آج یارِ مزار بھی ہیں۔"

لہٰذا گفتگو سمیٹتے سمیٹتے دس کے بجائے عدد تیرہ کو پہنچ گیا اور بلا شبہ جیسے دس کا عدد مبارک عدد ہے یونہی غلامانِ مولائے کائنات کے لیے تیرہ کا عدد بھی مبارک عدد ہے۔

بہر حال!

سطورِ بالا کے ملاحظہ کے بعد کسی بھی منصف مزاج کے لیے فیصلہ کرنے میں کوئی دشواری نہیں کہ:

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق ہی وہ ہستی ہیں جنہیں غارِ ثور میں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت نصیب ہوئی۔

یہ وہ ہستی ہیں جن کے لیے اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے حبیبِ مکرم کی جانب نسبت کرتے ہوئے "صاحب" کا لقب عطا فرمایا۔

اور یہ اعزاز تاج دارِ صداقت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا وہ اعزاز ہے جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہِ کرام رضی اللہ تعالی عنہم میں سے کسی دوسری ہستی کے حصے میں نہیں آیا۔

یہ بات الگ ہے کہ کچھ لوگ تقسیمِ خداوندی پہ راضی نہیں ہوتے۔ لیکن ان کی یہ سوچ اور ان کا یہ طرز خود انھی کے لیے نقصان کا باعث ہے۔ وَإِنْ يُهْلِكُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ

اللہ سبحانہ وتعالی رسول اللہ ﷺ کے سچے، سُچے صحابہ کی محبت واتباع میں زندگی گزارنے کی توفیق بخشے۔ رسول اللہ ﷺ کی آلِ پاک کی غلامی میں جینا مرنا نصیب فرمائے۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

## آیت:22

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ﴿١١٩﴾

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اہلِ صدق (کی معیت) میں شامل رہو۔[1]

اِبو جعفر محمد بن جریر الطبری (المتوفی: 310ھ) اور اِبو محمد عبد الرحمٰن بن محمد الرازی (المتوفی: 327ھ) (وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

[1] التوبہ 119

عَنْ نَافِعٍ، فِي قَوْلِ اللَّهِ: اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ} قَالَ: مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ "/ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ

حضرت نافع سے آیۂ مقدسہ کی تفسیر میں ہے، فرمایا: یعنی محمد ﷺ اور اصحاب محمد ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ۔

حضرت سعید بن جبیر اور حضرت ضحاک نے کہا: مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَأَصْحَابِهِمَا

حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور آپ کے ساتھوں کے ساتھ کھڑے ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔[1]

ابو المظفر، منصور بن محمد بن عبد السمعانی الحنفی ثم الشافعی (المتوفی: 489ھ) نے فرمایا:

وَعَن بَعضهم: مَعَ الْخُلَفَاء الْأَرْبَعَة

کہ بعض نے کہا اس سے مراد خلفائے راشدین ہیں۔[2]

ایک قول کے مطابق حضرت علی بن ابی طالب اور آپ کے ساتھیوں اور حضور سید عالم ﷺ کی آل کے ساتھ کھڑے ہونے کا حکم ہے۔ (دیکھیں "علی فی القرآن")

ابو اللیث نصر بن محمد السمرقندی (المتوفی: 373ھ) نے فرمایا:

مَعَ الصَّادِقِينَ في إيمانهم، يعني: أبا بكر وعمر وعثمان وعلياً رضوان الله عليهم أجمعين

"مَعَ الصَّادِقِينَ" سچوں کے ساتھ ہو جاؤ جو ایمان میں سچے ہیں۔

یعنی حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین۔[3]

عبد الکریم بن ہوازن القشیری (المتوفی: 465ھ) فرماتے ہیں:

الصادقون هم السابقون الأولون وهم أبو بكر وعمر وعثمان وعلى رضى الله عنهم وغيرهم

الصادقون سے مراد وہ صحابہ ہیں جو سابقینِ اول ہیں اور وہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی المرتضٰی علیہم الرضوان ہیں۔[4]

---

[1] جامع البیان للطبری 559/14، تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم الرازی 1906/6

[2] تفسیر القرآن السمعانی 358/2

[3] بحر العلوم السمرقندی 97/2

[4] لطائف الاشارات القشیری 71/2

## سُوْرَةُ إِبْرٰهِيْمَ

### آیت:23

هَٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهِ وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٥٢﴾

یہ (قرآن) لوگوں کے لیے کاملًا پیغام کا پہنچا دینا ہے، تاکہ انہیں اس کے ذریعہ ڈرایا جائے اور یہ کہ وہ خوب جان لیں کہ بس وہی (اللہ) معبودِ یکتا ہے اور یہ کہ دانش مند لوگ نصیحت حاصل کریں۔[1]

حضرت یمان بن رئاب فرماتے ہیں:

أَن هَٰذِهِ الْآيَة نزلت فِي أَبِي بكر الصّديق رَضِي الله عَنهُ

کہ آیۂ مقدسہ سیدنا ابو بکر صدیق ر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا:

هَلْ لِكِتَابِ اللهِ عُنْوَانٌ؟ فَقَالَ: نَعَمْ . قِيلَ: وَأَيْنَ هُوَ؟

کیا اللہ کی کتاب کا کوئی عنوان ہے؟ سیدنا ابو بکر نے فرمایا جی ہاں! عرض کی گئی وہ کیا ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ جل وعلا کا فرمان ہے:

"هَٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهِ وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ"۔[2]

"هَٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ "لوگوں کی نصیحت کے لیے کافی ہے یعنی کامل نصیحت ہے۔

"وَلِيُنذَرُوا بِهِ وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ"

تاکہ اس کے عذاب سے ڈرائے جائیں۔ تاکہ اس کی بات کا یقین کر لیں وہی ایک معبود بر حق ہے۔

تاکہ دانش مند لوگ نصیحت حاصل کریں۔ جس عذاب قیامت سے ان کو ڈرایا جائے اور وہ ڈر جائیں تو یہ خوف ان کو غور و فکر کرنے پر آمادہ کرے گا اور غور و تامل کے بعد وہ آیات اور نشانیاں ان کے سامنے آجائیں گی، جو اللہ کی توحید کو ثابت کرنے والی ہیں۔

آیت مبارکہ میں تین حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔

---

[1] الابراهیم 52

[2] النکت والعیون الماوردی 146/3، تفسیر القرآن للسمعانی 127/3، الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 386/9، التفسیر المنیر للزحیلی 281/13

1. انبیاء علیہم السلام کے ذریعے لوگوں کو اللہ جل وعلا کی نافرمانی سے ڈرانا تاکہ اتمام حجت قائم ہو جائے۔
2. انسان کی قوتِ فکریہ کی تکمیل۔ قوت فکریہ کا انتہائی کمال اعترافِ توحید میں ہے۔
3. قوتِ عملیہ کی درستگی نصیحت پذیری اور اختیارِ تقوا سے حاصل ہوتی ہے۔

سُورَةُ الْحِجْرِ

## آیت:24

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ﴿۴۷﴾

اور ہم وہ ساری کدورت باہر کھینچ لیں گے جو (دنیا میں) ان کے سینوں میں (مغالطہ کے باعث ایک دوسرے سے) تھی، وہ (جنت میں) بھائی بھائی بن کر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔[1]

جو ان کے سینوں میں دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ کدورت تھی اللہ کریم نے اس کو نکال کر ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

نزلت هذه الآية في أبي بكر الصديق وعمر وعثمان وعليّ ونحوهم من أصحاب رسول الله

آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی اور دیگر اصحاب رسول ﷺ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔[2]

اِبو عبد اللہ سفیان بن سعید الثوری (التوفی: 161ھ) نے فرمایا:

قَالَ عَشَرَةٌ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ ملك وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مسعود

اس سے مراد دس صحابہ یعنی حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمان بن عوف، حضرت سعد بن مالک، حضرت سعید بن زید، حضرت عبد اللہ بن مسعود ہیں۔[3]

---

[1] الحجر 47
[2] بحر العلوم السمرقندی 516/1
[3] تفسیر سفیان الثوری، ص160

اسی طرح حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر، حضرت عمرِ فاروق، حضرت عثمان ذی النورین ، حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔[1]

کثیر النواء سے مروی ہے، فرمایا:

قلت لأبي جَعْفَر إِن فلَانا حَدثنِي عَن عَليّ بن الْحُسَيْن أَن هَذِه الْآيَة نزلت فِي أبي بكر وَعمر وَعلي" میں نے حضرت ابو جعفر رضی اللہ سے عرض کی کہ مجھے فلاں آدمی نے بیان کیا علی بن حسین کی طرف سے کہ یہ آیت {وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورهمْ من غل إِخْوَانًا على سرر مُتَقَابلين}

حضرت ابو بکر و عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ابو جعفر نے فرمایا: اللہ کی قسم یہ آیت انھی کے حق میں نازل ہوئی ہے۔[2]

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، حضرت مولائے کائنات نے فرمایا:

فينا والله أهل البيت نزلت {وَنَزَعْنا ما فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوانًا عَلى سُرُرٍ مُتَقابِلِينَ}

اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ تھے سب کھینچ لیے پس بھائی بھائی بن کر تختوں پر دو بدو بیٹھے" اللہ کی قسم ہم اہل بیت ان میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ جل اوعلا کا فرمان ہے۔[3]

دوسری روایت میں ہیں مولا علی المرتضیٰ نے فرمایا:

فِينَا وَاللهِ أُنْزِلَتْ "اللہ جل وعلا کی قسم ! یہ آیت ہمارے حق میں نازل ہوئی ہے۔[4]

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں : حضرت مولا علی المرتضیٰ نے فرمایا :

فِينَا وَاللهِ أَهْلَ بَدْرٍ أُنْزِلَتْ

اللہ جل وعلا کی قسم ! یہ آیت {وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورهمْ من غل إِخْوَانًا على سرر مُتَقَابلين}

---

[1] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی33/10

[2] فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل124، تاریخ دمشق 338/30، سمط النجوم العوالی 393/2، الصواعق المحرقہ 160/1، تاریخ الخلفاء ، ص42

[3] الکشف والبیان للثعلبی233/4

[4] فضائل الصحابہ 1018

ہم بدر والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔[1]

حضرت مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، فرمایا: نزلت في عليّ وَطَلْحَة وَالزُّبَيْر

یہ آیت حضرت مولا علی، حضرت طلحہ، اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔[2]

حضرت مولا علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرمایا:

{وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ من غل} قَالَ: ذَاكَ عُثْمَان وَطَلْحَة وَالزُّبَيْر وَأَنَا"

اللہ جل وعلا کا فرمان {وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ من غل} سے مراد حضرت عثمان، حضرت طلحہ اور میں (یعنی علی) رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوں۔[3]

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ جل وعلا کے فرمان{ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ} کے متعلق فرمایا: مولائے کائنات مولا مرتضیٰ نے فرمایا:

إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا وَعُثْمَانُ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ مِنَ الَّذِينَ قَالَ اللهُ{وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ

میں یقین رکھتا ہوں جن لوگوں کے بارے میں رب کریم نے فرمایا ان میں سے میں (یعنی علی) عثمان، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین ہوں۔[4]

ابو صالح وہ مولا علی سے راوی، مولائے کائنات نے اللہ جل وعلا کے فرمان:

{ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ} کے متعلق فرمایا:

إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا , وَعُثْمَانُ , وَطَلْحَةُ , وَالزُّبَيْرُ مِنَ الَّذِينَ قَالَ اللَّهُ:

میں یقین رکھتا ہوں جن لوگوں کے بارے میں رب کریم نے فرمایا ان میں سے میں (یعنی علی) عثمان، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین ہوں۔[5]

حضرت ابو حبیبہ فرماتے ہیں حضرت عمران بن طلحہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بارگاہ میں

---

[1] تفسیر عبد الرزاق 80/2، جامع البیان الطبری 198/10، تفسیر بغوی 192/2، در منثور 84/5، کنز العمال 450/2، الرقم 4472

[2] در منثور 85/5

[3] ابن عساکر 462/39، تفسیر ماتریدی 379/7، در منثور 85/5

[4] تفسیر عبد الرزاق 80/2

[5] فضائل صحابہ لاحمد بن حنبل 1057

حاضر ہوئے تو مولا علی نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! (بھائی کے بیٹے) یہاں بیٹھو! مولا علی نے آپ کو چٹائی پر بٹھا کر فرمایا:

وَاللهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا وَأَبُوكَ كَمَنْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: {وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ}

میں امید کرتا ہوں میں اور آپ کا باپ ایسے ہی ہوں گے جس طرح اللہ کا فرمان ہے۔[1]

امام حاکم نے کہا: صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ» امام ذہبی نے اس کو برقرار رکھا۔[2]

مولا علی کی بارگاہ میں دو شخص (حارث اعور اور ابن الکواء) موجود تھے انھوں نے مولا علی سے کہا:

اللهُ أَعْدَلُ مِنْ ذَلِكَ. فَقَامَ إِلَيْهِ بِدِرَّتِهِ فَضَرَبَهُ وَقَالَ: أَنْتَ. لا أُمَّ لَكَ. وَأَصْحَابُكَ تُنْكِرُونَ هَذَا؟

اے علی! اللہ زیادہ عدل کرنے والا ہے۔ مولا علی اسد اللہ الغالب اپنا درہ لے کر اس کی طرف کھڑے ہو کر اس کو مارنے لگے۔ مولائے کائنات نے فرمایا: تیری ماں نہ رہے! تیرے ساتھی اس پر اعتراض کرتے ہیں۔[3]

(ابن الکواء یہ خارجی تھا اور اس کی روایت صحیح نہیں ہوتیں لہذا یہ روایت ثابت ہی نہیں)

اسی طرح ایک اور وایت جو ربعی بن حرش سے مروی ہے فرمایا، مولا علی المرتضی نے فرمایا: میں زبیر اور طلحہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے متعلق اللہ جل وعلا نے فرمایا: ہم ان کے دلوں سے کینہ نکال دیں گے۔ وہ آپس میں بھائی بھائی ہوں گے اور تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

قبیلۂ ہمدان کا ایک آدمی کھڑا ہوا اور (امیر المؤمنین پر اعتراض کرتے ہوئے) کہا اے علی! اللہ زیادہ عدل کرنے والا ہے! حضرت ربیع بن حراش فرماتے ہیں سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنی اونچی آواز میں ندا دی کہ آپ کی آواز سے محل بھی کانپنے لگا۔

پھر مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر ہم نہیں تو اور کون لوگ ہوں گے۔[4]

---

[1] المستدرک علی الصحیحین3348. تھذیب الکمال 421/13. تخریج احادیث کشاف2۔212

[2] المستدرک علی الصحیحین5613

[3] فضائل صحابہ لاحمد بن حنبل 1295. تاریخ اسلام 528/3. تخریج احادیث کشاف2۔212. ال طبقات الکبری 168/3

[4] فضائل صحابہ لاحمد بن حنبل 1300. کتاب الفتن لنعیم بن حماد 205. المستدرک علی الصحیحین3348. الطبقات الکبری 169/3

امام حاکم نے کہا: صَحِیحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ یُخْرِجَاهُ" امام ذہبی نے اس کو برقرار رکھا۔[1]

حبیب بن زبیر فرماتے ہیں سنا میں نے عبد الرحمان بن شرید سے انھوں نے کہا سنا میں نے مولا علی سے آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، مولا علی نے اللہ جل علا کے فرمان:

{وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ} کے متعلق فرمایا:

{إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا وَعُثْمَانُ كَمَا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ} کہ میں (علی) یقین کرتا ہوں کہ میں اور عثمان اس طرح ہوں گے جس طرح اللہ کا فرمان ہے۔[2]

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ابن جرموز (قاتل حضرت زبیر) نے مولا علی کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی، مولائے کائنات نے کافی دیر دروازے پر کھڑا کرنے کے بعد اجازت دی۔ ابن جرموز نے کہا اے علی! آپ سے فلاں فلاں نے اجازت لی تو آپ نے انھیں اجازت دی اور مجھے اجازت نہیں دی؟

مولا علی نے فرمایا: تیرے منہ میں خاک! تیرے منہ میں خاک! حضرت زبیر (کے قتل کی وجہ سے) میں یقین رکھتا ہوں کہ میں (علی) زبیر اور طلحہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے متعلق اللہ کریم نے فرمایا:

{وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ}

اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ تھے سب کھینچ لیے پس بھائی بھائی بن کر تختوں پر دو بدو بیٹھے۔[3]

حضرت ابو العضن فرماتے ہیں کہ میں مسجد کوفہ میں داخل ہوا تو مولا علی منبر پر کھڑے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، مولائے کائنات نے تین مرتبہ بآواز بلند ندا دی، فرمایا: اے لوگو! مجھے خبر ملی ہے کہ تم میرے اور عثمان کے متعلق باتیں کرتے ہو، میری اور عثمان کی مثال ایسی ہے جیسا کہ اللہ کریم کا فرمان عالی شان ہے۔

{وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ}

---

[1] المستدرک علی الصحیحین 3348

[2] فضائل صحابہ لاحمد بن حنبل 758

[3] فضائل صحابہ لاحمد بن حنبل 1291۔1299

اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ تھے سب کھینچ لیے پس بھائی بھائی بن کر تختوں پر دوبدو بیٹھے۔[1]

## سُوْرَةُ النَّحْلِ

### آیت:25

ضَرَبَ اللهُ مَثَلاً عَبْداً مَمْلُوكاً لا يَقْدِرُ عَلى شَيْءٍ وَمَنْ رَزَقْناهُ مِنَّا رِزْقاً حَسَناً فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَجَهْراً هَلْ يَسْتَوُونَ الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لا يَعْلَمُونَ ﴿٧٥﴾

اللہ نے ایک مثال بیان فرمائی ہے (کہ) ایک غلام ہے (جو کسی کی) ملکیت میں ہے (خود) کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا اور (دوسرا) وہ شخص ہے جسے ہم نے اپنی طرف سے عمدہ روزی عطا فرمائی ہے سو وہ اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتا ہے، کیا وہ برابر ہو سکتے ہیں، سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، بلکہ ان میں سے اکثر (بنیادی حقیقت کو بھی) نہیں جانتے۔[2]

حضرت ابن عباس سے اللہ جل وعلا کے فرمان:

ضَرَبَ اللهُ مَثَلا عَبْدًا مَمْلُوكًا لا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ "کے متعلق مروی ہے، فرمایا:

يَعْنِي الكافر ، إنه لا يستطيع إنَّ ينفق نفقة في سبيل الله وَمَنْ رَزَقْنَاهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَجَهْرًا يَعْنِي الْمُؤْمِن وهو المثل في النفقة

یعنی اس سے مراد کافر ہے جو اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

مَنْ رَزَقْنَاهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَجَهْرًا

سے مراد مؤمن ہے اور یہ خرچ کرنے کی مثال ہے۔[3]

حضرت قتادہ سے اللہ عزاسمہ کے فرمان:

---

[1] فضائل صحابه لاحمد بن حنبل 698،729،851، تاریخ بغداد 618/16

[2] النحل75

[3] تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم 12595

" ضَرَبَ اللهُ مَثَلا عَبْدًا مَمْلُوكًا " کے متعلق روایت ہے، فرمایا:

مثل ضربه الله للكافر رزقه الله مالاً فلم يقدم فيه خيرًا ولم يعمل فيه بطاعة الله

یعنی یہ ایک مثال ہے جو اللہ کریم نے کافر کے لیے بیان فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو مال دیا لیکن اس نے خرچ نہ کیا۔ اور " وَمَنْ رَزَقْنَاهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا " سے مراد:

هُوَ الْمُؤْمِن أعطاه الله مالًا رزقًا حلالًا، فعمل فيه بطاعة الله، وأخذه بشكر ومعرفة حق الله، فأثابه الله عَلَى مَا رزقه الرزق المقيم الدائم لأهله فِي الْجَنَّة

مؤمن ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور رزق حلال عطا فرمایا اور اس نے اس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ عمل کیا اور شکر و معرفت کے ساتھ مال کو حاصل کیا پس اللہ جل وعلا نے اس کو عارضی رزق خرچ کرنے کی وجہ سے اس کے اہل و عیال کے لیے جنت کا دائمی رزق عطا فرمایا۔

پھر اللہ کریم نے آیۂ مقدسہ " هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلا " (کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟) فرمایا::

" لا والله لا يستويان " نہیں اللہ کی قسم! یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔[1]

حضرت مجاہد اللہ جل وعلا کے فرامین:

ضَرَبَ اللهُ مَثَلا عَبْدًا مَمْلُوكًا لا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ وَمَنْ رزقناه منا رزقا حسنا ورجلين أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ وَمَنْ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ " کے متعلق فرمایا:

كُلّ هَذَا مثل إله الحق، وما يدعون مِنْ دونه الباطل

یہ سب مثالیں سچے معبود کی ہیں اور جس کو یہ (کافر) پکارتے ہیں وہ سب جھوٹے ہیں۔[2]

ربیع بن انس سے مروی ہے، فرمایا:

إِنَّ مثل العالم المتفهم، كطريق بين شجر وجبل، فهو مستقيم لا يعوجه شيء، فذلك مثل الْعَبْد الْمُؤْمِن الّذِي قرأ القرآن وعمل به"

---

[1] تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم 12596

[2] تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم 12597

سمجھ دار کی مثال ایک راستے کی جو درخت اور پہاڑ کے درمیان ہے اور وہ سیدھا ہے اس کو کوئی چیز ٹیڑھا نہیں کرتی اور یہ مثال ہے مؤمن بندے کی جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا۔[1]

عَبْداً مَمْلُوكاً قال: هو أبو جهل بن هشام وَمَنْ رَزَقْنَاهُ مِنَّا رِزْقاً حَسَناً أبو بكر الصديق (رضی اللہ عنہ)

حضرت عطاء اللہ وعلا کے فرمان " عبدا مملوکا " کے متعلق فرماتے ہیں: اس سے مراد ابو جہل ہے۔

اور " ومن رزقناہ منا رزقا حسنا " سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔[2]

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

## سُوْرَةُ الْكَهْفِ

### آیت:26

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ﴿٣٠﴾

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے یقیناً ہم اس شخص کا اجر ضائع نہیں کرتے جو نیک عمل کرتا ہے۔[3]

حضرت براء بن عازب سے مروی ہے فرمایا:

حجۃ الوداع کے موقع پر ایک شخص امام الانبیاء ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا، آقا کریم ﷺ اس وقت مقام عرفات میں اپنی عصبا نامی اونٹنی پر سوار تھے، اس شخص نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میں ایک مسلمان بندہ ہوں مجھے اس آیۂ مقدسہ "إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ" کے بارے میں آگاہ فرمائیں۔

آقا کریم ﷺ نے فرمایا:

مَا أَنْتَ مِنْهُمْ بِبَعِيدٍ وَلَا هُمْ بِبَعِيدٍ مِنْكَ هُمْ هَؤُلَاءِ الْأَرْبَعَةُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ "

تو ان سے دور نہیں اور وہ تجھ سے دور نہیں۔ وہ یہ چار ہیں ابو بکر و عمر اور عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

---

[1] تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم 12599

[2] تفسیر خازن 90/3، الکشف والبیان للثعلبی 32/6

[3] الکهف 30

اس کے بعد حضور سید عالم ﷺ نے بطور تنبیہ فرمایا:

**فَأَعْلِمْ قَوْمَكَ أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيهِمْ "**

جان تو! اپنی قوم کو یہ بتا کہ یہ آیت ان کے بارے میں ہی نازل ہوئی ہے۔[1]

ابو محمد عبد الحق بن غالب المحاربی (المتوفی: 542ھ) نے فرمایا:

نزلت في أبي بكر وعمر وعثمان وعلي رضي الله عنهم، سأل أعرابي رسول الله صلّى الله عليه وسلم عن الآي فقال النبي صلّى الله عليه وسلّم للأعرابي: أعلم قومك أنها نزلت في هؤلاء الأربعة، وهم حضور

آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی المرتضٰی علیہم الرضوان کے حق میں نازل ہوئی ہے، ایک دیہاتی نے حضور سید عالم ﷺ نے آیۂ مقدسہ کے متعلق سوال کیاتو حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: اپنی قوم کو بتادو کہ یہ آیت ان چار کے حق میں نازل ہوئی ہے اور وہ یہ ہیں۔[2]

## سُورَةُ الْاَنْبِيَآءِ

### آیت:27

**إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَى أُولَئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ﴿۱۰۱﴾**

بیشک جن لوگوں کے لئے پہلے سے ہی ہماری طرف سے بھلائی مقرر ہو چکی ہے وہ اس (جہنم) سے دور رکھے جائیں گے۔[3]

ابو محمد عبد الرحمٰن بن محمد، ابن ابی حاتم الرازی (المتوفی: 327ھ) نے فرمایا:

نعمان بن بشیر سے مروی ہے فرمایا: سیدنا مولائے کائنات نے آیۂ مقدسہ

"**إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَى**" کی تلاوت کی، پھر فرمایا:

---

[1] النکت والعیون الماوردی 304/3، تفسیر العز بن عبد السلام 247/2، الجامع لاحکام القرآن 398/10

[2] المحرر الوجیز 515/3

[3] الانبیاء 101

أنا منهم وعمر منهم وعثمان منهم والزبير منهم وطلحة منهم، وسعد وعبد الرحمن منهم

میں (علی) ابو بکر و عمر، عثمان و طلحہ زبیر سعد و سعید اور عبد الرحمٰن بن عوف علیہم الرضوان انھی میں سے ہیں۔[1]

ابو القاسم محمود بن عمر والزمخشری (المتوفی: 538ھ) نے بھی ہی بات لکھی۔[2]

ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر البیضاوی (المتوفی: 685ھ) فرماتے ہیں:

أن علياً كرم الله وجهه خطب وقرأ هذه الآية ثم قال: أنا منهم وأبو بكر وعمر وعثمان"

حضرت سیدنا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبے کے دوران آیۂ مقدسہ کی تلاوت کی اور فرمایا: میں (علی) ابو بکر، عمر اور عثمان علیہم الرضون انھی میں سے ہیں۔[3]

جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی الجوزی (المتوفی: 597ھ) سے بھی یہی منقول ہے۔[4]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ آیۂ مقدسہ کی تفسیر میں فرمایا: یہ اللہ کے ولی ہیں اور وہ پل صراط سے براق کی رفتار سے گزر جائیں گے اور کوئی مصیبت انھیں نہیں پہنچے گی۔[5]

ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبیّ (المتوفی: 671ھ) نے لکھا کہ

حضرت محمد بن حاطب نے فرمایا: میں مولا علی المرتضی سے منبر پر آیۂ مقدسہ

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَى "" کی تفسیر بیان کرتے سنا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: (إِنَّ عُثْمَانَ مِنْهُمْ)

میں نے اپنے نبی ﷺ کو فرماتے سنا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عثمان ان میں سے ہے۔[6]

اسی کی مثل ابو محمد عبد الحق بن غالب المحاربی (المتوفی: 542ھ) نے بھی لکھا۔[7]

---

[1] تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم 2469/8

[2] الکشاف الزمخشری 137/3

[3] أنوار التنزيل وأسرار التأويل 61/4. زاد المسير في علم التفسير 215/3

[4] زاد المسير 215/3

[5] تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم 2469/8

[6] الجامع لاحکام القرآن 345/11

[7] المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز 102/4

## سُورَةُ الْحَجّ

### آیت:28

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَى مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾

اور ہم نے ہر امت کے لئے ایک قربانی مقرر کر دی ہے تاکہ وہ ان مویشی چوپایوں پر جو اللہ نے انہیں عنایت فرمائے ہیں (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیں، سو تمہارا معبود ایک (ہی) معبود ہے پس تم اسی کے فرمانبردار بن جاؤ، اور (اے حبیب!) عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیں۔[1]

حضرت مقاتل "فَلَهُ أَسْلِمُوا يَقُولُ" کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"أخلصوا" یعنی خالص نیت سے اللہ کی عبادت کرو۔[2]

حضرت ابن عمر اور حضرت ضحاک نے "مُخْبِتِينَ" کا ترجمہ کرتے ہوئے کہا:

**المتواضعين، وقال مجاهد: المطمئنين، وقال سفيان: الراضين بقضاء الله**

اس کا معنی ہے "تواضع کرنے والے، عاجزی کرنے والے۔ امام مجاہد نے کہا: مطمئن ہونے والے، اور سفیان نے کہا اللہ کی رضا میں راضی رہنے والے۔ امام نخعی نے کہا: اخلاص والے، کلب کا کہنا ہے: نرم دل لوگ۔

عمر بن اوس اور مجاہد نے کہا: "المخبتون الذين لا يظلمون وإذا ظلموا لم ينتصروا"

مخبتین وہ لوگ ہیں جو کسی پر ظلم نہیں کرتے اگر ان پر ظلم کیا جائے تو وہ انتقام نہیں لیتے۔[3]

حضرت بکر بن ماعز فرماتے ہیں، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب کبھی ربیع بن خُثیم کو دیکھتے تو فرماتے

بَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ، أَمَا وَاللَّهِ لَوْ رَآكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَحَبَّكَ

خوشخبری ہے تواضع کرنے والوں کے کے لیے، جزی نیست اے ربیع! اگر تمہیں رسول اللہ دیکھتے تو آپ سے محبت کا اظہار کرتے۔[4]

---

[1] الحج 34

[2] تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم 13931

[3] الجواهر الحسان في تفسير القرآن للثعالبی 123/4، تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم 13932

[4] مصنف ابن ابی شیبہ 35550

اللہ جل وعلا کے فرمان" وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ" کے متعلق مفسرین نے لکھا ہے کہ :
آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت مولا مرتضی رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے متعلق نازل ہوئی ہے۔[1]

ابو محمد عبد الحق بن غالب المحاربی (المتوفی: 542ھ) نے فرمایا:

أن هذه الآية، قوله وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ نزلت في أبي بكر وعمر وعثمان وعلي

آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت مولا مرتضی رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے حق میں نازل ہوئی ہے۔[2]

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

## آیت:29

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ﴿٣٩﴾

ان لوگوں کو (اب اپنے دفاع کے لیے جنگ کی) اجازت دے دی گئی ہے جن پر (ناحق) جنگ مسلط کردی گئی ہے۔[3]

ابو جعفر النَّحَّاس احمد بن محمد بن اسماعیل (المتوفی: 338ھ) فرماتے ہیں:

قوله أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ، ويكون الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ لأربعة من أصحاب رسول الله صلّى الله عليه وسلّم، ولم يمكّن في الأرض غيرهم من الذين قيل فيهم: أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ وهم أبو بكر وعمر وعثمان وعلي رضي الله عنهم

آیۂ مقدسہ میں جہاد کرنے والوں کو اجازت دی گئی ہے اور وہ لوگ جو " أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ " سے مراد ہیں وہ حضور سید عالم ﷺ کے چار ساتھی ہیں۔ ان کے علاوہ زمین پر کسی کو قابو نہ دیا گیا جن کے

---

[1] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 59/12،
[2] المحرر الوجیز 122/4
[3] الحج 39

بارے یوں فرمایا ہو۔ آیۂ مقدسہ میں جن لوگوں کو جہاد کی اجازت دی گئی ہے وہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت مولا مرتضی رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ہیں۔[1]

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

## آیت: 30

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٤٠﴾

اور جو شخص اللہ (کے دین) کی مدد کرتا ہے یقیناً اللہ اس کی مدد فرماتا ہے۔ بے شک اللہ ضرور (بڑی) قوت والا (سب پر) غالب ہے۔[2]

ابو محمد مکی بن ابی طالب القرطبیّ، المالکی (المتوفی: 437ھ) نے فرمایا:

اس سے مراد حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین ہیں۔[3]

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

## آیت: 31

الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴿٤١﴾

(یہ اہلِ حق) وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دے دیں (تو) وہ نماز (کا نظام) قائم کریں اور زکات کی ادائیگی (کا انتظام) کریں اور (پورے معاشرے میں نیکی اور) بھلائی کا حکم کریں اور (لوگوں کو) برائی سے روک دیں، اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔[4]

احمد بن علی ابو بکر الرازی الجصاص الحنفی (المتوفی: 370ھ) فرماتے ہیں:

وَهُوَ صِفَةُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الَّذِينَ مَكَّنَهُمُ اللّٰهُ فِي الْأَرْضِ وَهُمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

اور یہ خلفائے راشدین کے اوصاف ہیں، وہ لوگ جن کو اللہ نے زمین پر اقتدار دیا، وہ حضرت ابو بکر،

---

[1] اعراب القرآن للنحاس 72/3
[2] الحج 40
[3] مشکل اعراب القرآن 494/2
[4] الحج 41

حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت مولا مرتضی رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ہیں۔[1]

ابو محمد مکی بن ابی طالب القرطبی المالکی (المتوفی: 437ھ) نے فرمایا:

إن هذه الآية مخصوصة في أربعة من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، وهم الذين أذن لهم بقتال المشركين في الآية الأولى، وهم: أبو بكر، وعمر، وعثمان، وعلي رضي الله عنهم

یقینا آیۂ مقدسہ حضور سید عالم ﷺ کے اصحابِ اربعہ کے لیے خاص ہے، یہ وہی حضرات ہیں جن کو مشرکین سے پہلی آیت میں جہاد کا حکم دیا گیا اور وہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت مولا مرتضیٰ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ہیں۔[2]

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ آیۂ مقدسہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وصف للذين اخرجوا وهو ثناء قبل بلاء وهو برهان على صحة امر الخلفاء الراشدين إذ لم يحصل المكنة في الأرض لغيرهم من المهاجرين واما معاوية فلم يكن من الذين اخرجوا

آیۂ مقدسہ میں جن اوصاف کا ذکر ہے وہ فقط خلفائے راشدین میں موجود تھے، گو یہ دلیل ہے خلفاء راشدین کی خلافتِ راشدہ کی، دوسرے مہاجرین کو کامل اقتدار عطا ہی نہیں کیا گیا اس لیے سب مہاجرین آیت کا مصداق نہ تھے اور حضرت معاویہ مہاجر ہی نہ تھا۔[3]

## سُوْرَةُ النُّوْرِ

### آیت:32

وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٢٢﴾

---

[1] احکام القرآن للجصاص 320/3

[2] الهداية إلى بلوغ النهاية 4903/7

[3] تفسیر مظهری 331/6

اور تم میں سے (دینی) بزرگی والے اور (دنیوی) کشائش والے (اب) اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ وہ (اس بہتان کے جرم میں شریک) رشتہ داروں اور محتاجوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو (مالی امداد نہ) دیں گے انہیں چاہئے کہ (ان کا قصور) معاف کر دیں اور (ان کی غلطی سے) در گزر کریں، کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے، اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔[1]

ابوالحسن علی بن محمد البغدادی، الماوردی (المتوفی: 450ھ) نے فرمایا:

{أَن يُؤْتُوا أُوْلِي الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللهِ}

هذه الآية نزلت في أبي بكر الصديق رضي الله عنه

آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق میں نازل ہوئی ہے۔[2]

ابوالحسن علاء الدین علی بن محمد المعروف بالخازن (المتوفی: 741ھ) فرماتے ہیں:

وفي الآية أدلة على فضل أبي بكر الصديق

یہ آیت سیدنا ابو بکر صدیق کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔[3]

حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

أَنْزَلَ اللهُ: {وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ} يَعْنِي: أَبَا بَكْرٍ

اللہ کریم نے آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر کے حق میں نازل فرمائی ہے۔[4]

یہی حضرت مقاتل بن حیان سے مروی ہے۔[5]

حضرت سعید بن جبیر اللہ جل وعلا کے فرمان {وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ} کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

---

[1] النور 22

[2] النکت والعیون للماوردی 84/4

[3] تفسیر خازن 289/3

[4] تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم 14272

[5] تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم 14273

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، فِي قَوْلِ اللهِ: {وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ} يَعْنِي: وَلَا يَحْلِفُ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ، يَعْنِي: فِي الْغِنَى، يَعْنِي: أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ"

یعنی نہیں قسم اٹھاتے تم میں سے بزرگی والے یعنی غنامیں یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور {وَالسَّعَةَ} کی تفسیر میں فرمایا:يَعْنِي: فِي الرِّزْقِ، يَعْنِي: أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ

اور گنجایش والے یعنی رزق میں یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔[1]

آپ ہی سے مروی ہے فرمایا:

فَلَمَّا حَلَفَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ لَا يَصِلَهُ، نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ {وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ} أَيْ: وَلَا يَحْلِفُ

حضرت ابو بکر نے قسم کھائی کہ مسطح بن اثاثہ سے کبھی حسن سلوک نہیں کروں گا، توآیۂ مقدسہ نازل ہوئی اے فضیلت والے قسم نہ اٹھائیں۔[2]

مسطح بن اثاثہ مہاجرین اول میں سے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے خالہ کے بیٹے تھے۔

## آیت:33

وَعَدَ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئاً وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴿۵۵﴾

اللہ نے ایسے لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے (جس کا ایفا اور تعمیل امت پر لازم ہے) جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ ضرور انہی کو زمین میں خلافت (یعنی امانتِ اقتدار کا حق) عطا فرمائے گا جیسا کہ اس نے ان لوگوں کو (حقِ) حکومت بخشا تھا جو ان سے پہلے تھے اور ان کے لئے ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے (غلبہ و اقتدار کے ذریعہ) مضبوط و مستحکم فرما دے گا اور وہ ضرور (اس تمکّن

[1] تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم 14274

[2] تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم 14270

کے باعث) ان کے پچھلے خوف کو (جو ان کی سیاسی، معاشی اور سماجی کمزوری کی وجہ سے تھا) ان کے لئے امن و حفاظت کی حالت سے بدل دے گا، وہ (بے خوف ہو کر) میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے (یعنی صرف میرے حکم اور نظام کے تابع رہیں گے)، اور جس نے اس کے بعد ناشکری (یعنی میرے احکام سے انحراف و انکار) کو اختیار کیا تو وہی لوگ فاسق (و نافرمان) ہوں گے۔[1]

تم سے پہلے بنی اسرائیل کو جیسے اللہ نے خلافت عطا کی۔ مصر اور شام میں بڑے بڑے بادشاہوں پر ان کو فتح عنایت کی اور ان کے ملک و مال کا بنی اسرائیل کو وارث بنایا اور موسیٰ سے اللہ نے توریت میں ملک شام کی فتح کا وعدہ کیا تھا وہ پورا کیا۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں وہ وعدہ پورا نہیں کیا گیا۔

(بل کہ چالیس سال تک بنی اسرائیل نافرمانی کی وجہ سے معیوب رہے) اللہ جل وعلا نے فرمایا:

قَالَ فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿٢٦﴾

(ربّ نے) فرمایا: پس یہ (سرزمین) ان (نافرمان) لوگوں پر چالیس سال تک حرام کر دی گئی ہے، یہ لوگ زمین میں (پریشان حال) سرگرداں پھرتے رہیں گے، سو (اے موسٰی! اب) اس نافرمان قوم (کے عبرت ناک حال) پر افسوس نہ کرنا۔[2]

بل کہ حضرت یوشع بن نون کے ہاتھوں اس فتح کی تکمیل ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وصیت کے موافق حضرت یوشع نے ہی بنی اسرائیل کو ملک تقسیم کیا۔ اسی طرح اللہ نے رسول اللہ ﷺ سے بھی وعدہ فرمایا کہ دین اسلام کو ہر مذہب پر غلبہ عنایت فرمائے گا اور ملک شام کی حکومت عطا فرمائے گا۔

الٓمٓ ﴿١﴾ غُلِبَتِ الرُّومُ ﴿٢﴾ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ ﴿٣﴾ فِي بِضْعِ سِنِينَ

الف، لام، میم (حقیقی معنی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں)، اہلِ روم (فارس سے) مغلوب ہوگئے۔ نزدیک کے ملک میں، اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہو جائیں

---

[1] النور 55

[2] المائدہ 26

گے۔ چند ہی سال میں (یعنی دس سال سے کم عرصہ میں۔)

یہ فتح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ میں تو حاصل نہیں ہوئی (جیسے حضرت موسیٰ کی زندگی میں بنی اسرائیل کو شام کی فتح حاصل نہیں ہوئی تھی۔ لیکن حضور سید عالم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ نے بنی حنیفہ (یعنی مسیلمہ کذاب) کے لشکر سے اور عرب مرتدوں سے جہاد کیا۔ اور غلبۂ روم سے نو سال بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں اللہ نے فتح شام مرحمت فرمائی۔ حدیبیہ کے سال ٦ ہجری میں رومی غالب آئے تھے اس کے نو سال بعد مسلمانوں نے ملک شام ان سے چھین لیا اور اللہ کا وعدہ پورا ہوا۔

حضرت عمر نے صحابہ کرام سے عراق پر لشکر کشی کرنے کا مشورہ کیا، تو حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس آیت کو ثبوت میں پیش کرتے ہوئے جہاد کا مشورہ دیا۔

حضرت علی کا یہ مشورہ اہل سنت کی متعدد کتابوں میں منقول ہے اور شیعہ کتب میں سے نہج البلاغۃ میں بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا اسی آیت سے یہ استنباط مذکور ہے۔ بروایت نہج البلاغہ:

حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا:

اس کام (دین) کی کامیابی یا ناکامی تعداد کی قلّت و کثرت پر موقوف نہیں ہے یہ تو اللہ کا دین ہے جس کو اس نے غالب بنایا ہے اور (یہ) اللہ کا لشکر ہے جس کو اس نے غلبہ عنایت کیا ہے اور مدد فرمائی ہے یہاں تک کہ جہاں سے نکلا نکلا اور جہاں پہنچا پہنچا، اللہ نے خود فرمادیا:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ

پس اللہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا اور اپنے لشکر کو ضرور فتح یاب بنائے گا۔

ابو العالیہ نے کہا: اللہ نے اپنے نبی کو جزیرۃ العرب پر اقتدار عطا فرمادیا، سب عربوں نے ہتھیار رکھ دیے اور مسلمان ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات تک مسلمان اسی چین سے رہے پھر حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ

عنہما کی خلافت کے دور میں بھی امن و چین کی یہی حالت قائم رہی اور حضرت عثمان کا دور خلافت بھی اسی طرح گزر گیا آخر جس (خانہ جنگی کی مصیبت) میں پھنسنا تھا پھنس گئے اور اللہ کی نعمت کے شکر گزار نہ بنے۔

ابوالعالیہ کا بیان ہے کہ نزول وحی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکے میں صحابہ کے ساتھ رہے صحابہ کو حکم تھا کہ کافروں کی طرف سے پہنچنے والی ایذاؤں پر صبر رکھیں، پھر مدینے کو ہجرت کر جانے کا حکم ہو گیا اور لڑنے کا بھی حکم مل گیا، لیکن ہر طرف سے خوف کی یہ حالت تھی کہ کوئی ہتھیار اپنے بدن سے الگ نہ کرتا تھا آخر ایک شخص نے کہا کیا ہمارے لیے کوئی دن بھی ایسا نہ آئے گا کہ ہم امن سے رہیں اور ہتھار کھول دیں۔اس پر آیۂ مقدسہ نازل ہوئی ہے۔

ابن ابی حاتم کا بیان ہے کہ حضرت براء نے فرمایا یہ آیت ہمارے متعلق نازل ہوئی تھی ہم سخت خوف کی حالت میں تھے پھر اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور خوف کی بجائے امن عطا کیا اور زمین پر ان کو پھیلا دیا (یعنی ملکی فتوحات عطا فرما دیں۔)

اس آیت میں آیندہ واقعے کے متعلق پیشن گوئی ہے (جو صحیح ثابت ہوئی) اس لیے یہ صداقت نبوت کی دلیل ہے اور خلفائے راشدین کی خلافت کی حجت پر بھی یہ آیت دلالت کر رہی ہے اگر خلفائے راشدین کی خلافت مراد نہ ہو تو وعدہ الٰہی میں کذب لازم آئے گا۔ کیوں کہ سوائے خلافتِ راشدہ کے زمانے کے موعود (فتوحات ملکیہ) اور موعود لہم (مؤمنین صالحین) یکجا جمع نہ ہوئے۔اس سے اہلِ سنت کے مسلک کی صداقت واضح ہوتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دین اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے اور رافضیوں کا یہ قول غلط ہو جاتا ہے کہ ائمہ آج تک خوف کی حالت میں رہے ہیں یہاں تک کہ دشمنوں کے خوف سے امام مہدی بھی پوشیدہ ہیں۔

لفظ "مِنْکُمْ" (میں خطاب صحابہ کو ہے اس لیے اس لفظ) سے بھی غلط ثابت ہوتا ہے کہ امام مہدی کے ظہور کے بعد اللہ اپنا وعدہ پورا کرے گا (ابھی تک اس نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا) دین کا ظہور کب اور کیسے ہو گا جب کہ کچھ اوپر گیارہ سو برس تک نہیں ہوا۔ ایسا خیال کرنا کتنی بڑی حماقت ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہ کا بیان ہے، فرمایا:

میں نے خود سنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الْخِلَافَةُ بَعْدِي ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا

میرے بعد خلافت تیس سال ہے پھر ملوکیت ہو جائے گی۔

حضرت سفینہ نے کہا تقریبا دو سال حضرت ابو بکر صدیق خلافت کو نبھاتے رہے، پھر حضرت عمر فاروق کی خلافت تقریبا دس سال رہی، پھر حضرت عثمان غنی کی خلافت تقریبا بارہ سال رہی پھر حضرت علی شیر خدا تقریبا چھ سال خلیفہ رہے۔[1] (اور تقریباً چھ ماہ سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم خلیفہ رہے۔)

حضرت عدی بن حاتم نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا: کہ ایک شخص حضور سید عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے فاقے کی شکایت کی اور دوسرے آدمی نے آکر راستہ لوٹ جانے کا شکوہ کیا۔ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا:

---

[1] أخبرنا أبو يعلى، حدثنا علي بن الجعد الجوهري، حدثنا حماد بن سلمة، عن سعيد بن جمهان، عَنْ سَفِينَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم يَقُولُ": الْخِلَافَةُ بَعْدِي ثَلَاثُونَ سَنَةً، ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا

قَالَ: أَمسِكْ خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَنَتَيْنِ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَشْرًا وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سِتًّا (موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان 96/5)

خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلَاثُونَ سَنَةً، ثُمَّ يُؤْتِي اللَّهُ الْمُلْكَ أَوْ مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ (سنن ابی داؤد 4646، 4647، المعجم الكبير 6444)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلَاثُونَ سَنَةً (المستدرک علی الصحیحین 4697)

الخِلَافَةُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ سَنَةً، ثُمَّ مُلْكٌ بَعْدَ ذَلِكَ (مسند احمد 21928، جامع ترمذی 2226، سنن الکبری للنسائی 8099)

الْخِلَافَةُ بَيْنَ أُمَّتِي ثَلَاثُونَ سَنَةً، ثُمَّ مُلْكٌ بَعْدَ ذَلِكَ (المعجم الكبير 6442)

الْخِلَافَةُ ثَلَاثُونَ سَنَةً، ثُمَّ يَكُونُ بَعْدَ ذَلِكَ مُلْكٌ (السنة لابن ابی عاصم 1181، 1185)

الْخِلَافَةُ ثَلَاثُونَ سَنَةً، ثُمَّ يَكُونُ مُلْكًا/ الْخِلَافَةُ بَعْدِي فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ مُلْكٌ (المعجم الكبير 13، 136، 6443)

الْخِلَافَةُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ سَنَةً، ثُمَّ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ مُلْكٌ (صريح السنة، ص24)

الْخِلَافَة من بعدِي ثَلَاثُونَ سنة ثمَّ يصير ملكا عَضُوضًا (التحبير شرح التحرير في أصول الفقه4/ 1590)

الْخِلَافَةُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا// الْخِلَافَةُ بَيْنَ أُمَّتِي ثَلَاثُونَ سَنَةً مُلْكٌ بَعْدَ ذَلِكَ

الْخِلَافَةُ بَعْدِي فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ مُلْكٌ// الْخِلَافَةُ ثَلَاثُونَ عَامًا ثُمَّ يَكُونُ الْمُلْكُ

خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ يُؤْتِي اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ أَوْ قَالَ مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ (فضائل خلفاء الراشدين لابی نعيم 218)

الخلافة ثلاثون سنة، ثم تعود ملكًا (العواصم من القواصم، ص 324)

الْخلَافَة ثَلَاثُونَ سنة وسائرهم مُلُوك (موارد الظمآن، ص369)

یَا عَدِیُّ هَلْ رَأَیْتَ الْحِیرَةَ"قُلْتُ: لَمْ أَرَهَا وَقَدْ أُنْبِئْتُ عَنْهَا

اے عدی! کیا تم نے حیرہ دیکھا ہے، میں نے عرض کیا میں نے خود نہیں دیکھا البتہ اس کے متعلق سنا ضرور ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہاری عمر (کچھ) لمبی ہوئی تو دیکھ لو گے کہ (تنہا) عورت حیرہ سے سفر کرتی ہوئی آئے گی اور کعبے کا طواف کرے گی اور اس کو سوائے خدا کے کسی سے خوف نہ ہوگا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اس وقت بنی طے کے غارت گر کہاں ہوں گے جنہوں نے ملک میں آگ لگا دی ہے۔

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا:

وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوزُ كِسْرَى". قُلْتُ: كِسْرَى بْنُ هُرْمُزَ؟

اگر تیری عمر دراز ہوئی تو کسری کے خزانے تم فتح کرلو گے، میں نے کہا کیا کسری بن ہرمز کے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جی کسری بن ہرمز کے۔

پھر فرمایا اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو دیکھ لو گے کہ آدمی مُٹھی بھر چاندی یا سونا قبول کرنے والے کی تلاش میں لیے پھرے گا اور کوئی لینے والا نہ ملے گا۔ جس روز آدمی اپنے رب کے سامنے جائے گا اور بندے کے اور اس کے رب کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ بندے سے براہ راست خطاب کرے گا اور فرمائے گا: کیا اپنے احکام پہنچانے کے لیے میں نے تیرے پاس اپنا رسول نہیں بھیجا تھا؟ بندہ کہے گا کیوں نہیں (یقیناً بھیجا تھا) اللہ جل وعلا فرمائے گا کیا میں نے تجھے مال نہیں دیا اور تجھ پر اپنی مہربانی نہیں کی تھی؟ بندہ عرض کرے گا کیوں نہیں (یہ سب کچھ ہوا تھا) اس وقت آدمی اپنی دائیں جانب دیکھے گا تو جہنم کے سوا اس کو کچھ نہیں دکھائی دے گا اور بائیں طرف دیکھے گا تب بھی جہنم ہی دکھائی دے گا۔ الغرض جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ, فَمَنْ لَمْ يَجِدْ شِقَّ تَمْرَةٍ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ

دوزخ سے بچو، خواہ چُھوارے کا ایک ٹکڑا ہی خیرات کر کے (یعنی چھوارے کا ایک ٹکڑا غریب کو دینا

دوزخ سے بچنے کا سبب بن جائے گا) اگر چھوارے کا ایک ٹکڑا بھی میسر نہ ہو تو (سائل سے) میٹھی بات کہہ کر ہی (دوزخ سے اپنی حفاظت کرو)

حضرت عدی نے اپنے شاگرد سے فرمایا میں نے تو یہ دیکھ لیا کہ ایک عورت حیرہ سے کعبہ کا طواف کرنے کے لیے چلی یہاں تک کہ طواف کر لیتی ہے اور (راستے میں اس کو کسی لٹیرے بد معاش کا خوف نہیں ہوتا) اللہ کے سوا اس کو کسی کا خوف نہیں ہوتا اور کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کرنے میں تو میں خود شریک تھا۔ آیندہ اگر تمہاری عمر لمبی ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کو بھی صحیح پالو گے کہ مُٹھی بھر (سونا چاندی) آدمی لے کر قبول کرنے والے کی تلاش میں نکلے گا اور قبول کرنے والا اس کو نہیں ملے گا۔[1]

**وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ** "اور اس کے بعد جو لوگ کفر کریں گے۔

یعنی مؤمنوں کے صاحب اقتدار اور خلیفۂ ارض ہونے اور اللہ کے پسندیدہ دین کے استحکام و تائید کے بعد لوگ مرتد ہو جائیں گے یا اللہ کی نعمت کی ناشکریں کریں گے۔

**فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ** "سو یہی لوگ ایمان یا دائرۂ اطاعت سے خارج ہوں گے۔

## اللہ کی نعمت کی ناشکرنی کرنے والے

محی السنۃ ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی الشافعی (المتوفی: 510ھ) لکھتے ہیں: اہل تفسیر نے کہا:

**أَوَّلُ مَنْ كَفَرَ بِهٰذِهِ النِّعْمَةِ وَجَحَدَ حَقَّهَا الَّذِينَ قَتَلُوا عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ**

سب سے پہلے خداداد نعمت کی ناشکری کرنے والے وہ لوگ تھے جنھوں نے حضرت عثمان کو شہید کیا۔[2]

جب حضرت عثمان کو انھوں نے شہید کر دیا تو اللہ نے وہ نعمت بھی چھین لی جو ان کو عطا فرمائی تھی۔ چناں چہ خوف ان پر طاری ہو گیا اور دینی بھائی بھائی ہونے کے باوجود آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔

❖ بقیۂ وقت قاضی ثناء اللہ پانی پتی (المتوفی 1225ھ) فرماتے ہیں:

---

[1] صحيح البخاري 3595. التوحيد لابن خزيمه 365/1. المعجم الكبير 223. المستدرك على الصحيحين 8582

[2] معالم التنزيل للبغوي 427/3

میں کہتا ہوں اللہ نے جو مسلمانوں کو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا اور خلافت عطا فرمائی، رافضیوں اور خارجیوں کے مختلف گروہوں نے اس کی ناشکری کی۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آیت " وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ " میں یزید بن معاویہ کی طرف اشارہ ہو۔

یزید نے رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کیا یہ ساتھی خاندان نبوت کے ارکان تھے۔ عترت رسول کی بے عزتی کی اور اس پر فخر کیا اور کہنے لگا آج بدر کے دن کا انتقام ہو گیا۔

اسی نے مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لشکر کشی کی اور حرہ کے واقعہ میں مدینہ کو غارت کیا اور وہ مسجد جس کی بنا تقوا پر قائم کی گئی تھی اور جس کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ کہا گیا ہے اس کی بے حرمتی کی۔

اسی نے بیت اللہ پر سنگ باری کے لیے مَنْ جَنِیقیں نصب کروائیں۔

اسی نے خلیفۂ اول بلا فصل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے حضرت عبد اللہ بن زبیر کو شہید کرایا اور ایسی ایسی نازیبا حرکتیں کیں کہ بالآخر اللہ کے دین کا منکر ہو گیا اور اللہ کی حرام کی ہوئی شراب کو حلال قرار دے دیا۔[1]

ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبیّ (المتوفی: 671ھ) نے فرمایا:

نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

مزید آپ نے حضرت ضحاک کا قول نقل کیا اور کہا:

هذه تَتَضَمَّنُ خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ لِأَنَّهُمْ أَهْلُ الْإِيمَانِ وَعَمِلُوا الصَّالِحَات

ضحاک نے کہا آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت مولا علی المرتضیٰ رضوان

---

[1] ماخوذ الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، تفسیر مظہری تحت الآیۃ 6/553۔551

اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خلافت کو شامل ہے۔ کیوں کہ وہ اہل ایمان ہیں اور انھوں نے نیک کام کیے۔[1]

یہی بات ابو محمد عبد الحق بن غالب بن عبد الرحمٰن الاندلسی (المتوفی: 542ھ) کی کتاب المحرر الوجیز میں بھی موجود ہے۔

**خلافتِ راشدہ کی امامت:**

ابو اللیث نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم السمرقندی (المتوفی: 373ھ) نے کہا:

ويقال: نزلت في أبي بكر وعمر وعثمان وعليّ رضي الله عنهم لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ يعني

اور کہا گیا ہے کہ آیۂ مقدسہ حضرات خلفائے راشدین کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ ضرور انھیں زمین میں خلافت عطافرمائے گا یعنی یہ حضرات حضور ﷺ کے بعد یکے بعد دیگر خلفا ہوں گے۔[2]

ابو الحسن علی بن محمد بن محمد البغدادی الماوردی (المتوفی: 450ھ) نے حضرت مجاہد اور ضحاک کا قول نقل کیا:

هذه الآية في الخلفاء الأربعة: أبو بكر, وعمر, وعثمان, وعلي رضي الله عنهم وهم الأئمة المهديون

یہ آیت خلفائے اربعہ یعنی حضرت ابو بکر و عمر اور حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہم کے حق میں نازل ہوئی ہے جو ائمہ مہدیین ہیں۔[3]

ابو المظفر منصور بن محمد بن عبد الجبار السمعانی (المتوفی: 489ھ) نے کہا:

وَاسْتدلَّ أهل الْعلم بِهَذِهِ الْآيَة على صِحَة خلَافَة الْخُلَفَاء الرَّاشِدين وهم: أَبُو بكر، وَعمر، وَعُثْمَان، وَعلي رَضِي الله عَنْهُم

آیۂ مقدسہ سے اہلِ رائے نے خلفائے راشدین کی خلافت کی صحت کا استدال کیا ہے۔[4]

محی السنۃ ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی الشافعی (المتوفی: 510ھ) لکھتے ہیں:

وَفِي الْآيَةِ دَلَالَةٌ عَلَى خِلَافَةِ الصِّدِيقِ وَإِمَامَةِ الْخُلَفَاءِ الراشدين

---

[1] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 297/12، المحرر الوجیز 193/4

[2] بحر العلوم 521/2

[3] النکت والعیون 119/4

[4] تفسیر سمعانی 544/3

آیۂ مقدسہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت اور خلفائے راشدین کی امامت کی دلیل ہے۔[1]

اِبو عبد اللہ محمد بن عمر بن الرازی (المتوفی: 606ھ) لکھتے ہیں:

دَلَّتِ الْآيَةُ عَلَى إِمَامَةِ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ وَذَلِكَ لِأَنَّهُ تَعَالَى وَعَدَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الْحَاضِرِينَ فِي زَمَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الْمُرَادُ بِقَوْلِهِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

دلالت کی آیۂ مقدسہ ائمہ اربعہ کی امامت (خلافت) پر اور اس لیے کہ اللہ جل وعلا نے حضور رحمتِ عالم ﷺ کے زمانے میں حاضرین سے وعدہ فرما تھا اور یہی مراد ہے اللہ جل وعلا کے اس فرمان کی۔

ضرور خلافت عطا کرے گا تمہیں زمیں میں جس طرح تم سے پہلے لوگوں کو خلافت دی۔

اس سے اگلے صفحہ پر لکھتے ہیں:

فَثَبَتَ بِهَذَا صِحَّةُ إِمَامَةِ الْأَئِمَّةِ/ الْأَرْبَعَةِ وَبَطَلَ قَوْلُ الرَّافِضَةِ الطَّاعِنِينَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلَى بُطْلَانِ قَوْلِ الْخَوَارِجِ الطَّاعِنِينَ عَلَى عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ

اس آیت سے ائمہ اربعہ کی امام کا صحیح ہونا ثابت ہوا اور باطل ہوا رافضیوں کا قول جو حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر طعن کرتے ہیں اور خارجیوں کا قول باطل ہوا جو حضرت عثمان و مولا علی پر زبان طعن دراز کرتے ہیں۔[2]

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

## سُورَةُ لُقْمَان

### آیت:34

وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَى أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾

---

[1] معالم التنزیل للبغوی 426/3

[2] مفاتیح الغیب الرازی 213/24، 414

اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کی کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک ٹھہرائے جس (کی حقیقت) کا تجھے کچھ علم نہیں ہے تو ان کی اطاعت نہ کرنا، اور دنیا (کے کاموں) میں ان کا اچھے طریقے سے ساتھ دینا، اور (عقیدہ و امورِ آخرت میں) اس شخص کی پیروی کرنا جس نے میری طرف توبہ و طاعت کا سلوک اختیار کیا۔ پھر میری ہی طرف تمہیں پلٹ کر آنا ہے تو میں تمہیں ان کاموں سے باخبر کر دوں گا جو تم کرتے رہے تھے۔[1]

آیۂ مقدسہ کے نزول کے متعلق مفسرین کے دو قول ملتے ہیں۔

**قول اول:** آیۂ مقدسہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ کے متعلق نال ہوئی ہے۔

حضرت ابو اسحاق سے مروی ہے فرمایا میں نے حضرت ابوہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آیۂ مقدسہ {وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا} کے متعلق سنا، آپ نے فرمایا: حضرت سعد بن ابی وقاص کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔[2]

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ میں اپنی والدہ کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا تھا اور جب میں نے اسلام قبول کر لیا تو میری ماں نے کہا: اے سعد! یہ تو نے کیا نیا دین اختیار کر لیا ہے تجھے یہ دین چھوڑنا ہوگا یا میں نہ کھاؤں گی اور نہ ہی کچھ پیوں گی، اگرچہ میں مر جاؤں اور یوں میری وجہ سے تمہیں عار دلائی جائے گی اور تجھے یوں خطاب کیا جائے گا: اے اپنی ماں کے قاتل!

یہ سن کر میں نے کہا: اے میری ماں! ایسا نہ کر، میں کسی بھی وجہ سے یہ دین نہیں چھوڑنے والا۔ ایک دن اس نے کھانا پینا ترک کر دیا دوسرے دن ہی اس کی حالت زار تھی اور آئے دن اس کی تکلیف بڑھ رہی تھی۔ جب میں نے یہ دیکھا تو کہا: اے ماں! اللہ تعالیٰ کی قسم! تو جانتی ہے کہ اگر تیری سو جانیں ہوں اور ایک ایک کر کے تیری سب جانیں نکل جائیں، تب بھی میں تیرے لیے اپنا دین

---

[1] اللقمان 15

[2] جامع البیان للطبری 553/18، تفسیر سمعانی 231/4

نہیں چھوڑوں گا۔اب اگر تو چاہے تو کھا ورنہ مت کھا،جب ماں نے یہ دیکھاتواس نے کھانا کھالیا۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔[1]

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ، أَيْ دِينَ مَنْ أَقْبَلَ إِلَى طَاعَتِي وَهُوَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ

یعنی ایسا دین جو اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں ہو، اور وہ حضور سید عالم ﷺ اور اصحابِ رسول ﷺ کی اطاعت کرنا ہے۔

تفسیر ثعلبی میں ہے:وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ واسلك طريق محمّد وأصحابه.

یعنی تو حضور سید عالم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کے طریق کا سوال کر۔[2]

**قول ثانی:** آیۂ مقدسہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے نازل ہوئی ہے۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے، فرمایا: اس سے مراد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں،جب آپ نے اسلام قبول کیا تو حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعید بن ابی وقاص اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بھی حضرت ابو بکر کے پاس آکر کہنے لگے، کیا تم نے اسلام قبول کر لیاہے اور محمد ﷺ صادق ہیں؟

حضرت ابو بکر نے کہا: جی ہاں! یہ صادق ہیں تم بھی ان پر ایمان لاؤ۔ پھر وہ حضور سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور حضرت ابو بکر کی تبلیغ پر انھوں نے اسلام قبول کیا اور تصدیق کی۔ پس اللہ کریم نے آیۂ مقدس نازل فرمائی۔ {وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ} يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ "

اس سے مراد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ہے۔[3]

---

[1] النکت والعیون للماوردی 337/4، تاریخ دمشق 331/20

[2] الکشف والبیان للثعلبی 313/7

[3] التفسیر الوسیط للواحدی 443/3، تفسیر سمعانی 231/4، اسباب النزول، ص346

## سُوْرَةُ الْفَاطِر

### آیت:35

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ﴿٢٨﴾

اور انسانوں اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی اسی طرح مختلف رنگ ہیں، بس اللہ کے بندوں میں سے اس سے وہی ڈرتے ہیں جو (ان حقائق کا بصیرت کے ساتھ) علم رکھنے والے ہیں، یقیناً اللہ غالب ہے بڑا بخشنے والا ہے۔[1]

یعنی جس طرح پھلوں اور پہاڑوں کے مختلف رنگ ہیں اسی طرح آدمیوں، جانوروں اور چوپایوں کے بھی مختلف رنگ ہیں کہ ان میں سے کسی کا رنگ سرخ اور کسی کا سفید اور کسی کا سیاہ اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے صانع (بنانے والا) اور مختار ہونے کی دلیل ہیں۔[2]

### عالمِ حقیقی کون:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے، فرمایا:

لَيْسَ الْعِلْمُ رِوَايَةَ الْحَدِيثِ وَلَكِنَّ الْعِلْمَ الْخَشْيَةُ.

محض حدیث کا روایت کرنا علم نہیں لیکن علم تو خشیت الٰہی ہے۔

یوں ہی حضرت انس بن مالک سے بھی بد قدرِ زائد الفاظ مروی ہیں، فرمایا:

إِنَّ الْعِلْمَ لَيْسَ بِكَثْرَةِ الرِّوَايَةِ إِنَّمَا الْعِلْمُ نُورٌ يَقْذِفُهُ اللهُ فِي الْقَلْبِ

یقیناً علم کثرتِ روایت کا نام نہیں جزی نیست علم تو نور ہے۔ اللہ جل وعلا (اس کو) دل میں رکھتا ہے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں" من خشي الله فهو عالم "جو اللہ سے ڈرے وہ عالم ہے۔[3]

---

[1] الفاطر 28

[2] جامع البيان للطبری462/20، الكشف والبيان105/8، النكت والعيون للماوردی 471/4، الجامع لاحكام القرآن للقرطبی41/41

[3] تفسير القرآن العظيم لابن أبي حاتم 3180/10، التفسير الوسيط للواحدی504/3

تفسیر ابن ابی حاتم کی عبارت ہے: عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَيْسَ الْعِلْمُ مِنْ كَثْرَةِ الْحَدِيثِ، وَلَكِنَّ الْعِلْمَ مِنَ الْخَشْيَةِ

حضرت ابن مسعود سے مروی ہے، فرمایا:

**کَفَی بِخَشْیَةِ اللهِ عِلْمًا , وَکَفَی بِالِاغْتِرَارِ بِهِ جَهْلًا**

اللہ تعالیٰ کی خشیت کے لیے علم کافی ہے، اور دھوکا کھانے کے لیے جہالت کافی ہے۔[1]

**قَالَ یَحْیَی: أَنَّهُ مَنْ خَشِيَ اللهَ فَهُوَ عَالِمٌ.**

یحیٰ فرماتے ہیں عالم تو وہ ہے جو خوف، خدا رکھتا ہو۔[2]

حضرت مجاہد اور شعبی نے فرمایا

**العالم من خاف الله تعالی**" عالم تو وہ ہے جو اللہ سے ڈرے۔[3]

**قال الربیع بن أنس: من لم یخش الله فلیس بعالم**

ربیع بن انس نے کہا: جو اللہ سے نہیں ڈرتا وہ عالم نہیں۔[4]

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ نے فرمایا: اللہ کی عظمت و جلالت اور صفات کمالی کو جاننا مستلزم ہے، خشیت ہے۔ خشیت علم کے لیے لازم ہے اور لازم کی نفی ملزوم کی نفی پر دلالت کرتی ہے۔

## فقیہ کون:

سعد بن ابراہیم سے کہا گیا کہ:

**مَنْ أَفْقَهُ أَهْلِ الْمَدِینَةِ؟ قَالَ أَتْقَاهُمْ لِرَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ**

اہلِ مدینہ میں سے سب سے بڑا فقیہ کون ہے آپ نے فرمایا: جو اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔[5]

**عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: إِنَّمَا الْفَقِیهُ مَنْ یَخَافُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ.**

حضرت مجاہد نے کہا فقیہ وہ ہے جو اللہ سے ڈرتا ہو۔[6]

---

[1] مصنف ابن ابی شیبه34532، المعجم الکبیر 8927، الزهد لاحمد بن حنبل864

[2] تفسیر یحی بن سلام 786/2

[3] الکشف والبیان للثعلبی105/8، التفسیر الوسیط للواحدی504/3

[4] النکت والعیون للماوردی 471/4

[5] سنن دارمی303

[6] سنن دارمی303

صالح بن خلیل نے اللہ جل وعلا کے فرمان " إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ " کی تفسیر میں فرمایا:

أَعْلَمُهُمْ بِاللَّهِ أَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً

جو اللہ جل وعلا کی زیادہ معرفت رکھتا ہے وہ اتنا ہی زیادہ اس ذات سے ڈرتا ہے۔[1]

مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے۔ مولائے کائنات علی المرتضیٰ شیر خدا نے فرمایا:

إِنَّ الْفَقِيهَ حق الفقيه من لم يقنط النَّاسَ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ، وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُمْ فِي مَعَاصِي اللَّهِ تَعَالَى، وَلَمْ يُؤَمِّنْهُمْ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ، وَلَمْ يَدَعِ الْقُرْآنَ رَغْبَةً عَنْهُ إِلَى غَيْرِهِ، إِنَّهُ لَا خَيْرَ فِي عِبَادَةٍ لَا عِلْمَ فِيهَا، وَلَا عِلْمَ لَا فِقْهَ فِيهِ، وَلَا قِرَاءَةَ لَا تَدَبُّرَ فِيهَا

حقیقی فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ کرے، اللہ کی نافرمانی کی رخصت نہ دے، اللہ کے عذاب سے بے خوف نہ کرے اور قرآن کو چھوڑ کر کسی اور چیز میں رغبت نہ دلائے۔ایسی عبادت میں کوئی بھلائی نہیں جس میں علم نہ ہو ، وہ علم "علم" نہیں جس میں فقہ نہ ہو، وہ قرات "قرات" نہیں جس میں تدبر نہ ہو۔

ایک قول کے مطابق آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

نزلت في أبي بكر الصديق رضي الله عنه وقد ظهرت عليه الخشية حتى عرفت فيه

آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے اور تحقیق (حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے خشیت ظاہر ہوئی حتی کے آپ اسی سے پہچانے جانے لگے۔[2]

عطاء الخراسانی سے مروی ہے، کہا:

ظهر من أبي بكر خوف حتى عرف فيه فكلمه النبي صلّى الله عليه وسلم في ذلك فأنزل الله سبحانه تعالى: إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ في أبي بكر رضي الله عنه وفي الحديث: أعلمهم بالله أشدهم له خشية

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خوف ظاہر ہوا حتی کے آپ اسی سے پہچانے جانے لگے۔اس

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ 37899، تفسير القرآن العظيم لابن أبي حاتم 10/ 3180

[2] الکشف والبیان للثعلبی8/105، الکشاف الزمخشری3/611

بارے میں رسول اللہ ﷺ نے کلام فرمایا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت ابو بکر کے بارے میں آیت کریمہ کا (حصہ) نازل فرمایا: إِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ

اور حدیث میں ہے:

جو اللہ جل وعلا کی زیادہ معرفت رکھنے والا ہوتا ہے وہ سب سے زیادہ اسی ذات سے ڈرنے والا ہوتا ہے۔[1]

یہ روایت بخاری شریف موجود ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا:

فَوَاللهِ إِنِّي أَعْلَمُهُمْ بِاللهِ وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً

ربِّ ذو الجلال کی قسم! میں سب سے زیادہ اللہ جل وعلا کی ذات کو جاننے والا ہوں اور سب سے زیادہ اسی ذات سے ڈرنے والا ہوں۔[2]

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

## سُورَةُ الزُّمَرِ

### آیت:36

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ يَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِی الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴿۹﴾

بھلا (یہ مشرک بہتر ہے یا) وہ (مومن) جو رات کی گھڑیوں میں سجود اور قیام کی حالت میں عبادت کرنے والا ہے، آخرت سے ڈرتا رہتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے، فرما دیجئے: کیا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو لوگ علم نہیں رکھتے (سب) برابر ہو سکتے ہیں؟ بس نصیحت تو عقل مند لوگ ہی قبول کرتے ہیں۔[3]

ابن مسعود کا کہنا ہے: قنوت کا معنی اطاعت ہے۔ ابن شہاب نے کہا اس کا معنی نماز میں خشوع کرنا مراد ہے۔ یحی بن سلام نے کہا اس کا معنی نماز کو قائم کرنا ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد رب کی طرف بلانے والا۔ (کما جآء فی التفاسیر)

---

[1] الکشف والبیان للثعلبی 106/8

[2] صحیح البخاری 7301

[3] الزمر 9

**قَانِتٌ سے مراد:**

یحیٰ بن سلام کا کہنا ہے اس سے مراد حضور سید عالم ﷺ کی ذات گرامی ہے۔

حضرت ابن عباس کا کہنا ہے کہ اس سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

ایک قول کے مطابق حضرت عمر فاروق کا اسم گرامی بھی ہے۔

ابن عمر نے فرمایا اس سے مراد حضرت عثمان بن عفان ہیں۔

مقاتل نے کہا اس سے مراد حضرت عمار بن یاسر ہیں۔

کلبی نے کا اس سے مراد حضرت صہیب، حضرت ابو ذر، حضرت ابن مسعود رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔[1]

**آیت:37**

وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴿٣٣﴾

اور جو شخص سچ لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہی لوگ ہی تو متقی ہیں۔[2]

آیۂ مقدسہ کی تفسیر میں ائمہ مفسرین کے چند اقوال ہیں۔

صدق سے مراد توحید باری تعالیٰ ہے، اسے لے کر آنے والے رسول اللہ ﷺ ہیں اور آپ ﷺ ہی اس کی تصدیق کرنے والے ہیں۔

" وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ " سے مراد جبرائیل ہیں اور " وَصَدَّقَ بِهِ " سے مراد رحمتِ عالم ﷺ کی ذات ہے۔

" وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ " سے مراد حضور رحمت عالم ﷺ ہیں اور " وَصَدَّقَ بِهِ " سے مراد مؤمنین ہیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ سے آیۂ مقدسہ کی تفسیر مروی ہے، فرمایا:

{وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ} قَالَ: مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَ بِهِ، قَالَ: أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

"وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ" سے مراد حضور سید عالم ﷺ کی ذاتِ والا ہے اور " وَصَدَّقَ بِهِ " سے مراد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔[3]

---

[1] النکت والعیون للماوردی 117/5، التفسیر الوسیط للواحدی 573/3، تفسیر سمعانی 461/4

[2] الزمر 33

[3] جامع البیان للطبری 21/ 290

یوں ہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بقدرِ زائد مروی تفسیر ہے۔

{وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ يَقُولُ: «مَنْ جَاءَ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ» {وَصَدَّقَ بِهِ} يَعْنِي: رَسُولَهُ وَقَالَ آخَرُونَ: الَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ: رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالَّذِي صَدَّقَ بِهِ: أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

حضرت مجاہد آیۂ مقدسہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ" سے مراد حضور رحمت عالم ﷺ ہیں اور "وصدّق بہ" سے مولی المسلمین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔[1]

❖ لقب صدیق

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے انھیں حدیث بیان کی، فرمایا:

صَعِدَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحُدًا وَاتَّبَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ": اثْبُتْ أُحُدُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ

حضور نبیٔ رحمت ﷺ جبل احد پر تشریف لے گئے اور آپ ﷺ کے ہم راہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے، اچانک پہاڑ اُن کے باعث (جوش مسرت سے) جھومنے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے اُحد! ٹھہر جا، تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔[2]

❖ صبحِ صداقت

مشرکینِ مکہ معجزات دیکھ کر بھی جانِ عالم ﷺ کو جھٹلانے میں صبح شام مصروف رہتے تھے۔ پھر اسرا و معراج کو کون مانتا؟

اور ویسا ہی ہوا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے سفرِ معراج کی خبر دی تو مشرکینِ مکہ کے انکار و تکذیب میں اضافہ ہو گیا۔

---

[1] تاریخ دمشق 359/42

[2] صحیح البخاری الرقم 3472۔3675

لیکن مکے میں ایک ہستی وہ بھی تھی کہ جب انھیں خبر ملی کہ جناب رسول اللہ ﷺ ایسا ایسا فرمارہے ہیں تو کہنے لگے : " گر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے تو سچ فرمایا ہے۔" جی ہاں !

وہ ہستی تاج دارِ صداقت سیدنا ابو بکر بن ابی قحافہ کی ہستی ہے۔ اور ان کی جانب سے تصدیق کی خبر سفرِ معراج کے دوران ہی دے دی گئی تھی۔

سفرِ معراج کے دوران جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبریل سے کہا:

**إِنَّ قَوْمِي لَا يُصَدِّقُونِي**

میری قوم تو (اس بے مثال سفر کے بارے میں) میری تصدیق نہ کرے گی۔

جواباً حضرت جبریل نے دربارِ رسالت میں عرض کی: **بَلَى، يُصَدِّقُكَ أَبُو بَكْرٍ وَهُوَ الصِّدِّيقُ**

کیوں نہیں؟ آپ کی تصدیق ابو بکر کریں گے اور وہ ہی صدیق ہیں۔[1]

حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

**مَا مَرَرْتُ بِسَمَاءٍ إِلَّا رَأَيْتُ فِيهَا مَكْتُوبًا: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ**

میں جس آسمان سے بھی گزرا تو اس میں لکھا دیکھا:

محمد ﷺ اللہ جل وعلا کے رسول ہیں اور ابو بکر صدیق ہیں۔[2]

سفرِ معراج کے دوران جناب رسول اللہ ﷺ کا اپنے نام کے بعد سیدنا ابو بکر کا نام دیکھنا اور ان کے نام کے ساتھ "صدیق" کا لقب بھی شاید اسی بات کی طرف اشارہ تھا کہ :

سفرِ معراج کی تصدیق اور "صدیق" کا لقب حاصل کرنے کی سعادت جس ہستی کو ملنے والی ہے وہ ہستی حضرت ابو بکر کی ہستی ہے۔

پھر جب کچھ لوگوں نے بطور امتحان رسول اللہ ﷺ سے مسجدِ اقصیٰ کا نقشہ دریافت کیا اور رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمانا شروع کیا تو سیدنا ابو بکر سنتے جاتے اور عرض کرتے جاتے:

---

[1] فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل 116 ، 540 ، معجم اوسط 7173 ، الابانة الكبرى لابن بطه 146 ، المجالس العشرة الامالی للحسن الخلال 74

[2] شرح مذاهب اهل السنة لابن شاہين 84

صَدَقْتَ ، صَدَقْتَ "آپ سچ فرمارہے ہیں، آپ سچ فرمارہے ہیں۔

نبعہ کہتی ہیں: پس اس روز میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

يَا أَبَا بَكْرٍ ، إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ سَمَّاكَ الصِّدِّيقَ

اے ابو بکر اللہ جل وعلا نے تمہارا نام "صدیق" رکھا ہے۔[1]

ام ہانیٔ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَنِّي أُرِيدُ أَنْ أَخْرُجَ إِلَى قُرَيْشٍ فَأُخْبِرَهُمْ

میں چاہتا ہوں کہ میں نکل کر قریش کو (سفر اسرا و معراج کی) خبر دوں۔

ام ہانیٔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب لوگوں کو بتایا تو لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی بات نہ مانی، لیکن سیدنا ابو بکر نے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی:

فَسُمِّي يَوْمَئِذٍ الصِّدِّيقُ" پس اسی روز سے صدیق نام دیے گئے۔[2]

لیکن یہ لقب زمینی لقب نہ تھا، سیدنا ابو کر صدیق کے لیے یہ لقب آسمانوں سے اتارا گیا۔ ام ہانیٔ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: يَا أَبَا بكر إن الله سماك الصّديق"

اے ابو بکر بے شک اللہ جل وعلا نے تمہارا نام صدیق رکھا ہے۔[3]

یہی وجہ ہے کہ مولائے کائنات قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ اللہ جل وعلا نے ابو بکر کا نام آسمان سے "صدیق" اتارا ہے۔

ابو یحییٰ حکیم بن سعد کہتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، يَحْلِفُ بِاللهِ تَعَالَى أُنْزِلَ اسْمُ أَبِي بَكْرٍ مِنَ السَّمَاءِ الصِّدِّيقُ

میں نے مولائے کائنات کو اللہ کی قسم کھاتے سنا کہ ابو بکر کا نام آسمان سے "صدیق" نازل کیا گیا ہے۔[4]

---

[1] معجم ابی یعلی الموصلی 10

[2] المعجم الكبير للطبرانی 15

[3] الفردوس بمأثور الخطاب 8271

[4] المعجم الكبير 14 ، الآحاد والمثانی 6 ، الابانۃ الکبری لابن بطہ 157 ، فضائل ابی بکر الصدیق للعشاری 6

مجمع الزوائد میں کہا: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ.۔[1]

امّ المؤمنین عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

لَمَّا أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْبَحَ يُحَدِّثُ بِذَلِكَ النَّاسَ فَارْتَدَّ نَاسٌ مِمَّنْ كَانَ آمَنَ بِهِ وَصَدَّقَ بِهِ وَفُتِنُوا، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ

جب حضور رحمت عالم ﷺ کو مسجد اقصیٰ کی طرف سیر کرائی گئی تو آپ ﷺ نے صبح لوگوں کو اس کے بارے بیان فرمایا تو کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو اس کے منکر ہو گئے۔ جو رسول اللہ ﷺ پر ایمان لا چکے تھے اور آپ ﷺ کی تصدیق کر چکے تھے۔ وہ دوڑتے ہوئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے:

کیا آپ اپنے صاحب کی تصدیق کرتے ہیں جو یہ گمان کرتے ہیں کہ انہیں آج رات بیت المقدس تک سیر کرائی گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا، ہاں! تو حضرت ابو بکر فرمانے لگے:

اگر آقا کریم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے تو یقیناً سچ فرمایا ہے۔ انھوں نے کہا، کیا آپ اُن کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ آج رات بیت المقدس تک گئے بھی ہیں اور صبح ہونے سے پہلے واپس بھی آ گئے ہیں؟

إِنِّي لَأُصَدِّقُهُ فِيمَا هُوَ أَبْعَدُ مِنْ ذَلِكَ، أُصَدِّقُهُ بِخَبَرِ السَّمَاءِ فِي غَدْوَةٍ أَوْ رَوْحَةٍ

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔

میں تو اپنے آقا کی تصدیق اُس خبر کے بارے میں بھی کرتا ہوں جو اس سے بہت زیادہ بعید از قیاس ہے۔

میں تو صبح و شام رسول اللہ ﷺ کی آسمانی خبروں کی بھی تصدیق کرتا ہوں۔

ثُمَّ أَقْبَلَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ أَحَدَّثْتَ هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ أَنَّكَ جِئْتَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ هَذِهِ اللَّيْلَةَ؟ قَالَ": نَعَمْ." فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: صَدَقْتَ

---

[1] مجمع الزوائد 41/9

پھر وہ حضور رحمت علام ﷺ کی بارگاہِ ناز میں حاضر ہوئے اور عرض گزار ہوئے۔ اے اللہ کے نبی! میں نے اس قوم سے سنا کہ آج رات آپ بیت المقدس کی سیر کر کے واپس بھی تشریف لے آئے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں!

حضرت ابو بکر نے کہا: اے اللہ کے نبی آپ نے سچ فرمایا ہے۔

**فَلِذَلِكَ سُمِّيَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقَ**

پس اس تصدیق کی وجہ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ''الصدیق'' کے نام سے موسوم ہوئے۔[1]

**هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ« التعليق من تلخيص الذهبي[صحيح**

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے، فرمایا:

امام الانبیاء ﷺ نے حضرت جبرئیل امین سے ارشاد فرمایا: اے جبرئیل!

**إِنَّ قَوْمِي لَا يُصَدِّقُونِي فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ: يُصَدِّقُكَ أَبُو بَكْرٍ، وَهُوَ الصِّدِّيقُ**

میری قوم (واقعہ معراج میں) میری تصدیق نہیں کرے گی۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کی تصدیق کریں گے اور وہ صدیق ہیں۔[2]

**معجم الاوسط میں ہے**

**لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مِسْعَرٍ إِلَّا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، تَفَرَّدَ بِهِ: إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ۔**[3]

حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

رسول اللہ ﷺ صبح سویرے میرے گھر تشریف لائے جب کہ ابھی اندھیرا چھایا ہوا تھا اور میں اپنے بستر پر تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج رات میں مسجد حرام میں سو رہا تھا (پھر آگے پورا واقعہ معراج بیان

---

[1] معرفة الصحابه لابی نعیم الرقم 69، المستدرک علی الصحیحین الرقم 4404، تاریخ دمشق 55/30، الؤلؤ والمکنون 513/1

[2] الابانة الکبری لابن بطة الرقم 146، سمط النجوم العوالی 428/2، الطبقات الکبری لابن سعد 147/1، مجمع الزوائد 14228، فضائل بیت المقدس 53

[3] المعجم الاوسط للطبرانی 7173

فرمایا) اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہنے لگے آپ نے سچ فرمایا! آپ نے سچ فرمایا! حضرت نبعہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس دن ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

يَا أَبَا أَبكر إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ سَمَّاكَ الصِّدِّيقَ

اے ابو بکر! بے شک اللہ رب العزت نے تیرا نام "صدیق" رکھا ہے۔[1]

❖ ہاں وہ صدیق ہیں

بات اگر محبت و مودتِ آلِ رسول ﷺ کی کی جائے تو وہ عام فریضہ نہیں بلکہ اعظم فرائض سے ہے۔
آلِ رسول ﷺ کی عظمت کے بیان کے لیے سارے کے سارے درخت قلم اور سارے سمندر روشنائی بن جائیں تو حق یہ ہے کہ آلِ رسول ﷺ کی عظمتوں کا ایک باب بھی مکمل نہیں ہو سکتا۔
لیکن روافض کو آلِ رسول ﷺ سے نہ تو مودت و محبت ہے اور نہ ہی آلِ رسول ﷺ کی عظمت کا بیان ان کا مقصود۔۔۔
اس نا ہنجار ٹولے کا مطمحِ نظر بغضِ اصحابِ رسول ﷺ ہے۔ اور اصل مقصد اسلام کی بنیادوں کو کھو کھلا کرنا ہے۔
اصل چال کو چھپانے کے لیے محبت و مودتِ آلِ رسول ﷺ کا نعرہ لگایا جاتا ہے، بالکل نواصب کی طرح۔ جیسے نواصب صحابۂ کرام کی وفاداری کا نعرہ صرف اس لیے لگاتے ہیں تاکہ اس کے پیچھے بغضِ آلِ نبی ﷺ کو چھپا سکیں۔ بالکل ویسے ہی روافض حبِ آلِ نبی ﷺ کا نعرہ محض اس لیے لگاتے ہیں تاکہ اصحابِ رسول ﷺ پر طعنہ زنی آسان ہو سکے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی دال روٹی کا بندوبست بھی ہوتا رہے۔ اور یہ دعوا فقط ہمارا نہیں، خود آلِ رسول کی اس بد بخت گروہ کے بارے میں یہی فکر رہی ہے۔

---

[1] الاصابة 332/8، مسند الفردوس 8271، فضائل بيت المقدس، ص82

فضیل بن مرزوق کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا امام زین العابدین کے لختِ جگر سیدنا عمر بن علی بن حسین سلام اللہ علیہم سے روافض کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

**وَاللّٰہِ مَا ھٰٓؤُلَاءِ اِلَّا مُتَاَکِّلِیْنَ بِنَا**

اللہ کی قسم! یہ لوگ تو ہمارا نام لے کر کھانے والے ہیں۔[1]

قضیۂ فدک کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے عظمت والے صحابہ کے خلاف بالعموم اور تاج دارِ صداقت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے خلاف بالخصوص ہرزہ سرائی کرنا روافض کا بنیادی ہتھیار ہے۔

لیکن ان بد بختوں سے کوئی یہ پوچھے کہ اگر قضیۂ فدک کے معاملے میں سیدنا صدیقِ اکبر کے فیصلے میں کسی قسم کی جھول تھی (معاذ اللہ) کسی طرح کا ظلم تھا تو تاج دارِ ولایت، اخی الرسول ﷺ، زوج بتول، شیر خدا، بازوئے مصطفیٰ ﷺ حیدرِ کرار مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم جب تختِ خلافت پہ جلوہ گر ہوئے تو مولائے کائنات نے اس ظالمانہ فیصلے کو تبدیل کیوں نہ فرمایا؟

حضرت مولائے کائنات کے بعد سردارِ جوانانِ جنت سیدنا امام حسن سلام اللہ تعالی علیہ نے اس فیصلے کو برقرار کیوں رکھا؟

کیا تمہاری حبِ اہلِ بیت یہی کہتی ہے کہ:

محبت میں اپنے محبوبوں کو بھی موردِ الزام ٹھہراؤ؟

**قُلْ مُوْتُوْا بِغَیْظِکُمْ** "تم فرمادو کہ مر جاؤ اپنی گھٹن (قلبی جلن) میں۔ (آل عمران 119)

اگر یہی تمہاری محبت ہے تو ہزار تف ایسی محبت پر، جو نہ اپنوں کا حیا کرے اور نہ غیروں کی شرم رکھے۔۔۔!!

عباسی خلیفہ سَفَّاح جب تخت نشین ہوا تو ایک شخص اپنی گردن میں قرآنِ عظیم لٹکائے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا:

---

[1] جزء محمد بن عاصم الثقفی 41، فضائل الصحابۃ للدار قطنی 59، الطباقات الکبری 249/5، 250، تاریخِ دمشق 393/41، نوادر الاصول 140/3، تھذیب الکمال 395/20

أنشدك الله إلا حكمت بيني وبين خصمي بهذا المصحف

میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ میرے اور میرے دشمن کے بیچ اس قرآن سے فیصلہ کرو۔ سَفَّاح نے کہا: من هو؟ تیرا دشمن کون ہے؟

اس شخص نے کہا: أبو بكر في منعه فدك

میرا جھگڑا ابو بکر (صدیق) سے ہے، باغِ فدک نہ دینے کے معاملے میں۔

سَفَّاح نے کہا: أظلمك؟ تو کیا ابو بکر صدیق نے تم پہ ظلم کیا؟

اس شخص نے کہا: ہاں سَفَّاح نے کہا: تو ابو بکر صدیق کے بعد کون تھے؟

اس نے کہا: عمر۔ سَفَّاح نے کہا: أظلمك؟ کیا انھوں نے بھی تم پہ ظلم کیا؟

اس نے کہا: جی ہاں۔ سَفَّاح نے کہا: ان کے بعد کون آئے؟ اس نے کہا: عثمان

سَفَّاح نے کہا: انھوں نے بھی ظلم کیا؟ اس نے کہا: جی ہاں۔

سَفَّاح نے کہا: پھر کون آئے؟ اس نے کہا: مولا علی۔ سَفَّاح نے کہا: أظلمك؟ کیا انھوں نے بھی ظلم کیا؟

اب وہ شخص خاموش۔۔۔ جواب ندارد۔۔۔!!! دائیں بائیں دیکھ رہا ہے اور کھسکنے کی راہ تلاش کر رہا ہے۔

اب سَفَّاح نے اس شخص کو خوب ڈانٹ پلائی۔[1]

غور طلب بات یہ ہے کہ اگر معاذ اللہ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالی عنہ اور پھر سیدنا فاروقِ اعظم اور پھر سیدنا عثمانِ ذوالنورین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین معاملۂ فدک میں ظالم تھے تو مولائے کائنات نے اپنے دورِ خلافت میں اس ظلم کا ازالہ کیوں نہ فرمایا؟

پنجابی میں کہتے ہیں "عقل نہ ہووے تے موجاں ہی موجاں"

---

[1] المعلم بفوائدِ مسلم 20/3، طرح التثريب 240/6، المفهم 562/3

روافض عقل سے بے بہرہ قوم ہیں لہٰذا جو چاہیں جیسا چاہیں عقیدہ و نظریہ گھڑ لیں، انھیں اس بات کی کوئی فکر نہیں ہوتی کہ اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے اور کیا عقل کے ترازو میں اس کی کوئی حیثیت بنتی ہے یا اہلِ عقل اسے اٹھا کر ہمارے منہ پہ مار دیں گے۔۔۔!!!

فکرِ اہلِ سنت کے مطابق تو تاج دارِ صداقت سیدنا ابو بکر صدیق کا مقام و مرتبہ ایسا بلند ہے کہ طائرِ فکر کی اڑان اس بلندی کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتی جہاں سیدنا ابو بکر صدیق کا مقامِ عالی ہے۔ لیکن اگر کتبِ روافض کو دیکھا جائے تو تاجدارِ صداقت سیدنا ابو بکر صدیق کی شانِ عالی وہاں بھی جلوہ گر نظر آتی ہے۔

روافض کے شیخِ صدوق "عیون اخبار الرضا" میں نواسۂ رسول سیدنا امامِ حسین شہیدِ کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیۂ مقدسہ کے تحت نقل کرتے ہیں:

**إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا**

بے شک سماعت، بصارت اور دل میں سے ہر ایک سے سوال کیا جائے گا۔

نواسۂ رسول سیدنا امام حسین سلام اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

**ان أبا بكر مني بمنزلة السمع وان عمر مني بمنزلة البصر وان عثمان مني بمنزلة الفؤاد**

بے شک ابو بکر مجھ سے سمع کے درجے پر ہیں اور عمر مجھ سے بصر کی حیثیت رکھتے ہیں اور عثمان مجھ سے دل کی حیثیت رکھتے ہیں۔[1]

وہ شخصیات جن کی حیثیت تم لوگ خود اپنی کتب میں ذاتِ مصطفیٰ ﷺ سے سمع و بصر و فؤاد جیسی بتا رہے ہو، اگر معاذ اللہ ثم معاذ اللہ انھیں ظالم کہا جا رہا ہے تو کیا یہ اعتراض بالواسطہ رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والا تک نہیں پہنچ رہا؟

ایک جانب سیدنا ابو بکر صدیق کو "سمعِ رسول" قرار دینا اور دوسری طرف انھیں معاذ اللہ ظالم و غاصب

---

[1] عيون اخبار الرضا 280/2، بحار الانوار للمجلسی 180/30

کہنے کا صاف صاف منطقی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ:

سمعِ رسول ظالم و غاصب ہے۔۔۔!!! (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

اس کرۂ ارضی پر روافض ہی وہ تنہا قوم ہے جن کے ہاں اس قسم کے عجائب کی خاصی گہما گہمی ہے ورنہ کوئی عقل مند قوم اس قسم کی باتیں کرنا در کنار، سوچنے کو بھی حماقت سمجھتی ہے۔

تاج دارِ صداقت وہ شخصیت ہیں کہ جنہیں ائمۂ اہلِ بیت نے صدیق ہی مانا اور ان کے عمل اور کردار کو اپنے لیے مشعلِ راہ گردانا۔ لیکن روافض ایک طرف محبتِ آلِ رسول ﷺ کے مدعی ہیں اور دوسری طرف سیدنا ابو بکر صدیق کے دشمن بھی ہیں۔

❖ روایاتِ روافض کے مطابق:

حضرت سیدنا امام محمد باقر سلام اللہ تعالی علیہ سے "حلیۃ السیف" کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: لا بأس به قد حلى أبو بكر الصديق رضي الله عنه سيفه

اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیوں کہ ابو بکر صدیق نے اپنے تلوار کو مُحلّٰی فرمایا۔

جو شخص سوال کر رہا تھا اس نے سیدنا امام محمد باقر سے عرض کی:

آپ بھی انھیں صدیق سمجھتے ہیں؟

راوی کا کہنا ہے کہ حضرت سیدنا امام محمد باقر جلدی سے اٹھے اور قبلہ رو ہو کر فرمانے لگے:

نعم الصديق نعم الصديق نعم الصديق فمن لم يقل له الصديق فلا صدق الله له قولا في الدنيا ولا في الآخرة

ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں۔ جو انھیں صدیق نہ مانے اللہ جل وعلا دنیا وآخرت میں اس کی کسی بات کو سچا نہ کرے۔[1]

بات یہاں فقط صدیق کہنے کی نہیں۔ بات کردارِ ابو بکر صدیق کے لائقِ تقلید ہونے کی بھی ہے۔

---

[1] كشف الغمة لابن ابی الفتح الاربلی 360/2

صاحبِ "کشف الغمۃ" کے مطابق :

جب سید نا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مسئلہ دریافت کیا جاتا ہے تو سید نا امام محمد باقر جواب میں قرآنی آیۂ مقدسہ، رسول اللہ ﷺ کی سنتِ شریفہ، یا مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا شیرِ خدا کا کوئی فتویٰ پیش کرنے کے بجائے سید نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا عمل شریف کیوں پیش کر رہے ہیں؟

کیا شرع شریف میں سید نا ابو بکر صدیق کے کردار کی کوئی حیثیت ہے یا نہیں؟

اگر نہیں تو پھر معاذ اللہ سید نا امام محمد باقر پر اعتراض بنے گا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ایسے امر سے استدلال فرمایا جو لائقِ استدلال ہی نہیں۔۔۔!!! (اعاذنا اللہ من ذلک)

اور اگر سید نا امام محمد باقر کے استدلال کو درست مانا جائے جو یقیناً درست ہے تو ماننا پڑے گا کہ سید نا امام محمد باقر نے ایک جملے سے دو مسئلے حل فرمادیy:

ایک طرف تو سوال کا جواب دے دیا۔

اور دوسری جانب تاجدارِ صداقت سید نا ابو بکر صدیق کے کردار کی حجیت پر تنبیہ فرمادی۔

پس جب سید نا امام محمد باقر سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتویٰ کے مطابق سید نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کردار حجت ہے اور اس پر اپنے کردار و عمل کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے۔۔۔ تو پھر روافض سے کوئی پوچھے کہ :

جس ہستی کا کردار حجت ہو اس کا فیصلہ ظلم کیسے ہو سکتا ہے ؟؟؟

عمل اور ذاتی کردار میں تو بسا اوقات تسامح برتا جاتا ہے لیکن فتویٰ و قضا کے وقت مفتی و قاضی محتاط ہو جاتا ہے۔ جب امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق سید نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ذاتی کردار میں بھی اس حیثیت کے حامل ہیں کہ ان کا کردار لائقِ تقلید ہے، یعنی جس معاملے میں بہت سے لوگ تسامح سے کام لیتے ہیں لیکن ابو بکر صدیق اس معاملے میں بھی انتہائی محتاط ہیں کہ ان کا ذاتی عمل بھی لائقِ تقلید اور باعثِ نجات ہے تو پھر سید نا ابو بکر صدیق کے فیصلے پر کیسے انگلی اٹھائی جا سکتی ہے ؟؟؟

اور پھر جب سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ بھی انھیں صدیق کہتے ہیں تو حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبلہ رو ہو کر تین بار ارشاد فرمایا:

نعم الصديق نعم الصديق نعم الصديق

ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں۔

روافض سے کوئی پوچھے کہ سیدنا امام محمد باقر سلام اللہ تعالی علیہ کا یہ فرمان قضیۂ فدک سے پہلے کا تو نہیں ہے۔۔۔!!!

روافض کے مطابق قضیۂ فدک میں سیدنا ابو بکر صدیق نے معاذ اللہ ظلم کیا تو پھر کیا انھیں "صدیق" کہنا درست ہے؟

اور جب سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قضیۂ فدک کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تکرار سے "صدیق"، "صدیق"، "صدیق" فرما رہے ہیں تو کیا اب سیدنا امام محمد باقر سلام اللہ تعالی علیہ کی ہستی پر اعتراض نہیں بنے گا؟

اور رافضی فکر کے مطابق تو سیدنا امام محمد باقر گروہِ معصومین سے ہیں۔

کیا کسی "معصوم" سے قابلِ اعتراض بات کا صدور ممکن ہے؟

اور سیدنا امام محمد باقر نے فقط "صدیق" نہیں کہا بلکہ فرمایا:

فمن لم يقل له الصديق فلا صدق الله له قولا في الدنيا ولا في الآخرة

جو انھیں صدیق نہ مانے اللہ جل وعلا دنیا وآخرت میں اس کی کسی بات کو سچا نہ کرے۔

اگر رافضی ہو تو ہم اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتے ورنہ معمولی سی عقل کا حامل بھی بلا تامل فیصلہ کر سکتا ہے کہ حضرت سیدنا امام محمد باقر کی نگاہِ اقدس میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق کس عظیم منصب کے حامل تھے۔

سید نا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقامِ صدیقیت کے بارے میں فقط " نظریۂ ظن " کے حامل نہ تھے، بلکہ مرتبۂ یقین پر فائز تھے۔ ورنہ یہ جملہ :

فمن لم یقل له الصدیق فلا صدق الله له قولا في الدنیا ولا في الآخرة

جو انھیں صدیق نہ مانے اللہ جل وعلا دنیا وآخرت میں اس کی کسی بات کو سچا نہ کرے۔

اگر سید نا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سید نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حسنِ ظن کی بنیاد پر آپ کے حق میں مقامِ صدیقیت کے حصول کا فقط ظنِّ غالب رکھتے تو " صدیق " کہہ دیتے لیکن یہ جملے ہر گز نہ بولتے۔

حضرت سید نا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سید نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو " صدیق " ، " صدیق " ، " صدیق " فرمانے کے بعد یہ فرمانا کہ :

" جو انھیں صدیق نہ مانے ، اللہ جل وعلا دنیا وآخرت میں اس کی کسی بات کو سچا نہ کرے "

صاف بتا رہا ہے کہ سید نا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مسئلہ میں یقین وجزم کے مقام پہ فائز تھے۔

لیکن افسوس ہے ان نام نہاد محبینِ اہلِ بیت پر۔۔۔

جن کا دعوا تو حبِ اہلِ بیت کا ہے لیکن اہلِ بیت کے ائمہ جنھیں صدیق فرمائیں ، جن کے کردار کو لائقِ تقلید بتائیں ، جن کی صدیقیت کے انکار کو دنیا وآخرت کی حرماں نصیبی کا سبب بتائیں۔۔۔

یہ جھوٹے محبینِ اہلِ بیت انھی ہستیوں کو ظالم وغاصب بتانا ہی اپنا دین سمجھتے ہیں۔

لیکن ! سچ وہی ہے جو ہم نے سطورِ بالا میں لکھ دیا کہ :

روافض کے ہاں محبت ومودتِ اہلِ بیت نام کی کوئی چیز نہیں۔ یہ بد بخت قوم اسلام کی بنیادوں کو کھو کھلا کرنے کے لیے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر سادہ لوح مسلمانوں کو بہکانے کا کام کرتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے وہ صحابہ جن سے قرآن مروی ہے۔۔۔

جن سے نماز مروی ہے۔۔۔ جن سے روزہ مروی ہے۔۔۔ جن سے حج مروی ہے۔۔۔

جن سے پورا اسلام مروی ہے۔۔۔۔

روافض چاہتے ہیں کہ انہی صحابہ اور بالخصوص ان کے سر خیل سیدنا ابو بکر صدیق ہی کو متنازع بنا دیا جائے تا کہ تعلیماتِ اسلامیہ سے اعتماد اٹھانا آسان ہو جائے۔۔۔

سچ یہی ہے کہ یہ حضرات دشمنانِ اسلام ہیں۔ لیکن کھل کر اسلام دشمنی کریں گے تو ہر مسلمان ان کے مقابل سیسہ پلائی دیوار کا کردار ادا کرے گا۔

لہٰذا اہلِ بیتِ رسول ﷺ کی محبت جو بلا شبہ اعظم فرائض سے ہے، اس کا جھوٹا بہانہ کر کے اسلام کی بنیادیں کھوکھلی کرنے کے درپے ہیں۔

لیکن اہلِ بیتِ رسول ﷺ کی تعلیمات ہی تا قیامت ان جھوٹے محبین کے مونہوں پر طمانچے مارتی رہیں گی۔
اللہ کریم جل وعلا رسول اللہ ﷺ کے عظمت والے صحابہ کا باادب رکھے۔ آلِ رسول ﷺ کی سچی نوکری میں جینے مرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

**"صدیقِ اکبر"**

"صدیقیت" مقاماتِ ولایت سے وہ عظیم مقام ہے کہ اس کے اور مرتبۂ نبوت کے درمیان محض ایک مرتبہ ادق واخفی جسے مقامِ قرب اور "سِرّ" سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ کوئی مرتبہ نہیں۔

**امام المکاشفین شیخ محیی الدین ابن عربی فرماتے ہیں:**

فليس بين النبوة التي هي نبوة التشريع والصديقية مقام ولا منزلة فمن تخطي رقاب الصديقين وقع في النبوة الرسالية ومن ادعى نبوة التشريع بعد محمد صلى الله عليه وسلم فقد كذب بل كذب وكفر بما جاء به الصادق رسول الله صلى الله عليه وسلم غير أن ثم مقام القربة

پس نبوتِ تشریع اور صدیقیت کے بیچ کوئی اور مرتبہ حائل نہیں۔ تو جو شخص صدیقین کی گردنوں سے آگے بڑھا وہ نبوتِ رسالیہ تک جا پہنچا۔ (لیکن) جو شخص رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوتِ تشریع کا دعوا کرے وہ جھوٹا ہے۔ بلکہ جھٹلانے والا اور سچے رسول ﷺ کی تعلیمات سے کفر کرنے والا ہے۔

ہاں ! وہاں (یعنی مقامِ صدیقیت اور مرتبۂ نبوت کے بیچ ایک مرتبہ) مقامِ قربت ہے۔[1]

**پھر شیخِ اکبر مؤمن اور صدیق کے بیچ فرق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:**

فکل من آمن عن نور في قلبه ليس له دليل من خارج سوى قول الرسول قل ولا يجد توقفا وبادر فذلك الصديق فإن آمن عن نظر ودليل من خارج أو توقف عند القول حتى أوجد الله ذلك النور في قلبه فآمن فهو مؤمن لا صديق فنور الصديق معد قبل وجود المصدق به ونور المؤمن غير الصديق يوجد بعد قول الرسول قل لا إله إلا الله

ہر وہ شخص جو دل میں ودیعت کیے ہوئے نور سے ایمان لائے، باہر سے سوائے قولِ رسول "قل" یعنی "کہہ" کے علاوہ کسی دلیل کا محتاج نہ ہو اور کسی تردد کو محسوس نہ کرے اور (رسول اللہ ﷺ کا پیغام سنتے ہی ایمان لانے میں) جلدی کرے تو وہ صدیق ہے۔

اور اگر خارجی دلیل اور غور وفکر سے ایمان لائے، یا رسول اللہ ﷺ کے فرمانِ گرامی (سننے کے بعد) توقف کرے، یہاں تک کہ اللہ جل وعلا اس کے دل میں نور پیدا کر دے اور پھر وہ ایمان لائے تو وہ مؤمن ہے صدیق نہیں۔

پس صدیق کا نور "مصدق بہ" (یعنی جس کی تصدیق کر رہا ہے اس) کے وجود سے پہلے تیار کر دیا جاتا ہے اور مؤمن غیر صدیق کا نور اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان "کہو لا الہ الا اللہ" کے بعد پایا جاتا ہے۔[2]

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مقامِ صدیقیت حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے حصے میں آیا۔ اور فقط مقامِ صدیقیت کیوں؟ مقامِ صدیقیت سے بالا مقامِ "قربت" جسے "سِرّ" سے تعبیر کیا جاتا ہے، سیدنا ابو بکر صدیق کو مقامِ قربت بھی عطا ہوا۔

**امام المکاشفین شیخ محیی الدین ابن عربی رقمطراز ہیں:**

وهذا المقام الذي أثبتناه بين الصديقية ونبوة التشريع الذي هو مقام القربة وهو للافراد هو دون نبوة التشريع في المنزلة عند الله وفوق الصديقية في المنزلة عند الله وهو

---

[1] الفتوحات المكية 24/2

[2] الفتوحات المكية 24/2

المشار إليه بالسر الذي وقر في صدر أبي بكر ففضل به الصديقين إذ حصل له ما ليس من شرط الصديقية ولا من لوازمها فليس بين أبي بكر ورسول الله صلى الله عليه وسلم رجل لأنه صاحب صديقية وصاحب سر

یعنی یہ مقام جسے ہم نے صدیقت اور نبوتِ تشریع کے بیچ ثابت کیا ہے وہ مقامِ "قربت" ہے وہ (اولیاءِ کرام میں سے ) افراد کے لیے ہوتا ہے۔ یہ مقام دربارِ الٰہی میں نبوتِ تشریع سے نیچے ہے اور مقامِ صدیقیت سے اوپر ہے اور "سِرّ" کے ساتھ اسی مقام کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے، وہ "سِرّ" جو سیدنا ابو بکر صدیق کے سینۂ پاک میں جا گزیں تھا۔ اسی "سِرّ" کی وجہ سے سیدنا ابو بکر صدیق (صدیق ہو کر بھی) صدیقین پر فضیلت کے حامل تھے۔ کیونکہ آپ کو (مقامِ صدیقت سے بڑھ کر) وہ چیز بھی حاصل تھی جو نہ تو صدیقیت کی شرط ہے نہ اس کے لوازم سے۔ پس سیدنا ابو بکر صدیق اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی مرد حائل نہیں، کیوں کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ صاحبِ صدیقیت بھی ہیں اور صاحبِ "سِرّ" بھی ہیں۔[1]

اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صدیقیت ایک مرتبہ تلو نبوت ہے کہ اس کے اور نبوت کے بیچ میں کوئی مرتبہ نہیں مگر ایک مقام ادق واخفی کہ نصیبہ حضرت صدیق اکبر اکرم واتقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے تو اجناس وانواع واصناف فضائل وکمالات وبلندی درجات میں خصائص و ملزومات نبوت کے سوا صدیقین ہر عطیہ بہیہ کے لائق واہل ہیں اگرچہ باہم ان میں تفاوت و تفاضل کثیر و وافر ہو۔[2]

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

---

[1] الفتوحات المکیۃ 24/2

[2] فتاوی رضویہ 678/15

## سُوْرَۃُ فُصِّلَتْ / السَّجْدَۃِ

### آیت:37

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾

بے شک جن لوگوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ (اِس پر مضبوطی سے) قائم ہوگئے، تو اُن پر فرشتے اترتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور تم جنت کی خوشیاں مناؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔[1]

آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، فرمایا:

نزلت في أبي بكر الصديق رضي الله عنه ثُمَّ اسْتَقَامُوا على طاعته وأداء فرائضه والإخلاص.

آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر صدیق کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت اور ادائگیٔ فرض پر ثابت قدم رہے۔[2]

آپ ہی نے فرمایا:

فِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَذَلِكَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَعَ فِي أَنْوَاعٍ شَدِيدَةٍ مِنَ الْبَلَاءِ وَالْمِحْنَةِ وَلَمْ يَتَغَيَّرِ الْبَتَّةَ عَنْ دِينِهِ، فَكَانَ هُوَ الَّذِي قَالَ: رَبُّنَا اللّٰهُ وَبَقِيَ مُسْتَقِيمًا عَلَيْهِ لَمْ يَتَغَيَّرْ بِسَبَبٍ مِنَ الْأَسْبَابِ

بعض روایات میں ہے کہ آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے کیوں کہ سیدنا ابو بکر شدید ترین مصیبتوں اور آزمائشوں میں مبتلا ہوئے اس کے باوجود کبھی بھی دین اسلام سے نہ پھرے ہمیشہ اس پر قائم رہے۔[3]

---

[1] الفصلت30

[2] غرائب القرآن1042/1

[3] تفسیر کبیر 560/27

**استقامت کی تحقیق:**

حضرت انس بن مالک نے فرمایا: حضور سید عالم ﷺ نے آیۂ مقدسہ:

**اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا**

تلاوت کی پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

**قَدْ قَالَ النَّاسُ ثُمَّ كَفَرَ أَكْثَرُهُمْ، فَمَنْ مَاتَ عَلَيْهَا فَهُوَ مِمَّنْ اسْتَقَامَ**

لوگوں نے یہ کہا: یعنی ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر ان میں سے اکثر کافر ہوگئے تو جو شخص اسی قول (کہ ہمارا رب اللہ ہے پر) ثابت قدم رہا حتی کہ مر گیا وہ ان لوگوں میں سے ہے جو اس قول پر ثابت قدم رہے۔[1]

حضرت قتادہ اللہ جل وعلا کے فرمان {إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا} کے متعلق فرمایا:

اسْتَقَامُوا عَلَى طَاعَةِ اللّٰهِ" یعنی وہ اللہ کی اطاعت پر قائم رہے۔[2]

**قالوا ربنا الله، فعرفوه، واستقاموا على المعرفة ثُمَّ اسْتَقَامُوا على ما افترض الله عليهم**

جنھوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے پھر اس پر قائم رہے یعنی انھوں نے اللہ کی معرفت حاصل کی اور واس پر قائم رہے۔ جو اللہ نے ان پر فرض کیا وہ اس پر استقامت کے ساتھ رہے۔

**ثم استقاموا أفعالاً، كما استقاموا أقوالاً**

اسی طرح یہ معنی بھی بیان ہوا ہے کہ پھر وہ افعال میں ثابت قدم رہے جس طرح قولاً ثابت قدم رہے۔[3]

**"ثُمَّ اسْتَقَامُوا" أي: على طريقة رسول الله صلى الله عليه وسلم باتباعه**

بے شک وہ جنھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے، یعنی رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے حضور سید عالم ﷺ کے طریقے پر قائم رہے۔

**خلفائے راشدین کے اقوال:**

عامر بن سعد البجلی سے مروی ہے، فرمایا:

---

[1] جامع ترمذی 3250

[2] تفسیر عبد الرزاق 154/3

[3] بحر العلوم السمرقندی 226/3

قَرَأَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ هَذِهِ الآيَةَ، فَقَالُوا: وَمَا الاسْتِقَامَةُ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللّٰهِ؟ قَالَ: لَمْ يشركوا

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیۂ مقدسہ کی تلاوت کی تو ہم نے کہا: اے رسول اللہ کے خلیفہ! استقامت سے کیا مراد ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تم اللہ کو کسی کا شریک نہ ٹھہراؤ۔[1]

امام زہری سے مروی ہے، فرمایا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: امر و نہی (یعنی احکامات پر عمل کرنے اور ممنوعات سے بچنے) پر قائم رہے اور لومڑی کی طرح راہِ فرار اختیار نہ کرو۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: استقامت یہ ہے کہ بندہ خالص اللہ کے لیے عمل کرے۔

سیدنا حیدر کرار نے فرمایا: اِستقامت یہ ہے کہ بندہ فرائض (کو پابندی کے ساتھ) ادا کرے۔[2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: جب آیۂ مقدسہ نازل ہوئی تو حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: أمتي وربّ الكعبة"ربِ کعبہ کی قسم! وہ میری امت ہے۔[3]

سفیان بن عبد اللہ الثقفی سے مروی ہے، فرمایا: میں نے حضور سید عالم ﷺ کی خدمت میں عرض کی

يَا رَسُولَ اللهِ حَدِّثْنِي بِأَمْرٍ أَعْتَصِمُ بِهِ، قَالَ: قُلْ رَبِّيَ اللهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ الَهِ مَا أَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ، فَأَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهِ، ثُمَّ قَالَ: هَذَا

یا رسول اللہ! مجھے ایسے کام کا حکم جاری فرمائیں کہ آپ کے بعد کسی اور سے پوچھنے کی حاجت باقی نہ رہے۔ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا: تو کہہ اللہ کی ذات پر ایمان لایا پھر اس پر ثابت قدم رہا۔ پھر میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! میں خود کو کس چیز سے بچاؤں؟ حضور سید عالم ﷺ نے اپنی زبانِ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اس سے۔[4]

---

[1] تفسیر عبد الرزاق 154/3، تفسیر القرآن العظیم لابن زمنین224/4

[2] الکشف والبیان للثعلبی293/8

[3] تفسیر تستری، ص 137، الکشف والبیان للثعلبی294/8، الجامع لاحکام القرآنلالقرطبي: 15/ 358

[4] جامع ترمذی2410، سنن ابن ماجہ3972، مسند احمد15418، سنن دارمی2753، صحیح ابن حبان 5698

## سُوْرَۃُ الشُّوْرٰی

### آیت:38

وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِيبَ لَهُ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ

اور جو لوگ اللہ (کے دین کے بارے) میں جھگڑتے ہیں بعد اِس کے کہ اسے قبول کر لیا گیا اُن کی بحث و تکرار اُن کے رب کے نزدیک باطل ہے اور اُن پر (اللہ کا) غضب ہے اور اُن کے لئے سخت عذاب ہے۔[1]

**تفسیر ابن عباس میں ہے:**

{قل لَا أَسأَلُكُم عَلَيْهِ أجرا إِلَّا الْمَوَدَّة فِي الْقُرْبَى} {وَالَّذين يحاجون فِي الله من بعد مَا اسْتُجِيبَ لَهُ} إِلَى آخر الْآيَة وَخمس آيَات نزلت فِي أَبِي بكر الصّديق وَأَصْحَابه

آیۂ مقدسہ اور پانچ آیات حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔[2]

### آیت:39

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا إِنَّ اللهَ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿۲۳﴾

اے حبیب! آپ فرما دیجیے: میں اِس (تبلیغِ رسالت) پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا مگر (میری) قرابت (اور اللہ کی قربت) سے محبت (چاہتا ہوں) اور جو شخص نیکی کمائے گا ہم اس کے لئے اس میں اُخروی ثواب اور بڑھا دیں گے۔ بیشک اللہ بڑا بخشنے والا قدر دان ہے۔[3]

---

[1] الشوریٰ 16

[2] تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص405

[3] الشوریٰ 23

رسول اللہ ﷺ اور آقا کریم ﷺ کی آل سے محبت دینی فرائض میں سے ہے۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ :

میں تم سے صرف اتنا چاہتا ہوں کہ تم میری قرابت داروں سے اور میری اولاد سے محبت کرو ان کے معاملے میں میرا لحاظ کرو۔

آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر صدیق کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس لیے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بیتِ رسول ﷺ سے زیادہ محبت کرتے تھے۔

ابوالقاسم محمود بن عمرو الزمخشری (التوفی: 538ھ) لکھتے ہیں:

الْقُرْبى: التقرب إلى الله تعالى، أى: إلا أن تحبوا الله ورسوله في تقرّبكم إليه بالطاعة والعمل الصالح. وقرئ: إلا مودّة في القربى مَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً عن السدّى أنها المودّة في آل رسول الله صلى الله عليه وسلم: نزلت في أبى بكر الصديق رضى الله عنه ومودّته فيهم. والظاهر: العموم في أى حسنة كانت، إلا أنها لما ذكرت عقيب ذكر المودّة في القربى: دل ذلك على أنها تناولت المودّة تناولا أوّليا، كأنّ سائر الحسنات لها توابع

"قربى" (کے معنی) اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی قربت حاصل کرنے کے ہیں۔ یعنی (میں اس سب پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا) سوائے اس کے کہ تم فرماں برداری اور اچھے عمل کے ذریعے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا قرب چاہنے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت (قائم) رکھو۔

اور (اس آیت کو "إلاَّ الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبىٰ" کے بجائے) "إلاَّ مَوَدَّةً فِي الْقُرْبىٰ" بھی پڑھا گیا ہے۔

"من یقترف حسنة" (یعنی جس شخص نے نیکی کمائی)

(اس نیکی کی تفسیر میں) سدی سے مروی ہے کہ یہ نیکی رسول اللہ ﷺ کی آل پاک کی مودت ہے۔

یہ آیہ مقدسہ حضرت ابو بکر صدیق کی شان میں اور آپ کے آل رسول ﷺ سے مودت کے بارے میں نازل ہوئی۔

اور (اس نیکی سے) ظاہر عموم ہے کوئی سی بھی نیکی ہو۔ مگر جب اس (نیکی) کا ذکر رسول اللہ ﷺ کے اہل قرابت سے مودت کے بعد کیا گیا تو یہ دلیل ہے کہ یہ (نیکی) مودت اہل بیت کو سب سے پہلے

شامل ہے۔ گویا کہ باقی نیکیاں اس کے تابع ہیں۔[1]

شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الحسینی الآلوسی (المتوفی: 1270ھ) لکھتے ہیں:

المراد بالحسنة المودة في قربى الرسول صلّى الله عليه وسلّم وروي ذلك عن ابن والسدي، وأن الآية نزلت في أبي بكر رضي الله تعالى عنه لشدة محبته لأهل البيت، وقصة فدك. والعوالي لا تأبى ذلك عند من له قلب سليم، والكلام عليه تتميم، ولعل الأول أولى، وحب آل الرسول عليه الصلاة والسلام من أعظم الحسنات وتدخل في الحسنة هنا دخولا أوليا نَزِدْ لَهُ فِيها أي في الحسنة حُسْناً بمضاعفة الثواب عليها فإنها يزاد بها حسن الحسنة

نیکی سے مراد رسول اللہ ﷺ کی قرابت کی محبت ہے۔ اور اسی طرح اس کو حضرت ابن عباس اور سدی سے روایت کہا گیا ہے۔ اور کہا:

آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر صدیق کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس لیے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بیتِ رسول ﷺ سے زیادہ محبت کرتے تھے۔

پھر کہا: اَولیٰ بات یہی ہے کہ بھلائی کے معنی کو عام رکھا جائے۔ اور آل رسول ﷺ کی محبت تو بڑی نیکیوں میں سے ہے، سو یہ نیکی تو پہلے ہی عام معنی میں شامل ہو جائے گی۔

اور نیکی میں زیادتیٔ معنی کا مطلب یہ ہے کہ اس نیکی پہ دوسری نیکیوں کی بنسبت دوگنا اجر ملے گا۔[2]

**امیر المؤمنین سیدنا صدیقِ اکبر کی قرابتِ رسول ﷺ سے محبت:**

تاج دار صداقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

واللهِ لَقَرابَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِن قَرابَتِي

اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کے اہل قرابت سے تعلق جوڑنا مجھے اپنے اہلِ قرابت سے تعلق جوڑنے سے زیادہ محبوب ہے۔[3]

اور تاریخِ دمشق وغیرہ میں اس روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں:

---

[1] تفسیر کشاف الزمخشری 221/4

[2] روح المعانی 33/13

[3] صحیح البخاری، الرقم 3712، 4035، 4240، صحیح مسلم، الرقم 1759

سید نا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سید نا مولا علی مشکل کشا رضی اللہ عنہ اور دیگر اہلِ بیتِ کرام سے فرمایا:

وَالله لِأَن أصلكم أحب إِلَيّ من أَن أصل قَرَابَتِي لقرابتكم من رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم ولعظم الْحق الَّذِي جعله الله لَهُ على كل مُسلم

اللہ کی قسم! آپ لوگوں سے تعلق بنانا مجھے اپنے اہلِ قرابت سے تعلق جوڑنے سے زیادہ محبوب ہے۔ آپ لوگوں کے رسول اللہ ﷺ سے تعلق اور آپ ﷺ کے عظیم حق کی وجہ سے جسے اللہ جل وعلا نے حضور ﷺ کی ذاتِ والا کے لیے ہر مسلمان پر لازم کیا۔[1]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سید نا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ارْقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ

رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیت کے بارے میں آپ ﷺ کا لحاظ رکھو۔[2]

ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر البیضاوی (المتوفی: 685ھ) نے فرمایا:

نزلت في أبي بكر الصديق رضي الله عنه ومودته لهم. نَزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْناً في الحسنة بمضاعفة الثواب۔[3]

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

## آیت:40

فَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَى لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٣٦﴾

سو تمہیں جو کچھ بھی (مال و متاع) دیا گیا ہے وہ دنیوی زندگی کا (چند روزہ) فائدہ ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور پائیدار ہے، (یہ) اُن لوگوں کے لئے ہے جو ایمان لاتے اور اپنے رب پر توکّل کرتے ہیں۔[4]

آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، جب آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا تو لوگوں نے طعنہ دیا، تو آیۂ مقدسہ نازل ہوئی۔

---

[1] تاریخ دمشق 288/30، الصواعق المحرقہ 514/2

[2] صحیح البخاری، الرقم 3713، 3751

[3] أنوار التنزيل وأسرار التأويل للبيضاوي 80/5

[4] الشوری 36

سیدنا مولا علی المرتضیٰ سے مروی ہے، فرمایا:

اجتمع لأبي بكر رضی الله عنه مال فتصدق به كله في سبيل الله والخير"

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے مال اکٹھا کیا تو تمام کا تمام مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ حضرت ابو بکر کی ذات پر لوگوں نے ملامت کی تو آیۂ مقدسہ نازل ہوئی۔[1]

❖ قرطبیؔ میں بھی کچھ زائد الفاظ کے ساتھ آیا ہے۔

نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ حِينَ أَنْفَقَ جَمِيعَ مَالِهِ فِي طَاعَةِ اللهِ فَلَامَهُ النَّاسُ. وَجَاءَ فِي الحديث أنه: أنفق ثمانين ألفا.

آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سارا مال اللہ جل وعلا کی اطاعت میں خرچ کیا تو لوگوں نے آپ پر ملامت کی۔

حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے اسی ہزار (درہم اللہ کی راہ میں) صدقہ کیا۔[2]

❖ تفسیر وجیز میں ہے:

{فما أوتيتم من شيء} من أثاثِ الدُّنيا {فمتاع الحياة الدنيا} يتمتَّع به في هذه الدَّار {وَمَا عِنْدَ اللَّهِ} من الثَّواب {خير وأبقى للذين آمنوا} نزلت في أبي بكر الصديق رضي الله عنه حين أنفق جميع ماله وتصدَّق به فلامه النَّاس۔[3]

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

## آیت:41

وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ﴿۳۷﴾

اور جو لوگ کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب انہیں غصّہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں۔[4]

---

[1] الکشاف لزمخشری 228/4. أنوار التنزيل وأسرار التأويل البيضاوی 83/5

[2] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 35/16

[3] الوجیز للواحدی 967/1

[4] الشوریٰ 37

"وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ"

یعنی وہ در گزر سے کام لیتے ہیں اور وہ ان سے حلم والا معاملہ کرتے ہیں جنھوں نے ان پر ظلم کیا ہوتا ہے۔

ایک قول کے مطابق آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

فِي أَبِي بَكْرٍ حِينَ لامه الناس على انفاق مال كُلِّهِ وَحِينَ شُتِمَ فَحَلُمَ.

جب آپ نے سارا مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور لوگوں نے ملامت کی اور آپ کو برا بھلا کہا، توآپ نے لوگوں کے ساتھ حلم والا معاملہ فرمایا۔[1]

مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ نے فرمایا:

اجْتَمَعَ لِأَبِي بَكْرٍ مَالٌ مَرَّةً، فَتَصَدَّقَ بِهِ كُلِّهِ فِي سَبِيلِ الْخَيْرِ، فَلَامَهُ الْمُسْلِمُونَ وَخَطَّأَهُ الْكَافِرُونَ فَنَزَلَتْ

ایک مرتبہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مال جمع ہوا توآپ نے اللہ کی راہ میں مال لٹا دیا، مسلمانوں نے آپ پر ملامت کی اور کافروں نے آپ پر غلط الزام لگایا۔[2]

❖ تفسیر ثعلبی میں بقدر زائد ہے:

خص به أبا بكر وعم به من اتبعه

حضرت ابو بکر کو اس کے ساتھ خاص کیا اور عام کیا اس کو جس نے آپ کی اتباع کی۔[3]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

شَتَمَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ أَبَا بَكْرٍ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا، فَنَزَلَتِ الْآيَة

مشرکین میں سے ایک شخص نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دیں، حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ نے عفو و در گزر کا معاملہ فرمایا، توآیۂ مقدسہ نازل ہوئی۔[4]

---

[1] الکشف والبیان للثعلبی 322/8

[2] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 36/16

[3] الکشف والبیان للثعلبی 323/8

[4] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 36/16

دوسرے قول کے مطابق آیۂ مقدسہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

**نَزَلَتْ فِي عُمَرَ حِينَ شُتِمَ بِمَكَّةَ**

جب آپ کو مکہ المکرمہ میں برا بھلا کہا گیا، آیۂ مقدسہ نازل ہوئی۔[1]

## آیت:42

**وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ﴿۳۸﴾**

اور جو لوگ اپنے رب کا فرمان قبول کرتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور اُن کا فیصلہ باہمی مشورہ سے ہوتا ہے اور اس مال میں سے جو ہم نے انہیں عطا کیا ہے خرچ کرتے ہیں۔[2]

**" وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ "**

عبد الرحمان بن زید نے کہا: اس سے مراد مدینہ منورہ کے انصار ہیں۔

قبل از ہجرت رسول اکرم ﷺ نے ان کی طرف انہی میں سے بارہ نقیب بھیجے تھے، حضور سید عالم ﷺ کی ذات پر ایمان لانے کی دعوت دینے کے لیے۔[3]

**" وَأَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ "أَيْ يَتَشَاوَرُونَ فِي الْأُمُورِ**

یعنی اپنے معاملات میں مشاورت کرتے تھے۔[4]

نقاش نے کہا: حضور سید عالم ﷺ کی مدینہ میں تشریف آوری سے قبل انصار کا معمول تھا جب بھی کسی کام کا ارادہ کرتے تو آپس میں مشورہ کرتے اور اسی پر عمل کرتے۔

ضحاک کا کہنا ہے کہ جب انھوں سے حضور سید عالم ﷺ کے ظہور کی خبر سنی تو آپس میں مشورہ کیا۔

---

[1] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 35/16

[2] الشوری 38

[3] تفسیر ابن جزی 250/2، الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 36/16

[4] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 36/16

ابن عربی نے کہا: مشورہ جماعت میں محبت پیدا کرتا ہے، عقلوں کو پرکھنے کا آلہ ہے اور صحیح نتیجہ تک پہنچنے کا سبب ہے۔ قوم نے جب بھی مشورہ کیا اس نے ہدایت کو پایا۔

حضور سید عالم ﷺ صحابہ سے بعض امور میں مشورہ فرمایا کرتے تھے۔

❖ سب سے پہلے مشاورت:

وَأَوَّلُ مَا تَشَاوَرَ فِيهِ الصَّحَابَةُ الْخِلَافَةُ

سب سے پہلے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے خلافت کے معاملے میں مشورہ کیا۔

اس کے علاوہ جب مرتدین کے معاملے میں صحابہ نے مشورہ کیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کو ترجیح دی اور اسی پر سب کا اتفاق ہوا۔

دادا اور اس کی میراث کے بارے میں مشاورت۔

شراب اور حد کے بارے میں مشاورت۔

حضور سید عالم ﷺ کے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد صحابہ نے جنگوں کے بارے میں مشورہ کیا۔

کسی عقل مند نے کہا:

مَا أَخْطَأْتُ قَطُّ! إِذَا حَزَبَنِي أَمْرٌ شَاوَرْتُ قَوْمِي

فَفَعَلْتُ الَّذِي يَرَوْنَ، فَإِنْ أَصَبْتُ فَهُمُ المصيبون، وإن أخطأت فهم المخطئون

میں نے کبھی کوئی غلطی نہیں کی، جب مجھے کوئی امر لاحق ہوتا تو میں اپنی قوم سے مشورہ کرتا ہوں۔

جو وہ رائے دیتے، اگر میں صحیح نتیجے تک پہنچتا تو وہ بھی صحیح نتیجہ تک پہنچتے، اور اگر میں غلطی کرتا تو وہ بھی غلطی کرتے۔[1]

❖ خلفاء راشدین کے اوصاف:

أن هذه الآية إشارة إلى ذكر الخلفاء الراشدين رضي الله عنهم، لأنه بدأ أولا بصفات أبي بكر

[1] ماخوذ الجامع لاحکام القرآن للقرطبی

الصديق، ثم صفات عمر بن الخطاب، ثم صفات عثمان بن عفان، ثم صفات علي بن أبي طالب، فكونه جمع هذه الصفات، ورتبها على هذا الترتيب يدل على أنه قصد بها من اتصف بذلك

آیۂ مقدسہ میں خلفائے رشدین کے ذکر کی جانب اشارہ ہے کیوں کہ سب سے پہلے حضرت ابو بکر کی صفت کے ساتھ ابتدا کی۔ پھر حضرت عمر کے اوصاف کے ساتھ۔ پھر حضرت عثمان کے اوصاف کے ساتھ۔ پھر حضرت مولا علی کے اوصاف کے ساتھ۔ پس جمیع اوصاف جمع ہوگئے اور مرتب کیا اس ترتیب پر دلالت ہے اس بات پر کہ یقیناً ارادہ کیا ان اوصاف کے ساتھ ان نفوس قدسیہ کا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف کا ذکر آیۂ مقدسہ " الذين آمنوا وعلى ربهم يتوكلون " میں بیان فرمایا۔

حضرت عمر کے اوصاف کا تذکرہ آیات مقدسات " (والذين يجتنبون كبائر الإثم والفواحش) لأن ذلك هو التقوى، وقوله: وإذا ما غضبوا هم يغفرون، وقوله: قل للذين آمنوا يغفروا للذين لا يرجون أيام الله " میں فرمایا۔

حضرت عثمان کے اوصاف کا ذکر کیا:

(والذين استجابوا لربهم) لأن عثمان لما دعاه رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى الإيمان تبعه، وبادر إلى الإسلام وقوله، (وأقاموا الصلاة) لأن عثمان كان كثير الصلاة بالليل، وفيه نزلت (أمّن هو قانت آناء الليل ساجدا وقائما )الآية: وروي أنه كان يحيي الليل بركعة يقرأ فيها القرآن كله، وقوله وأمرهم شورى بينهم) لأن عثمان ولي الخلافة بالشورى، وقوله: ومما رزقناهم ينفقون، لأن عثمان كان كثير النفقة في سبيل الله ويكفيك أنه جهّز جيش العسرة

اس لیے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان کو دعوت دی تو آپ نے اتباع کی۔ (حضرت عثمان رات میں کثرت سے نماز ادا کرتے۔) (روایت میں ہے کہ آپ رات کو جاگتے اور ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھتے) (حضرت عثمان انفاق فی سبیل اللہ کثرت سے کرتے تھے)

اور مولائے کائنات مولا علی کے اوصاف کا تذکرہ فرمایا:

والذين إذا أصابهم البغي هم ينتصرون، لأنه لما قاتلته الفئة الباغية قاتلها انتصارا للحق، وانظر كيف سمّى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم المقاتلين لعلي الفئة الباغية حسبما ورد في الحديث الصحيح أنه قال لعمار بن ياسر: تقتلك الفئة الباغية "

مولا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب باغی گروہ کا قتال کیا، مولا علی کا قتل کرنا حق کے لیے تھا اور غور کر کیسے رسول اللہ ﷺ نے مقابل کا نام الفیۂ الباغیہ رکھا، اور صحیح احادیث میں آیا ہے سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے عمار! آپ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔[1]

❖ باغی گروہ:

حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے، فرمایا: رحمتِ عالم ﷺ نے حضرت عمار سے فرمایا:

وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ

عمار کا بھلا ہو، انھیں باغی گروہ قتل کرے گا۔ حضرت عمار انھیں جنت کی دعوت دیں گے اور وہ گروہ انہیں دوزخ کی طرف بلائے گا۔[2]

آپ ہی سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار کے لیے فرمایا:

تَقْتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِيَةُ"

اسے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔[3]

حضرت ام سلمہ نے فرمایا: حضور سید عالم ﷺ نے عمار سے کہا: اے عمار!

"تَقْتُلُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ" تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔[4]

---

[1] تفسیر ابن جزی 51/2۔250

[2] صحیح البخاری 427۔2812، مسند احمد 11011، صحیح ابن حبان 7078۔7079،

[3] مسند احمد الرقم 11166، السنن الکبری للنسائی الرقم 8494

[4] صحیح مسلم 2916

آپ ہی سے ایک مروی حدیث میں ہے: ایک مرتبہ حضرت عمار تشریف لائے تو حضور ﷺ نے فرمایا:
یَا ابْنَ سُمَیَّۃَ تَقْتُلُكَ الْفِئَۃُ الْبَاغِیَۃُ"
اے سُمَیَّہ کے بیٹے! تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔[1]
مسند احمد میں " وَیْحَهُ ابْنُ سُمَیَّۃَ تَقْتُلُهُ الْفِئَۃُ الْبَاغِیَۃُ " کے الفاظ ہیں۔
یونہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
وَیْحَ ابْنِ سُمَیَّۃَ تَقْتُلُهُ الْفِئَۃُ الْبَاغِیَۃُ"
ہائے افسوس سُمَیَّہ کے بیٹے کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔[2]
حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے، فرمایا: امام الانبیاء ﷺ نے عمار سے فرمایا:
اے عمار! خوشخبری ہے تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔[3]
یونہی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے بھی مروی ہے۔[4]

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو تحائف بھیجے تو حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ تحفے پیش کیے۔ جب اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا: میں نے آقا کریم ﷺ سے سنا تھا۔

حضور ﷺ نے فرمایا: تَقْتُلُهُ الفِئَۃُ البَاغِیَۃُ" اسے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔[5]

عمرو بن حزم کہتے ہیں جب حضرت عمار کو شہید کیا گیا تو میں حضرت عمرو بن عاص کے پاس آیا اور کہا کہ عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا گیا ہے۔ حضرت عمرو بن عاص نے کہا: حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

تَقْتُلُهُ الفِئَۃُ البَاغِیَۃُ

---

[1] السنن الکبری للنسائی الرقم 8493، مسند ابی یعلی الموصلی 455/12، مسند احمد الرقم 26482
[2] مسند ابی یعلی الموصلی الرقم 6524
[3] جامع ترمذی 3800
[4] مسند احمد 6499،6538،6926
[5] مسند احمد الرقم 17766

اسے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔[1]

عُمَرُ بْنُ أَيُّوبَ الْمَوْصِلِيُّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، قَالَ: سَأَلَ عَلِيٌّ عَنْ قَتْلَى، يَوْمِ صِفِّينَ ,فَقَالَ: قَتْلَانَا وَقَتْلَاهُمْ فِي الْجَنَّةِ ,وَيَصِيرُ الْأَمْرُ إِلَيَّ وَإِلَى مُعَاوِيَةَ۔[2]

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

## آیت:43

وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ ﴿٣٩﴾

اور وہ لوگ کہ جب انہیں (کسی ظالم و جابر) سے ظلم پہنچتا ہے تو (اس سے) بدلہ لیتے ہیں۔[3]

أحدها: أنه بَغْيُ الكفار على المسلمين، قال عطاء: هم المؤمنون الذين أخرجهم الكفار من مكة وبَغَوْا عليهم، ثم مَكنَّهم الله منهم فانتصروا. وقال زيد بن أسلم: كان أصحاب رسول الله صلّى الله عليه وسلّم فرقتين بمكة، فرقة كانت تُؤذَى فتَعفو عن المشركين، وفرقة كانت تُؤذَى فتنتصر، فأثنى اللهُ عزّ وجلّ عليهم جميعاً،

ایک قول یہ ہے کہ "الْبَغْيُ" سے مراد ہے کہ کفار نے مسلمانوں کو تکلیف پہنچائی۔

عطاء نے کہا: اس سے مراد وہ مؤمنین ہیں جن کو کفار نے مکے سے نکالا اور ان کو تکلیف دی۔ پھر اللہ نے ان کو ٹھکانا دیا اور ان کی مدد فرمائی۔

---

[1] مسند احمد 479/39

[2] مصنف ابن ابی شیبہ 37880 وسندہ صحیح/یزید بْن الأصم ابْن أخت مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

1) أبو حفص عمر بن أيوب الموصلي: ثقه

2) جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ الْجَزَرِيُّ: ثِقَة ضَابِط لحَدِيث

3) يزيد بن الأصم بن عبيد: "ثقة" كانَ ثِقَةً إِمَامًا، كَثِيرَ الْحَدِيثِ (تاریخ الاسلام 275/7)

[3] الشوری 39

حضرت زید نے کہا: صحابہ کے دو گروہ تھے، ان میں سے ایک گروہ وہ تھا جو کفار کی اذیتوں پر مواخدہ نہیں فرماتا بلکہ معاف کر دیتا تھا۔ اور دوسرا گروہ وہ تھا جو کفار کو جواب دیتا۔ ان دونوں گروہوں کی اللہ نے تعریف کی ہے۔[1]

ابو اسحاق ابراہیم بن السری بن سہل، الزجاج (المتوفی: 311ھ) فرماتے ہیں:

**أنها نزلت في أبي بكر الصديق**

یقیناً آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔[2]

## آیت: 44

**وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الأُمُورِ ﴿٤٣﴾**

اور یقیناً جو شخص صبر کرے اور معاف کر دے تو بیشک یہ بلند ہمت کاموں میں سے ہے۔[3]

جس نے ظالم کے ظلم پر صبر کیا، انتقام نہ لیا اور معاف کر دیا یہ صبر و عفو ان امور میں سے ہیں جو شرعاً مطلوب ہیں۔

ابو الحسن علی بن محمد بن محمد الماوردی (المتوفی: 450ھ) اور ابو المظفر منصور بن محمد السمعانی الحنفی ثم الشافعی (المتوفی: 489ھ) آیۂ مقدسہ کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

**صبر على الأذى وغفر للمؤذي. الثاني: صبر عن المعاصي وستر المساوىء**

ایک معنی ہے کہ تکلیف پر صبر کرے اور موذی کو معاف کرے۔ دوسرا معنی ہے: معاصی سے صبر کرے اور برائیوں پر پردہ ڈالے۔[4]

---

[1] زاد المسیر 67/4

[2] معانی القرآن للزجاج 401/4

[3] الشوریٰ 43

[4] النکت والعیون للماوردی 209/5، تفسیر سمعانی 83/5

❖ حضرت ابوابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے منافق کو جواب:

أن أبا بكر رضي الله عنه، كان عند النبيّ صلّى الله عليه وسلم ورجل من المنافقين يسبه، وأبو بكر رضي الله عنه لم يجبه، ورسول الله صلّى الله عليه وسلم ساكت يبتسم، فأجابه أبو بكر، فقام النبيّ صلّى الله عليه وسلم وذهب، فقام إليه أبو بكر فقال: يا رسول الله ما دام يسبني كنت جالساً، فلما أجبته قمت فقال صلّى الله عليه وسلم: إن الملك كان يجيبه عنك، فلما أجبته ذهب الملك، وجاء الشيطان وأنا لا أجلس في مجلس يكون فيه الشيطان. فنزل فَمَنْ عَفا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ

ایک دن حضور سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہوا، تو ایک منافق شخص حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دینے لگا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا تو رسول اللہ ﷺ بیٹھے تبسم فرمارہے تھے۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب منافق کو جواب دیا تو آقا کریم ﷺ باہر تشریف لے گئے، حضرت ابو بکر بھی آپ ﷺ کے پیچھے چلے گئے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! جب میں خاموش تھا تو آپ منافق کی گالیوں پر خاموشی سے بیٹھے رہے، پس جب میں نے منافق کو جواب دیا تو آپ تشریف لے گئے۔ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: جب منافق آپ کو گالیاں دے رہا تھا اور آپ خاموش بیٹھے تھے تو آپ کی طرف سے ایک فرشتہ جواب دے رہا تھا، پس جب آپ نے جواب دیا تو فرشتہ چلا گیا اور اس کی جگہ شیطان آگیا۔

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا میں اس مجلس میں نہیں بیٹھتا جس مجلس میں شیطان موجود ہو۔ پس اس وقت آیۂ مقدسہ نازل ہوئی۔[1]

❖ کلبی اور فراء کا کہنا ہے:

---

[1] بحر العلوم السمرقندی 247/3

أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَعَ ثَلَاثِ آيَاتٍ قَبْلَهَا، وَقَدْ شَتَمَهُ بَعْضُ الْأَنْصَارِ فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ أَمْسَكَ

یہ آیت اور اور اس سے پہلے والی تین آیات حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔جب کسی انصاری نے آپ کو برا بھلا کہا تو آپ نے ان کو جواب دیا پھر خاموش رہے۔[1]

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں:

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ" يُرِيدُ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَعُبَيْدَةَ وَعَلِيًّا وَجَمِيعَ الْمُهَاجِرِينَ رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ" سے مراد حضرت حمزہ بن عبد المطلب، حضرت عبیدہ، حضرت مولا علی اور جمیع مہاجرین علیہم الرضوان ہیں۔

فَأُولَئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ" يُرِيدُ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَعُبَيْدَةَ وَعَلِيًّا رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ

" فَأُولَئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ" سے مراد حضرت حمزہ بن عبد المطلب، حضرت عبیدہ، حضرت مولا علی بن ابی طالب ہیں۔

إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ" يُرِيدُ عُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدَ بْنَ عُتْبَةَ وَأَبَا جَهْلٍ وَالْأَسْوَدَ، وَكُلَّ مَنْ قَاتَلَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ بَدْرٍ

إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ" سے مراد عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، ابو جہل، اسود اور تمام مشرکین جو غزوۂ بدر میں شریک ہوئے۔

وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ" يُرِيدُ بِالظُّلْمِ وَالْكُفْرِ. "أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ" يُرِيدُ وَجِيعٌ

وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ" سے مراد ظلم و کفر ہے" أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ سے مراد دردناک عذاب ہے۔

" وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ" يُرِيدُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَأَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَمُصْعَبَ بْنَ عُمَيْرٍ وَجَمِيعَ أَهْلِ بَدْرٍ رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ. "إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ" حَيْثُ قَبِلُوا الفداء وصبروا على الأذى

[1] النکت والعیون للماوردی 209/5، الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 44/16

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ سے مراد حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح، حضرت مصعب بن عمیر اور جمیع بدری صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

"إِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ" کیوں کہ انہوں نے فدیہ کو قبول کیا اور تکلیفوں پر صبر کیا۔[1]

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

## سُوْرَةُ حُجُرَاتِ

### آیت:45

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿٢﴾

اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبیِ مکرّم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور اُن کے ساتھ اِس طرح بلند آواز سے بات (بھی) نہ کیا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے بلند آواز کے ساتھ کرتے ہو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے سارے اعمال ہی (ایمان سمیت) غارت ہو جائیں اور تمہیں (ایمان اور اعمال کے برباد ہو جانے کا) شعور تک بھی نہ ہو۔[2]

اس آیت کے شان نزول میں مفسرین کے بہت اقوال ہیں۔

**قول اول:** آیۂ مقدسہ بنی تمیم کے وفد کے متعلق نازل ہوئی۔ جب یہ وفد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو انھوں نے کلام کرنے کی اجازت مانگی، کلام کے دوران ان کی آواز بلند ہوئی تو آیۂ مقدسہ نازل ہوئی۔اے ایمان والو اپنی آواز کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو۔[3]

حضرت ابن ملیکہ سے مروی ہے، فرمایا: حدیث بیان کی مجھے عبد اللہ بن زبیر نے، فرمایا: بنو تمیم کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض

---

[1] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 44/16
[2] الحجرات 3
[3] بحر العلوم المعروف سمرقندی 323/3

کی: اے اللہ کے نبی ﷺ! قعقاع بن معبد کو امیر مقرر کیجیے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! اقعر بن حابس کو امیر مقرر کیجیے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: تو نے محض میری مخالفت کی وجہ سے یہ بات کی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً عرض کیا: میں نے آپ کی مخالفت کا کوئی ارادہ نہیں کیا۔ صاحبین کی گفتگو لمبی ہو گئی یہاں تک کہ آواز بلند ہونے لگی تو آیۂ مقدسہ نازل ہوئی۔[1]

**{يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ}**

**قول ثانی:** آیۂ مقدسہ ثابت بن قیس بن شماس کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

❖ ثابت بن قیس کو جنت کی خوشخبری

ثابت بن قیس کی فطری طور آواز بلند تھی اس نے کہا میں ہی ہوں جس کی آواز رسول اللہ ﷺ سے بلند ہوتی ہے، اور میرے اعمال ضایع ہو گئے۔ لہٰذا میں جہنمیوں میں سے ہوں۔ جب اس بات کی خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آقا کریم ﷺ نے پیغام بھیجا کہ جاکر اس کو خبر کرو کہ تم جنتی ہو۔

**فقال صلّى الله عليه وسلم بَلْ هُوَ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ**

ایک روایت میں یہ بھی الفاظ آئے ہیں۔

امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا: **إِنَّكَ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ بَلْ غَيْرُكَ مِنْ أَهْلِ النَّار**

اے ثابت: یقیناً تو اہل جنت میں سے ہے، آپ کے غیر وہ اہل نار میں سے ہیں۔[2]

یوں بھی آیا ہے کہ ثابت بن قیس راستے میں بیٹھے رو رہے تھے عاصم بن عدی کا گزر ہوا تو پوچھا: اے ثابت! تم کیوں رو رہے ہو؟ کہنے لگے یہ جو آیۂ مقدسہ:

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْواتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ**

نازل ہوئی ہے وہ میرے متعلق ہے، میں وہ ہوں کہ جس کی آواز رسول اللہ ﷺ کی آواز بلند ہوتی ہے اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں میرے اعمال برباد نہ ہو جائیں۔ میں جہنمیوں میں سے نہ ہو جاؤں۔

---

[1] صحيح البخاری 4367۔7302، جامع ترمذی 3266

[2] بحر العلوم المعروف سمرقندی 3/323۔324

حضرت عاصم حضور سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ سنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اذهب، فادعه لي" جاؤاس کو میرے پاس لاؤ۔

پھر حضرت عاصم اس جگہ پر پہنچے تو آپ کو نہ پایا، پھر آپ کے گھر والوں کی طرف آئے تو آپ کو اپنے گھر میں پایا اور فرمایا؛ حضور سید عالم ﷺ آپ کو بلارہے ہیں۔ جب حضرت ثابت آقا کریم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ثابت! کس چیز نے تمہیں رلایا ہے؟ عرض کی: اے اللہ کے نبی! میری آواز بلند ہوتی ہے، مجھے خوف ہے کہ آیۂ مقدسہ میرے بارے میں نازل نہ ہوئی ہو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أما ترضى أن تعيش سعيدا وَتُقْتَلُ شَهِيدًا وَتَدْخُلُ الْجَنَّةَ

کیا تو راضی نہیں کہ تو تعریف کی گئی زندگی گزارے، شہید کی حیثیت سے قتل کیے جاؤ اور جنت میں داخل ہو۔[1]

بخاری میں حضرت انس بن مالک سے مروی ہے، فرمایا:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ، فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ، مُنَكِّسًا رَأْسَهُ، فَقَالَ: مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ: شَرٌّ، كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَأَتَى الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ مُوسَى بْنُ أَنَسٍ: فَرَجَعَ المَرَّةَ الآخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيمَةٍ، فَقَالَ: اذْهَبْ إِلَيْهِ، فَقُلْ لَهُ: إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَلَكِنْ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ

حضور سید عالم ﷺ نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔ ایک صحابی نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں آپ کے لیے ان کی خبر لاتا ہوں۔ پھر وہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے یہاں آئے دیکھا کہ وہ گھر میں سر جھکائے بیٹھے ہیں پوچھا کیا حال ہے؟ کہا کہ برا حال ہے کہ نبی کریم ﷺ کی آواز کے مقابلے میں بلند آواز سے بولا کرتا تھا اب سارے نیک اعمال برباد ہوگئے اور اہل دوزخ قرار دے دیا گیا ہوں۔

وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے جو کچھ کہا تھا اس کی اطلاع آپ ﷺ کو دی۔

---

[1] الكشف والبيان 72/9، فتح الباري لابن حجر 6/ 621

موسیٰ بن انس نے بیان کیا کہ وہ شخص اب دوبارہ ان کے لیے ایک عظیم بشارت لے کر ان کے پاس آئے۔آقا کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ان کے پاس جاؤ اور کہو کہ تم اہل دوزخ میں سے نہیں ہو بلکہ تم اہل جنت میں سے ہو۔[1]

حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی معذوری کے باوجود اپنے اوپر یہ لازم کر لیا تھا کہ وہ کبھی نبی کریم ﷺ کی آواز پر اپنی آواز بلند نہیں کریں گے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم اہلِ جنت میں سے ایک شخص کو اپنے سامنے چلتا ہوا دیکھتے تھے اور جب یمامہ کے مقام پر مُسیلمہ سے جنگ ہوئی تو حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ مسلمانوں کا ایک گروہ شکست کھا گیا ہے ،یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا: ان لوگوں پر افسوس ہے ، پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے اس طرح جنگ نہیں کیا کرتے تھے۔ پھر یہ دونوں ڈٹ گئے اور لڑائی کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

❖ وصال کے بعد وصیت

حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں خواب میں دیکھا انھوں نے فرمایا: فلاں شخص میری زِرَہ اتار کر لے گیا ہے اور وہ لشکر کے کونے میں گھوڑے کے پاس پتھر کی ہنڈیا کے نیچے رکھی ہوئی ہے۔

لہٰذا آپ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جائیں اور انھیں اس کی خبر دیں تاکہ وہ میری زِرہ واپس لے سکیں اور رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جائیں اور ان سے عرض کریں: مجھ پر قرض ہے تاکہ وہ میرا قرض ادا کر دیں اور میرا فلاں غلام آزاد ہے۔ چنانچہ اس صحابی نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی خبر دی تو انھوں نے زِرہ اور گھوڑے کو اسی طرح پایا جیسے حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا تھا۔

---

[1] صحیح البخاری 3613۔4846

انھوں نے زِرہ لے لی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس خواب کی خبر دی۔
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کو نافذ کر دیا۔
حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مجھے اس وصیت کے علاوہ کوئی ایسی وصیت معلوم نہیں جو کسی کی وفات کے بعد نافذ کی گئی ہو۔[1]

## قول ثالث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرمایا: جب آیۂ مقدسہ نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم اٹھائی" وَاللّٰہِ لَا أَرْفَعُ صَوْتِي إِلَّا كَأَخِي السِّرَارِ "
اللہ جل وعلا کی قسم! میں آپ ﷺ سے جب بھی کلام کروں گا تو ایک رازداری کرنے والے کی طرح کلام کروں گا۔[2]

حضرت ابو سلمہ سے مروی ہے، فرمایا: جب آیۂ مقدسہ "لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ" نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أُكَلِّمُكَ بَعْدَ هَذَا إِلَّا كَأَخِي السِّرَارِ

اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ میں ہمیشہ آپ سے ایک رازداری کرنے والے کی مثل کلام کروں گا۔[3]

---

[1] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی305/16، صاوی علی الجلالین، تحت الآیۃ
[2] الکشف والبیان للثعلبی72/9، الجامع لاحکام القرآن للقرطبی308/16
[3] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی308/16

## سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ

### آیت:46

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١٣﴾

بیشک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر انہوں نے استقامت اختیار کی تو ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگیں ہوں گے۔[1]

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ

حضرت ابن عباس نے فرمایا: آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔[2]

### آیت:48

وَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتَّى إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٥﴾

اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم فرمایا۔ اس کی ماں نے اس کو تکلیف سے (پیٹ میں) اٹھائے رکھا اور اسے تکلیف کے ساتھ جنا، اور اس کا (پیٹ میں) اٹھانا اور اس کا دودھ چھڑانا (یعنی زمانۂ حمل و رضاعت) تیس ماہ (پر مشتمل) ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جاتا ہے اور (پھر) چالیس سال (کی پختہ عمر) کو پہنچتا ہے، تو کہتا ہے: اے میرے رب: مجھے توفیق دے کہ میں تیرے اس احسان کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمایا ہے اور یہ کہ میں ایسے نیک اعمال کروں جن سے تو راضی ہو اور میرے لئے میری اولاد میں نیکی اور خیر رکھ دے۔ بیشک میں تیری طرف

---

[1] الاحقاف 13

[2] الجامع لاحکام القرآن 192/16

رجوع کرتا ہوں اور میں یقیناً فرمانبرداروں میں سے ہوں۔[1]

آیۂ مقدسہ کی تفسیر میں مفسرین کے دو اقوال ملتے ہیں۔

بعض نے کہا آیۂ مقدسہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

بعض کا کہنا ہے کہ آیۂ مقدسہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

جیسا کہ سدی اور ضحاک نے کہا: نزلت هذه الآية في سعد بن أبي وقّاص۔[2]

آپ عشرہ مبشرہ اور سابقین اول میں سے تھے۔

حضرت سعد سے ان کی ماں حمنہ بنت ابی سفیان بن عبدالشمّس نے کہا: تو نے یہ کیا نئی بات نکال رکھی ہے؟ جب تک تو اس کا انکار نہیں کرے گا اس وقت تک بہ خدا میں نہ کھانا کھاؤں گی، نہ پانی پیوں گی یہاں تک کہ یونہی مر جاؤں گی۔

دوسری روایت کے یہ الفاظ ہیں: جب تک اس مذہب سے جس پر تو قائم ہے لوٹ نہیں جائے گا میں کچھ کھاؤں گی، نہ پیوں گی یونہی مر جاؤں گی۔ پھر ہمیشہ تجھے لوگ اس کی عار دلاتے رہیں گے کہ یہ ماں کا قاتل ہے۔اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا

اور اگر وہ دونوں تم سے زور دے کر کہیں کہ میرے ساتھ ان چیزوں کو شریک قرار دو جن (کی الوہیت) کا تم کو کچھ علم نہیں ہے تو ان کا کہنا نہ ماننا۔ یعنی جن چیزوں کے خدا ہونے نہ ہونے کا تم کو کچھ علم نہیں ان کی الوہیت کا صحیح ہونا تم کو معلوم نہیں تو ایسی حالت میں بھی تم والدین کا کہنا نہ ماننا۔ چہ جائیکہ تم کو اللہ کی الوہیت اور اس کی وحدانیت اور دوسروں کی الوہیت کی نفی قطعی دلائل سے معلوم ہو ہو تو اس صورت

---

[1] الاحقاف 15

[2] الكشف والبيان للثعلبى 12/9

میں اطاعت والدین نہ کرنا تو بدرجہ اولیٰ ضروری ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ

خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی فرمانبرداری (جائز) نہیں۔[1]

حضرت علی المرتضیٰ کی روایت میں آیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ

اللہ کی نافرمانی میں کسی کی فرماں برداری (جائز) نہیں (والدین کی) اطاعت تو اچھے کاموں میں (لازم) ہے۔[2]

بغوی نے لکھا ہے اس آیت کے نزول کے بعد حضرت سعد کی ماں نے ایک دن رات یا تین دن بغیر کھائے پیے گزار دیے۔ سعد ماں کے پاس گئے اور کہا: اماں! اگر تیری سو جانیں ہوں اور ایک ایک جان نکل جائے تب بھی میں اپنا مذہب نہیں چھوڑوں گا۔ تیرا دل چاہے کھا، نہ چاہے نہ کھا۔ جب ماں ناامید ہو گئی تو اس نے کھانا پینا شروع کر دیا۔

إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

میری ہی طرف تم سب کو واپس لوٹنا ہے پھر میں ہی تم کو بتاؤں گا کہ جو کچھ تم کرتے رہے۔ یعنی تمہارے اعمال کی سزا و جزا دوں گا۔[3]

مفسرین کا کہنا ہے اگرچہ آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے لیکن یہ امر عام ہے۔

## آیۂ مقدسہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خصوصیت کا بیان

جب (انسان) اپنی پوری قوت کو پہنچا اور چالیس برس کا ہوا تو کہا: اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہے۔

اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ آیۂ مقدسہ میں انسان سے مراد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور آپ

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ 33717، السنة لابی بکر الخلال 58، مسند الشهاب 873

[2] سنن ابی داؤد 2625، سنن نسائی 4205،

[3] ماخوذ تفسیر مظھری، سورہ عنکبوت تحت الآیة 8

نے تقریباً چالیس برس کی عمر میں اسلام قبول کیا تھا۔

دورِ رسالت ﷺ میں جمیع اصحاب میں واحد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے کہ خود بھی صحابی اور آپ کے والدین، بیٹا اور پوتا بھی صحابی تھا۔

وقال الآخرون: نزلت في أبي بكر الصدّيق رضي الله عنه وأبيه أبي قحافة عثمان بن عمرة، وأمّه أمّ الخير بنت صخر بن عمرو بن عامر. فلمّا بلغ أبو بكر أربعين سنة آمن بالنبي صلّى الله عليه وسلّم وقال لربّه: إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔[1] مذکور خلاصہ اسی عبارت کا ہے۔

امام ابو الحسن علی بن احمد الواحدی النیشاپوری (المتوفی 468ھ) لکھتے ہیں:

فدل على أنه إنسان بعينه، وهو أبو بكر الصديق رضي الله عنه

آیۂ مقدسہ میں انسان سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ہے۔[2]

حضرت ابن عباس نے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ان کا حمل اور ان کا دودھ چھوٹنا اسی مدت میں تھا اور یہ پوری آیت ان ہی کے متعلق ہے اور اس سے بعینہٖ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں۔

عطاء نے کہا: اس آیت میں ہے: حتی اذا بلغ اشدہ" حتیٰ کہ جب وہ اپنی قوت کو پہنچ گیا۔

اس سے مراد ان کی عمر کے اٹھارہ سال ہیں اور اس وقت حضور سید عالم ﷺ کی عمر بیس سال تھی جب آپ تجارت کے لیے شام کے علاقے میں گئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر اور حضر میں نبی کریم ﷺ سے جدا نہیں ہوتے تھے۔ پس جب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر چالیس سال کی ہو گئی اور رسول اللہ ﷺ کو نبوت عطا کر دی گئی تو حضرت ابو بکر نے اپنے رب سے دعا کی: اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا ہے، یعنی

[1] الکشف والبیان للثعلبی 12/9

[2] تفسیر الوسیط للواحدی 107/4

تو نے مجھے ہدایت دی اور ایمان لانے کی توفیق دی اور میرے باپ ابو قحافہ عثمان بن عمر اور میری ماں ام الخیر بنت صخر بن عمر پر بھی یہ انعام کیا کہ وہ بھی ایمان اور اسلام کی دولت سے سر فراز ہو گئے۔[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا:

"أجابه الله تعالى، فأعتق تسعة من المؤمنين، يعذبون في الله، ولم يرد شيئًا من الخير إلا أعانه الله عليه، واستجاب الله له في ذريته"

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان متعدد غلاموں کو خرید کر آزاد کیا جو مسلمان ہو چکے تھے اور اسلام لانے کی وجہ سے ان کو عذاب دیا جارہا تھا۔

امام واحدی مزید لکھتے ہیں: اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے متعلق ان کی دعا قبول فرمائی جو انھوں نے دعا کی تھی اور میری اولاد میں بھی نیکی رکھ دے۔ پس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد، آپ کی والدہ اور آپ کے والد سب ایمان لے آئے۔[2]

امام واحدی اپنی سند کے ساتھ موسیٰ بن عقبہ سے روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو بک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ر خود بھی رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایمان لائے آپ کے والد حضرت ابو قحافہ، آپ کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر اور آپ کے پوتے ابو عتیق بن عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ ﷺ کے عہد میں اسلام لائے۔

ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ البخاری (المتوفی: 256ھ) نے کہا:

أبو عتيق أدرك النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وهو ابن عبد الرحمن بن أبي بكر"

ابو عتیق نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا اور وہ عبدالرحمان بن ابی بکر کے بیٹے ہیں۔[3]

---

[1] التفسير الوسيط 107/4

[2] التفسير الوسيط 108/4

[3] التفسير الوسيط 108/4

علامہ محمود بن عمر زمخشری خوارزمی (متوفی 538ھ) لکھتے ہیں:

نزلت في أبي بكر رضى الله عنه وفي أبيه أبي قحافة وأمّه أم الخير وفي أولاده، واستجابة دعائه فيهم. وقيل: لم يكن أحد من الصحابة من المهاجرين منهم والأنصار أسلم هو ووالداه وبنوه وبناته غير أبي بكر

یہ آیت حضرت ابو بکر، ان کے والد ابو قحافہ، ان کی والدہ ام الخیر اور ان کی اولاد کے متعلق نازل ہوئی ہے اور ان کی دعا کے مقبول ہونے کے بیان میں ہے اور مہاجرین اور انصار میں کوئی صحابی ایسا نہیں تھا جو خود بھی اسلام لایا ہو، اس کے والدین بھی اسلام لائے ہوں اور اس کے بیٹے اور بیٹیاں بھی اسلام لائے ہوں ماسوائے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔[1]

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی (متوفی 606ھ) لکھتے ہیں:

ولم يتفق لأحد من الصحابة أن أسلم أبواه وجميع أولاده الذكور والإناث إلا لأبي بكر

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا صحابہ میں سے کسی کے لیے بھی یہ اتفاق نہیں ہوا کہ اس کے والدین بھی اسلام لائے ہوں اور ان کی تمام اولاد بھی اسلام لائی ہو خواہ مذکر ہو یا مؤنث۔[2]

❖ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شام کا سفر:

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی مالکی (المتوفی 668ھ) نے لکھا ہے:

إِنَّ أَبَا بَكْرٍ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِي عَشْرَةَ سَنَةً وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ عِشْرِينَ سَنَةً، وَهُمْ يُرِيدُونَ الشَّامَ لِلتِّجَارَةِ، فَنَزَلُوا مَنْزِلًا فِيهِ سِدْرَةٌ، فَقَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ظِلِّهَا، وَمَضَى أَبُو بَكْرٍ إِلَى رَاهِبٍ هُنَاكَ فَسَأَلَهُ عَنِ الدِّينِ. فَقَالَ

---

[1] الكشاف الزمخشری 303/4

[2] تفسیر کبیر 20/28

الرَّاهِبُ: مَنِ الرَّجُلَ الَّذِي فِي ظِلِّ الشَّجَرَةِ؟ فقال: ذاك محمد بن عبد الله ابن عَبْدِ الْمُطَّلِبِ. فَقَالَ: هَذَا وَاللَّهِ نَبِيٌّ

شام کے سفر میں حضرت ابو بکر، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، اس وقت ان کی عمر اٹھارہ سال تھی جبکہ رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک بیس سال تھی۔ حضور سید عالم ﷺ اور حضرت ابو بکر شام کی جانب تجارت کی غرض سے سفر کا ارادہ رکھتے تھے، حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر بیری کے درخت کی جگہ اترے۔ حضور سید عالم ﷺ بیری کے درخت کے سائے میں بیٹھ گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راہب کے پاس چلے گئے اور دین کے متعلق سوال کیا۔ راہب نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا! یہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہیں اور اللہ کی قسم! یہ نبی ہیں۔[1]

وَمَا اسْتَظَلَّ أَحَدٌ تَحْتَهَا بَعْدَ عِيسَى. فَوَقَعَ فِي قَلْبِ أَبِي بَكْرٍ الْيَقِينُ وَالتَّصْدِيقُ، وَكَانَ لَا يَكَادُ يُفَارِقُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَسْفَارِهِ وَحَضَرِهِ. فَلَمَّا نُبِّئَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، صَدَّقَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی آدمی اس درخت کے نیچے نہیں بیٹھا۔ حضرت ابو بکر کے دل میں یقین اور تصدیق بیٹھ گئی، اس کے بعد ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر وحضر میں رہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے چالیس سال کی عمر میں جب اعلان نبوت فرمایا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تصدیق کی۔[2]

علامہ سید محمود آلوسی (متوفی 1270ھ) لکھتے ہیں:

أنه قد صحب النبي صلّى الله عليه وسلّم وهو ابن ثمان عشرة سنة ورسول الله صلّى الله عليه وسلّم ابن عشرين سنة في سفر للشام في التجارة فنزل تحت شجرة سمرة وقال له الراهب: إنه لم يستظل بها أحد بعد عيسى غيره صلّى الله عليه وسلّم فوقع في قلبه

[1] الجامع لاحکام القرآن لقرطبی 194/16

[2] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 194/16

تصديقه فلم يكن يفارقه في سفر ولا حضر فلما نبىء وهو ابن أربعين آمن به وهو ابن ثمانية وثلاثين فلما بلغ الأربعين

یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق کے متعلق نازل ہوئی ہے کیوں کہ مہاجرین اور انصار میں سے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کوئی صحابی ایسا نہیں تھا جو خود بھی اسلام لایا ہو اور اس کے والدین بھی اسلام لائے ہوں۔ امام واحدی نے بیان کیا ہے کہ ان کی عمر اٹھارہ سال تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر بیس سال تھی جب وہ تجارت کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شام گئے تھے، رسول اللہ ﷺ کیکر کے ایک درخت کے نیچے بیٹھے۔ راہب نے کہا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اس درخت کے سائے میں آپ ﷺ کے سوا کوئی نہیں بیٹھا، تب حضرت ابو بکر کے دل میں نبی ﷺ کی تصدیق بیٹھ گئی اور وہ کبھی سفر اور حضر میں آپ سے جدا نہیں ہوئے اور جب حضرت ابو بکر کی عمر ۳۸ سال تھی اور رسول اللہ ﷺ کی عمر ۴۰ برس کی تھی تو آپ ﷺ کو نبوت کے اعلان کا حکم دیا گیا۔[1]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:

هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ! أَسْلَمَ أَبَوَاهُ جَمِيعًا وَلَمْ يَجْتَمِعْ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ أَنْ أَسْلَمَ

یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے، ان کے ماں باپ دونوں اسلام لائے اور حضرت ابو بکر کے سوا مہاجرین میں سے کسی کے ماں باپ دونوں اسلام نہیں لائے۔[2]

فَلَمْ يَبْقَ لَهُ وَلَدٌ وَلَا وَالِدٌ وَلَا وَالِدَةٌ إِلَّا آمَنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ. وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمَ هُوَ وَأَبَوَاهُ وَأَوْلَادُهُ وَبَنَاتُهُ كُلُّهُمْ إِلَّا أَبُو بَكْرٍ

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو

---

[1] روح المعانی 176/13

[2] تفسیر الوسیط للواحدی 107/4، الجامع لاحکام القرآن 194/16

خود بھی ایمان لایا ہو، اس کے ماں باپ بھی ایمان لائے ہوں اور اس کے تمام بیٹے اور بیٹیاں بھی ایمان لائی ہوں۔[1]

أنها نزلت في أبي بكر رضي الله عنه لأنه لم يكن أحد أسلم هو وأبواه من المهاجرين والأنصار سواه

آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے ،آپ کے سوا مہاجرین و انصار میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو خود بھی ایمان لایا ہو اور اس کے والدین بھی اسلام لائے ہوں۔[2]

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا:

مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَا قَالَ:فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَا. قَالَ: «فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِينًا؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَا. قَالَ:فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضًا؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِئٍ، إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ

تم میں سے آج کون شخص روزہ دار ہے ؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا: میں ہوں،آپ نے پوچھا :آج تم میں سے کون شخص جنازہ کے ساتھ گیا تھا؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا: میں،آپ نے پوچھا:آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے ؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا: میں نے، آپ نے پوچھا:آج تم میں سے کس شخص نے مریض کی عیادت کی ہے ؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا: میں نے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص میں بھی یہ اوصاف جمع ہوں گے وہ جنتی ہو گا۔[3]

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

[1] الجامع لاحکام القرآن 195/16

[2] أنوار التنزيل وأسرار التأويل البيضاوی 144/5، روح المعانی 176/13

[3] صحیح مسلم 1028

## سُوْرَةُ الْفَتْحِ

### آیت:48

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴿۲۹﴾

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی معیت اور سنگت میں ہیں (وہ) کافروں پر بہت سخت اور زور آور ہیں آپس میں بہت نرم دل اور شفیق ہیں۔ آپ انہیں کثرت سے رکوع کرتے ہوئے، سجود کرتے ہوئے دیکھتے ہیں وہ (صرف) اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے طلب گار ہیں۔ اُن کی نشانی اُن کے چہروں پر سجدوں کا اثر ہے (جو بصورتِ نور نمایاں ہے)۔ ان کے یہ اوصاف تورات میں (بھی مذکور) ہیں اور ان کے (یہی) اوصاف انجیل میں (بھی مرقوم) ہیں۔ وہ (صحابہ ہمارے محبوب مکرّم کی) کھیتی کی طرح ہیں جس نے (سب سے پہلے) اپنی باریک سی کونپل نکالی، پھر اسے طاقتور اور مضبوط کیا، پھر وہ موٹی اور دبیز ہوگئی، پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی (اور جب سرسبز و شاداب ہو کر لہلہائی تو) کاشتکاروں کو کیا ہی اچھی لگنے لگی (اللہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنھم کو اسی طرح ایمان کے تناور درخت بنایا ہے) تاکہ اِن کے ذریعے وہ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جلنے والے) کافروں کے دل جلائے، اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔[1]

آیۂ مقدسہ کی تفسیر میں ابو اللیث نصر بن محمد السمرقندی (المتوفی 375ھ) اور ابو اسحاق احمد بن محمد الثعلبی (المتوفی 427ھ) لکھتے ہیں:

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ قال: هو محمّد صلّى الله عليه وسلّم وَالَّذِينَ مَعَهُ يعني: أبا بكر أَشِدَّاءُ عَلَى

[1] الفتح 29

الْكُفَّارِ يعني: عمر رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ يعني: عثمان تَرَاهُمْ رُكَّعاً سُجَّداً يعني: علياً رضوان الله عليهم أجمعين يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللهِ وَرِضْوَاناً يعني: طلحة، والزبير، وعبد الرحمن بن عوف، وسعد، وسعيد، وأبو عبيدة الجرّاح

بعض ائمہ تفسیر نے کہا: " مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ " سے مراد حضور سید عالم ﷺ کی ذات ہے " وَالَّذِينَ مَعَهُ" اور نبی کے ساتھ والے سے مراد حضرت ابو بکر ہیں" أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ " کافروں پر سخت ہیں یعنی عمر " رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ "آپس میں نرم دل ہیں یعنی عثمان" رُكَّعاً سُجَّداً " تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے ہوئے، سجدے کرتے ہوئے یعنی حضرت علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

" يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَاناً " اللہ کا فضل و رضا چاہتے یعنی: حضرت طلحہ و زبیر، عبد الرحمان بن عوف، سعد و سعید اور ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔[1]

مزید آپ اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں:

كَزَرْعٍ يعني: محمدا صلّى الله عليه وسلم. أَخْرَجَ شَطْأَهُ يعني: أبا بكر فَآزَرَهُ يعني: أعانه عمر على كفار مكة فَاسْتَغْلَظَ يعني: تقوى بنفقة عثمان فَاسْتَوى عَلى سُوقِهِ يعني: قام على أمره علي بن أبي طالب يعينه، وينصره على أعدائه

" كَزَرْعٍ " سے مراد حضور سید عالم ﷺ کی ذات گرامی ہے" أَخْرَجَ شَطْأَهُ " سے مراد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ہے" فَآزَرَه " سے مراد حضرت عمر ہیں " فَاسْتَغْلَظَ "سے حضرت عثمان مراد ہیں (یعنی حضرت عثمان کے نفقہ سے فائدہ اٹھانا) اور" فَاسْتَوى عَلى سُوقِهِ "سے مولا علی المرتضی کی ذاتِ گرامی مراد ہے (مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے حکم کو قائم کیا اور دشمنوں کے خلاف آپ کی مدد کی۔[2])

ابو المظفر، منصور بن محمد السمعانی الحنفی ثم الشافعی (المتوفی 489ھ) نے بھی یہ بات لکھی:

---

[1] بحر العلوم السمرقندی 320/3، الكشف والبيان للثعلبی 66/9

[2] بحر العلوم السمرقندی 321/3، الكشف والبيان للثعلبی 67/9

اور کہا یہ حضرت جعفر بن محمد الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ساتھ یہ بھی کہا کہ یہ قول غریب ہے مختار اور مشہور یہی ہے کہ اس سے جمیع اصحاب مراد لیے جائیں۔[1]

یہی بات ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی (المتوفی: 597ھ) نے مبارک بن فضالہ عن الحسن البصری کے حوالہ سے لکھی ہے۔[2]

کیوں کہ یہ اوصاف جمیع اصحابِ رسول ﷺ میں موجود تھے۔ جیسا کہ زاد المسیر میں ہے۔

**وھذا الوصف لجمیع الصحابة عند الجُمھور"**

جمہور کے ہاں یہ اوصاف اصحابِ رسول ﷺ میں موجود تھے۔[3]

ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی (المتوفی: 597ھ)اور شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الحسینی الالوسی (المتوفی: 1270ھ) لکھتے ہیں:

**أن أصل الزَّرع: عبد المطلب «أخرج شطأه» أخرج محمّدا صلّى الله عليه وسلّم فَآزَرَهُ: بأبي بكر فَاسْتَغْلَظَ: بعمر فَاسْتَوى: بعثمان عَلى سُوقِهِ: عليّ بن أبي طالب**

یقیناً "أصل الزَّرع" سے مراد حضرت عبد المطلب ہیں "أخرج شطأه" سے مراد حضور سید عالم ﷺ کی ذات والا مراد ہے۔ "فَآزَرَهُ" سے مراد حضرت سیدنا ابو بکر صدیق ہیں۔ "فَاسْتَغْلَظَ" سے مراد حضرت عمر بن خطاب ہیں۔ "فَاسْتَوى" سے مراد حضرت عثمان ہیں اور "عَلى سُوقِهِ" سے مراد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔[4]

❖ تفسیر احمدیہ میں ہے:

**ان بعض المفسرين قد قصدوا فيه لطافة حسنة وشيئا عجيبا فجعلوا كل لفظ منه اشارة الى صاحب مخصوص من الخلفاء الاربعة الاخيار فقالوا (وَالَّذِينَ مَعَهُ) ايماء الى ابي بكر الصديق رضي الله عنه حيث كان مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في الغار وفي أكثر**

---

[1] تفسیر سمعانی 210/5

[2] زاد المسیر 138/4

[3] زاد المسیر 138/4

[4] زاد المسیر 319/4، روح المعانی 281/13

الحضر والسفر وقوله تعالى (أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ) ايماء الى عمر الفاروق رضى الله شديدا على الكفار وقوله تعالى (رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ) ايماء الى عثمان رضى الله عنه كان برا رحيما كامل الحياء والايمان وقوله تعالى (تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا) ايماء الى على رضى ا الله عنه حيث كان عنه حيث كان عابدا زاهدا راكعا ساجدا.

بعض مفسرین نے اس میں ایک خوب صورت لطافت اور عجیب چیز بیان فرمائی: اُنھوں نے اس آیت کے ہر لفظ کو حضرات خلفائے راشدین کے بارے میں مخصوص فضائل پر منطبق کیا ہے۔ چناں چہ فرماتے ہیں کہ قول باری تعالیٰ "وَالَّذِينَ مَعَهُ" حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیوں کہ وہ آپ ہی تھے جو رسول کریم ﷺ کے غار کے ساتھی تھے اور سفر و حضر میں اکثر آپ ﷺ کی معیت میں رہتے تھے۔ (أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ ہے کیوں کہ کفار کے خلاف آپ کی شدت واقعی بہت سخت تھی اور قول باری تعالیٰ "رُحَمَاءُ بَينهم" سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف مخصوص اشارہ کیا گیا ہے کیوں کہ آپ انتہائی نیک رحیم اور حیا و ایمان میں کامل شخصیت تھے اور قول باری تعالیٰ "رُكَّعًا سُجَّدًا" میں حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا ذکر مخصوص کیا گیا ہے کیوں کہ آپ عابد زاہد، راکع اور ساجد تھے۔[1]

ابو سعد عبد الملک بن محمد بن إبراہیم النیشابوری الخرکوشی (المتوفی: 407ھ) شرف المصطفیٰ میں لکھتے ہیں:

فإن الله عزّ وجلّ يقول: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ، يعني: أبا بكر رضي الله عنه، وقال أبو بكر: النظر إلى وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم، ومن أحب رؤية شيء كان معه. أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ، يعني: عمر رضي الله عنه، ومن غلظ على الكافرين أمرهم بالمعروف ونهاهم عن المنكر. رُحَماءُ بَيْنَهُمْ، يعني: عثمان بن عفان رضي الله عنه، ومن رحم الخلق كساهم وأطعمهم. تَراهُمْ رُكَّعاً سُجَّداً، يعني: علي بن أبي طالب رضي الله عنه، لأن من أحب محبوبا طلب قربه، وقرب حبيبه في الصلاة الركوع والسجود

چناں چہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ" (محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے

[1] تفسیر احمدیہ، ص668

ساتھ والے) سے مراد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کا چہرۂ اقدس دیکھنا مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور جو شخص جس چیز کو دیکھنا محبوب رکھے وہ اس کے ساتھ ہوگا "أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ" (کافروں پر سخت ہیں) سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور کافروں پر شدت کرنے سے مراد انھیں بھلائی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا ہے۔

رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (اور آپس میں نرم دل) سے مراد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں اور مخلوق پر رحم کرنے سے مراد انھیں پہنانا اور کھلانا ہے۔ "تَرَاهُمْ رُكَّعًا سجدا" (تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے اور سجدے میں گرتے) سے مراد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں اس لیے کہ جو شخص کسی محبوب سے محبت کرتا ہے اس کا قرب چاہتا ہے اور ان کے محبوب کا قرب نماز میں رکوع اور سجدے ہیں۔[1]

اسی کی مثل ابو الفداء اماعیل حقی بن مصطفیٰ الحنفی (المتوفی: 1127ھ) نے تفسیر روح البیان میں لکھا ہے:

محمد رسول الله والذين معه ابو بكر الصديق رضى الله عنه لانه كان معه في الغار ومن أنكر صحبته كفر أشداء على الكفار عمر بن الخطاب رضى الله عنه لانه كان شديدا غليظا على اهل مكة رحماء بينهم عثمان بن عفان رضى الله عنه لانه كان رؤفا رحيما ذا حياء عظيم تراهم ركعا سجدا على بن ابى طالب رضى الله عنه

"مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ" (محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے) سے مراد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں کیوں کہ آپ آقا کریم ﷺ کے غار میں ساتھی تھے اور جس نے آپ کی صحبت، صحابی کا انکار کیا تو اس نے کفر کیا، "أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ" (کافروں پر سخت ہیں) سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور اہل مکہ (کافروں) پر شدت کرنے والے تھے، رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (اور آپس میں نرم دل) سے مراد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں کیوں کہ آپ رؤف، رحیم اور حیادار تھے اور "تَرَاهُمْ رُكَّعًا سجدا" (تو انھیں دیکھے گا رکوع کرتے اور سجدے میں گرتے) سے مراد حضرت علی

[1] شرف المصطفیٰ 2/6

بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔[1]

تا حدی که هر شب آواز هزار تکبیر إحرام
از خلوت وی باسماع خادمان عتبه علیه اش میرسید

❖ شعیب بن سعد بن عبد الکافی (المتوفی:810ھ) نے لکھا:

وربك يخلق ما يشاء ويختار واصطفى محمدا صلى الله عليه وآله وسلم نبيه المنتخب ورسوله المختار،واجتبي أبا بكر الصديق وخصه بالتصديق والهيبة والوقار وانتقى للصواب عمر بن الخطاب فحلا ذكره وطاب للبادين والحضار، وارتضى عثمان بن عفان لجمع القرآن، فجمعه ما بين أخماس وأعشار، واختار على بن ابى طالب لتفريق الكتائب واظهار العجائب وأشهار ذي الفقار، فهم الذين أنزل في حقهم على لسان رسوله المختار مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ

اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند فرماتا ہے اور اس نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنا منتخب نبی اور مختار رسول بنا کر برتری و بزرگی عطا فرمائی۔ حضرت سید نا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خاص فرما کر تصدیق اور وقار و ہیبت کی خصوصیت سے نوازا۔ حضرت سید نا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو درست رائے کے لیے دوسروں سے ممتاز فرمایا۔ پس شہریوں اور دیہاتیوں کے لیے آپ رضی اللہ عنہ کا ذکر باعث حلاوت اور پاکیزگی ہے۔

حضرت سید نا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو قرآن پاک جمع کرنے کے واسطے اپنے قرب ومعیت کے لیے منتخب فرمایا، سو آپ نے قرآن پاک کو چھ یا سات نسخوں میں جمع کروا دیا۔ اور حضرت سید نا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو لشکروں کے منتشر کرنے عجائبات کو ظاہر کرنے اور ذوالفقار (یعنی تلوار حیدری) کے عدل وانصاف کو عام کرنے کے لیے پسند فرمایا۔

یہی وہ ہستیاں ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولِ مختار کی زبان اقدس پر آیت مبارکہ نازل فرمائی: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ

---

[1] روح البیان 60/9

( محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں۔ [1]

مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب الفیروز آبادی (المتوفی: 817ھ) لکھتے ہیں:

{وَالَّذين مَعَهُ} يَعْنِي أَبَا بكر أول من آمن بِهِ وَقَامَ مَعَه يَدْعُو الْكفَّار إِلَى دين الله {أَشِدَّآءُ عَلَى الْكفَّار} بالغلظة وَهُوَ عمر كَانَ شَدِيدا على أَعدَاء الله قَوِيا فِي دين الله ناصراً لرَسُول الله {رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ} متوادون فِيمَا بَينهم بارون وَهُوَ عُثْمَان بن عَفَّان كَانَ باراً على الْمُسلمين بِالنَّفَقَةِ عَلَيْهِم رحِيما بهم {تَرَاهُمْ رُكَّعاً} فِي الصَّلَاة {سُجَّداً} فِيهَا وَهُوَ عَليّ بن أبي طَالب كرم الله وَجهه كَانَ كثير الرُّكُوع وَالسُّجُود

{وَالَّذين مَعَهُ} میں حضرت ابو بکر صدیق کی ذات کی جانب اشارہ ہے ( مردوں ) میں سب سے پہلے ایمان لائے اور آقا کریم ﷺ کی ذات کے ساتھ اس وقت کھڑے رہے جب آپ ﷺ نے کفار کو دین کی طرف دعوت دی۔

{أَشِدَّآءُ عَلَى الْكفَّار} میں حضرت فاروقِ اعظم کی جانب اشارہ ہے کیوں کہ آپ اللہ کے دشمنوں پر بہت سخت دین میں بہت مضبوط اور دین کی مدد کرنے والے تھے۔

{رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ} میں حضرت عثمانِ غنی کی جانب اشارہ ہے کیوں کہ آپ نیک کردار، حلیم الطبع، سلیم و کریم، خوش مزاج، خوش خلق، باحیا، باوفا اور احسان کرنے والے تھے۔

میں حضرت علی بن ابی طالب کی جانب اشارہ ہے کہ آپ کثرت سے رکوع و سجود کرنے والے تھے۔ [2]

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

---

[1] الروض الفائق، ص379، 380

[2] تنویر المقیاس۔ ص434

## سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ

### آیت:49

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ﴿۴۶﴾

اور جو شخص اپنے رب کے حضور (پیشی کے لئے) کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے اُس کے لئے دو جنتیں ہیں۔[1]

حضرت زبیر آیۂ مقدسہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں

أَن الْآيَة نزلت فِي أبي بكر الصّديق رَضِي الله عَنهُ

یقیناً آیتِ کریمہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔[2]

حضرت عطاء بن ابی رباح اور ضحاک نے فرمایا:

شرب أَبُو بكر لَبَنًا، ثمَّ سَأَلَ عَنهُ، وَكَانَ من غير وَجهه، فاستقاه، فَأنْزل الله هَذِه الْآيَة.

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن دودھ پیا، پھر آپ نے اس کے متعلق معلوم کیا تو جواب ملا یہ حلال نہیں، تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قے کر کے (دودھ) نکال دیا۔ تو اللہ کریم نے آیۂ مقدسہ نازل کی۔[3]

ضحاک کا کہنا ہے:

بَلْ شَرِبَ ذَاتَ يَوْمٍ لَبَنًا عَلَى ظَمَإٍ فَأَعْجَبَهُ. فَسَأَلَ عَنْهُ فَأُخْبِرَ أَنَّهُ مِنْ غَيْرِ حِلٍّ فَاسْتَقَاءَهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ. فَقَالَ: (رَحِمَكَ اللَّهُ لَقَدْ أُنْزِلَتْ فِيكَ آية) وتلا عليه هذه الآية

ایک دن آپ نے پیاس کی حالت میں دودھ پیا تو آپ کو اچھا لگا، آپ نے اس کے بارے میں پوچھا (کہاں سے آیا ہے) جواب ملا کہ وہ حلال نہیں، تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قے کر کے (دودھ) نکال دیا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر فرمایا: اللہ جل وعلا تجھ پر رحم فرمائے تیرے بارے آیۂ مقدسہ نازل ہوئی ہے۔[4]

---

[1] الرحمٰن 46

[2] تفسیر سمعانی 333/5، البحر المحیط 67/10، النکت والعیون 437/5

[3] تفسیر سمعانی 333/5

[4] النکت والعیون 437/5، الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 177/17

ایک قول یہ بھی ہے کہ: یہ قول عطاء اور ابن شوذب کا ہے۔

نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَاصَّةً حِينَ ذَكَرَ ذَاتَ يَوْمٍ الْجَنَّةَ حِينَ أُزْلِفَتْ وَالنَّارَ حِينَ بُرِّزَتْ،

آیۂ مقدسہ خصوصی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے نازل ہوئی، ایک دن آپ نے جنت کا ذکر کیا "حِينَ أُزْلِفَتْ" اور آگ کا ذکر کیا "حِينَ بُرِّزَتْ"۔[1]

**دو جنتیں:**

حضرت ابن عباس نے حضور سید عالم ﷺ سے روایت کیا، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

الْجَنَّتَانِ بُسْتَانَانِ فِي عَرْضِ الْجَنَّةِ كُلُّ بُسْتَانٍ مَسِيرَةَ مِائَةِ عَامٍ فِي وَسَطِ كُلِّ بُسْتَانٍ دار من نور

الْجَنَّتَانِ بُسْتَانَانِ فِي عَرْضِ الْجَنَّةِ كُلُّ بُسْتَانٍ مَسِيرَةَ مِائَةِ عَامٍ فِي وَسَطِ كُلِّ بُسْتَانٍ دار من نور

وليس منها شي إِلَّا يَهْتَزُّ نَغْمَةً وَخُضْرَةً. قَرَارُهَا ثَابِتٌ وَشَجَرُهَا ثَابِتٌ) ذَكَرَهُ الْمَهْدَوِيُّ وَالثَّعْلَبِيُّ أَيْضًا مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَقِيلَ: إِنَّ الْجَنَّتَيْنِ جَنَّتُهُ الَّتِي خُلِقَتْ لَهُ وَجَنَّةٌ وَرِثَهَا

جنت کے عوض میں دو باغ ہیں ہر باغ سو سال کی مسافت جتنا ہے۔ ہر باغ کے وسط میں نور کا ایک گھر ہے، اس گھر میں سے ہر ایک چیز تروتازگی کے عالم میں جھوم رہی ہے۔ اس کا قرار ثابت ہے اور اس کے درخت ثابت ہیں۔

اسے مہدوی نے ذکر کیا ہے اور ثعلبی نے بھی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ذکر کیا ہے۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ: دو جنتوں سے مراد ہے ایک جنت تو وہ ہے جو اس کے لیے پیدا کی گئی اور ایک جنت وہ ہے جس کا وہ وارث بنا۔[2]

---

[1] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 177/17

[2] الجامع لاحکام القرآن 177/17

## سُوْرَةُ الْحَدِيدِ

### آیت:50

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١٠﴾

اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالاں کہ آسمانوں اور زمین کی ساری ملکیت اللہ ہی کی ہے (تم فقط اس مالک کے نائب ہو)، تم میں سے جن لوگوں نے فتحِ (مکّہ) سے پہلے (اللہ کی راہ میں اپنا مال) خرچ کیا اور (حق کے لیے) قتال کیا وہ (اور تم) برابر نہیں ہو سکتے، وہ اُن لوگوں سے درجہ میں بہت بلند ہیں جنہوں نے بعد میں مال خرچ کیا ہے، اور قتال کیا ہے، مگر اللہ نے حسنِ آخرت (یعنی جنت) کا وعدہ سب سے فرما دیا ہے، اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اُن سے خوب آگاہ ہے۔[1]

محمد بن فضل نے کلبی سے روایت کیا، فرمایا:

أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَإِنَّهُ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ وَأَوَّلُ مَنْ أَنْفَقَ مَالَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ وأول من قاتل على الإسلام

یہ آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر کے بارے نازل ہوئی۔اور آیۂ مقدسہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقدیمِ فضیلت میں واضح دلیل ہے۔اس لیے کہ آپ (مردوں میں سے) مسلم اول ہیں، اور آپ ہی ہیں کہ جس نے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کیا، پہلے اسلام کے لیے قتال کیا۔[2]

❖ مسلم اول

حضرت ابو سعید خدری سے مروی کہ سیدنا ابو بکر صدیق نے فرمایا:

أَلَسْتُ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ؟ کیا میں سب سے پہلے اسلام نہیں لایا؟۔[3]

---

[1] الحدید 10

[2] الکشف والبیان 232/9، تفسیر الوسیط للواحدی 245/4، معالم التنزیل للبغوی 15/5

[3] جامع ترمذی 3667، الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم 18، مسند بزار 35، صحیح ابن حبان 6863، الشریعۃ للآجری 11247۔1248، الاحادیث المختارۃ 18۔19، الابانۃ الکبری لابن بطۃ 108

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے، فرمایا:

أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ " سب سے پہلے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اسلام لائے۔[1]

شعبی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے پوچھا:

أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ؟ سب سے پہلے اسلام کون لائے؟

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ابو بکر الصدیق " حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ۔

پھر فرمایا: کیا آپ نے حضرت حسان بن ثابت کا قول نہیں سنا؟:

إِذَا تَذَكَّرْتَ شَجْوًا مِنْ أَخِي ثِقَةٍ ... فَاذْكُرْ أَخَاكَ أَبَا بَكْرٍ بِمَا فَعَلَا

خَيْرُ الْبَرِيَّةِ أَتْقَاهَا وَأَعْدَلَهَا ... بَعْدَ النَّبِيِّ وَأَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا

الثَّانِي التَّالِي الْمَحْمُودُ مَشْهَدُهُ ... وَأَوَّلُ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَّقَ الرُّسَلَا "۔[2]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے متعدد طرق سے حضرت مولائے کائنات کے بارے میں مروی ہے کہ سب سے پہلے مولائے کائنات اسلام لائے اور فقط شعبی نے روایت کیا ہے کہ پہلے مسلم حضرت ابو بکر صدیق ہیں۔ بنابریں یہ روایت شاذ ہے۔ (اس کی تحقیق آخر میں ملاحظہ فرمائیں)

حضرت ابراہیم النخعی سے مروی ہے، فرمایا:

أَبُو بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ابو بکر صدیق پہلی وہ شخصیت ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسلام لائے۔[3]

اسماعیل بن امیہ کا کہنا ہے: أَوَّلُ مُؤْمِنٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ، يَعْنِي: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ.

نبی ﷺ کی ذاتِ والا پہ پہلے ایمان لانے والے ابو بکر صدیق ہیں۔ یعنی سب سے پہلے مسلمان۔[4]

---

[1] المعجم الاوسط للطبرانی 8365

[2] المستدرک علی الصحیحین 4414، المعجم الکبیر 12562، فضجائل الصحابہ لاحمد بن حنبل 103، الشریعۃ للآجری 1245۔ 1246، الابانۃ الکبری لابن بطۃ 98

[3] فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل262، 263، 265، 269، 270، 273، 539، 657، السنۃ لابی بکر بن الخلال522، الشریعۃ للآجری 1252، 1253، مصنف ابن ابی شیبہ 36583

[4] فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل 656

ابواروی الدوسی کہتے ہیں: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
سب سے پہلے ابو بکر صدیق اسلام لائے۔[1]

❖ اول اسلام کو ظاہر کرنے والی ہستی:

حضرت عبد اللہ ابن مسعود نے فرمایا:

أَوَّلُ مَنْ أَظْهَرَ إِسْلَامَهُ بِسَيْفِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ

جنھوں نے پہلے اپنی تلوار کے ذریعے اسلام کو ظاہر کیا وہ حضور سید عالم ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔[2]

ابن سیرین کہتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ أَبُو بَكْرٍ، وَأَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ النِّسَاءِ خَدِيجَةُ.

مردوں میں سب سے پہلے مسلمان حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور عورتوں میں پہلی مسلمان سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔[3]

عطاء کہتے ہیں: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔[4]

یوسف بن یعقوب ماجشون کہتے ہیں کہ ہم نے ہمارے کئی مشائخ فقہا کو سنا جن میں سعد بن ابراہیم، صالح بن کیسان، ربیعہ بن ابی عبد الرحمٰن، عثمان بن محمد اخنسی اور کئی ایک کہا کرتے تھے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مردوں میں سے پہلے مسلمان ہیں۔[5]

ابن عباس نے فرمایا: "أَوَّلُ مَنْ صَلَّى أَبُو بَكْرٍ" پہلے نمازی ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔[6]

محمد بن کعب نے کہا: "أَوَّلُ مَنْ صَلَّى أَبُو بَكْرٍ" جس نے پہلے نماز ادا کی وہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔[7]

---

[1] امالی المحاملی 396

[2] تفسیر الوسیط للواحدی 245/4، معالم التنزیل للبغوی 17/5

[3] فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل 272

[4] السنۃ لابی بکر بن الخلال 523

[5] فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل 264، الشریعۃ للآجری 1255، الابانۃ الکبری لابن بطۃ 110

[6] فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل 119

[7] فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل 267

ابو نضرہ سے مرسلا مروی ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: " أَوَلَسْتُ أَوَّلَ مَنْ صَلَّى " کیا میں وہ نہیں جس نے پہلے نماز ادا کی۔[1]

حضرت ابراہیم سے مروی ہے، فرمایا: "أَوَّلُ مَنْ صَلَّى أَوْ أَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ أَبُو بَكْرٍ" مردوں میں پہلے نماز ادا کرنے والے اور اسلام قبول کرنے والے ابو بکر ہیں۔[2]

حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے، حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

أَنَا أَوَّلُ مَنْ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں نے پہلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔[3]

زید بن ارقم سے بھی اسی کی مثل مروی ہے۔[4]

## آیت:51

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ ﴿١٩﴾

اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے۔[5]

ابو الحسن علی بن احمد الشافعی (المتوفی: 468ھ) فرماتے ہیں:

فَقَالَ الضَّحَّاكُ: هُمْ ثَمَانِيَةُ نَفَرٍ أَبُو بَكْرٍ وَعَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَعُثْمَانُ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَسَعْدٌ وَحَمْزَةُ. وَتَابَعَهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ . أَلْحَقَهُ اللهُ بِهِمْ لَمَّا صَدَّقَ نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ضحاک نے کہا؛وہ آٹھ خاص لوگ ہیں جن کے بارے آیۂ مقدسہ نازل ہوئی، جنھوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا: حضرت ابو بکر و علی، حضرت زید و عثمان، حضرت طلحہ و وزبیر، حضرت سعد و حمزہ۔ حضرت

---

[1] فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل271

[2] فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل266

[3] من حدیث خیثمۃ بن سلیمان، ص129

[4] من حدیث خیثمۃ بن سلیمان، ص129

[5] الحدید19

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے ان کی موافقت کی جب آپ نے حضور سید عالم ﷺ کی تصدیق کی تو اللہ جل وعلانے انھیں ان کے ساتھ ملا دیا۔[1]

مقاتل بن حیان نے کہا:

الصِّدِّيقُونَ هُمُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالرُّسُلِ وَلَمْ يُكَذِّبُوهُمْ طَرْفَةَ عَيْنٍ، مِثْلُ مُؤْمِنِ آلِ فِرْعَوْنَ، وَصَاحِبِ آلِ يَاسِينَ، وَأَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَأَصْحَابِ الْأُخْدُودِ

صدیقین سے وہ لوگ مراد ہیں، جو رسولوں پر ایمان لائے، انھوں نے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی تکذیب نہیں کی، جس طرح آل فرعون کا مؤمن، صاحبِ آل یاسین، حضرت ابو بکر اور اصحابِ اخدود یعنی خندق والے۔[2]

(لقب صدیق و مقام صدیق اکبر کا ذکر سورہ الزمر میں گزرا)

## سُورَةُ الْمُجَادَلَةِ

### آیت:52

أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٢٢﴾

یہی اللہ (والوں) کی جماعت ہے، یاد رکھو! بیشک اللہ (والوں) کی جماعت ہی مراد پانے والی ہے۔[3]

ابن جریج نے کہا: آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

ابو قحافہ کا واقعہ:

روایت میں ہے کہ ابو قحافہ نے حضور سید عالم ﷺ کی شانِ اقدس میں نامناسب الفاظ کہے تو آپ کے بیٹے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو تھپڑ مارا اور وہ منہ کے بل گر گیا، حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقا کریم ﷺ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قصہ بیان کیا۔

---

[1] التفسیر الوسیط للواحدی 251/4، زاد المسیر 236/4، الجامع لاحکام القرآن القرطبی 254/17، تفسیر خازن 151/3

[2] الجامع لاحکام القرآن القرطبی 254/17

[3] المجادلة22

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر! کیا تم نے ایسا کیا ہے؟ (اگر کیا ہے تو آئندہ ایسا نہ کرنا) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ!

**وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نبيّا ولو كَانَ السَّيْفُ مِنِّي قَرِيبًا لِقَتَلْتُهُ**

اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، اگر میرے پاس تلوار ہوتی تو میں اسے ضرور قتل کر دیتا۔[1] (اس کی سند مجھے نہیں ملی یہ واقعہ سنداً ثابت نہیں۔ واللہ اعلم ورسولہ)

"أَوْ أَبْنَاءَهُمْ" سے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں۔

حضرت ابو بکر نے جب اپنے بیٹے عبد اللہ کو دعوتِ مبازرت دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے ابو بکر! **مَتِّعْنَا بِنَفْسِكَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَمَا تَعْلَمُ أَنَّكَ عِنْدِي بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ**

تو نے ہمیں اپنی ذات سے لطف اندوز کر دیا، تو نہیں جانتا کہ تو میرے ہاں کان اور آنکھ کی طرح ہے۔[2]

"أَوْ إِخْوَانَهُمْ" یعنی معصب بن عمیر ہیں۔

حضرت مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو غزوۂ بدر کے دن قتل کیا۔

"أَوْ عَشِيرَتَهُمْ" سے مراد حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت حمزہ علیہم الرضوان ہیں۔

حضرت عمر نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو بدر کے دن قتل کیا۔

مولائے کائنات اور حضرت حمزہ نے عتبہ، شیبہ اور ولید کو واصل جہنم کیا۔[3]

حضرت سعید بن ابی سعید الجرجانی اپنے مشائخ سے روایت کرتے ہیں:

حضرت دوٗد علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی اے میرے پروردگار! تیری جماعت کونسی ہے؟ اللہ جل وعلا نے آپ کی طرف وحی بھیجی، فرمایا: اے داوٗد!

**الْغَاضَّةُ أَبْصَارُهُمْ، النَّقِيَّةُ قُلُوبُهُمْ، السَّلِيمَةُ أَكُفُّهُمْ، أُولَئِكَ حِزْبِي وَحَوْلَ عَرْشِي**

جن کی آنکھیں جھکی ہیں، جن کے دل پاکیزہ ہیں، جن کے ہاتھ ظلم سے محفوظ ہوں، وہ میری جماعت اور

---

[1] الکشف والبیان للثعلبی 264/9، اسباب النزول للواحدی، ص414، الجامع لاحکام القرآن 307/17

[2] الجامع لاحکام القرآن 307/17 (یہ روایت بغیر سند کے کتب میں مذکور ہے۔ موضوع)

[3] الجامع لاحکام القرآن 308/17

میرے عرش کے ارد گرد رہنے والے ہیں۔[1]

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

## سُوْرَۃُ الصَّفِّ

### آیت:53

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنْصَارَ اللهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللهِ فَآمَنَتْ طَائِفَةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَتْ طَائِفَةٌ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَى عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ﴿۱۴﴾

اے ایمان والو! تم اللہ کے مددگار بن جاؤ جیسا کہ عیسٰی ابن مریم (علیہما السلام) نے (اپنے) حواریوں سے کہا تھا: اللہ کی (راہ کی) طرف میرے مددگار کون ہیں؟ حواریوں نے کہا: ہم اللہ کے مددگار ہیں۔ پس بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لے آیا اور دوسرا گروہ کافر ہو گیا، سو ہم نے اُن لوگوں کی جو ایمان لے آئے تھے اُن کے دشمنوں پر مدد فرمائی پس وہ غالب ہو گئے۔[2]

آیۂ مذکورہ کی تفسیر میں ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی (المتوفی: 211ھ) فرماتے ہیں:

حضرت معمر وہ قتادہ سے راوی، فرمایا:

أَنَّ الْحَوَارِيِّينَ كُلَّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ: أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَحَمْزَةُ وَجَعْفَرٌ وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَعُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَطَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ

حضور سید عالم ﷺ کے اصحاب میں جو حواری ہیں، انہوں نے کہا: ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔ وہ سب کے سب قریش میں سے ہیں۔

وہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد،

---

[1] الجامع لاحکام القرآن 308/17 (سعید بن ابی سعید کا کہیں ترجمہ میں ذکر نہیں اور نہ ہی آپ کے شیخ کا کوئی پتا ہے)

[2] الصف 14

حضرت عبد الرحمان بن عوف، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح، حضرت جعفر، حضرت حمزہ اور حضرت عثمان بن مظعون علیہم الرضوان ہیں۔[1]

القاضی ابو اسحاق إسماعیل المالکی الجہضمی (المتوفی: 282ھ) نے احکام القرآن میں، محمد بن جریر الطبری (المتوفی: 310ھ) نے جامع البیان میں، ابو بکر احمد بن مروان المالکی (المتوفی: 333ھ) نے المجالسۃ وجواھر العلم میں اور احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی (المتوفی: 427ھ) نے الکشف والبیان میں بھی یہی لکھا۔[2]

## سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ

**آیت:54**

وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿١١﴾

اور جب انہوں نے کوئی تجارت یا کھیل تماشا دیکھا تو (اپنی حاجت مندی اور معاشی تنگی کے باعث) اس کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے اور آپ کو (خطبہ میں) کھڑے چھوڑ گئے، فرما دیجئے: جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ کھیل سے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔[3]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَجَاءَتْ عِيرٌ مِنَ الشَّامِ فَانْفَتَلَ النَّاسُ إِلَيْهَا، حَتَّى لَمْ يَبْقَ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَأُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْجُمُعَةِ

ایک مرتبہ حضور سید عالم ﷺ جمعہ کے دن کھڑے ہو کر جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک مدینہ طیبہ میں ایک تجارتی قافلہ آ پہنچا دستور کے مطابق اعلان کے لیے طبل بجایا گیا تو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اس کی طرف چل دیے حتی کہ 12 آدمیوں کے سوا مسجد میں کوئی بھی باقی نہ بچا۔

---

[1] تفسیر عبد الرزاق 3212

[2] احکام القرآن للجهضمی 287، جامع البیان للطبری 365/23، المجالسة وجواهر العلم 3515، الکشف والبیان 78/3

[3] الجمعه 11

جن میں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق ان بارہ افراد میں شامل تھے۔اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔[1]

کلبی اور دیگر علمانے کہا کہ قافلہ کو لانے والے دحیہ کلبی تھے اور یہ قافلہ شام کی جانب سے آیا تھا۔

مرسل حدیث جس کے راوی حضرت اسد بن عمرو (جو اسد بن موسی کے والد تھے) ہے، فرمایا:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَبْقَ مَعَهُ إِلَّا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وقاص، وعبد الرحمن ابن عَوْفٍ وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ فِي إِحْدَى الرِّوَايَتَيْنِ. وَفِي الرِّوَايَةِ الْأُخْرَى عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ

حضور سید عالم ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبد الرحمان بن عوف، حضرت ابو عبیدہ، حضرت سعید بن زید، حضرت بلال ایک روایت میں حضرت عبد اللہ بن مسعود اور دوسری روایت میں حضرت عمار بن یاسر علیہم الرضوان تھے۔[2]

ابو حفص سراج الدین عمر بن علی (المتوفی: 775ھ) نے اللباب فی علوم الکتاب میں اور ابو زید عبد الرحمٰن بن محمد الثعالبی (المتوفی: 875ھ) نے الجواہر الحسان فی تفسیر القرآن میں یہی روایت بیان کی ہے۔[3]

## سُوْرَةُ التَّحْرِيْم

### آیت:55

إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَاوَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ﴿۴﴾

اگر تم دونوں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو (تو تمہارے لئے بہتر ہے) کیونکہ تم دونوں کے دل (ایک ہی بات

[1] صحیح مسلم 863

[2] الجامع لاحکام القرآن 110/18

[3] اللباب في علوم الكتاب 96/19، الجواهر الحسان في تفسير القرآن الثعالبی 432/5

کی طرف) جھک گئے ہیں، اگر تم دونوں نے اس بات پر ایک دوسرے کی اعانت کی (تو یہ نبی مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے باعثِ رنج ہو سکتا ہے) سو بیشک اللہ ہی اُن کا دوست و مددگار ہے، اور جبریل اور صالح مومنین بھی۔[1]

آیۂ مقدسہ میں لفظ صالح المؤمنین کی تفسیر میں علما کے مختلف اقوال ملتے ہیں۔

بعض نے اس سے مراد حضرت ابو بکر و عمر تو بعض نے حضرت مولا علی رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین مراد لیا ہے۔

اِبو اِسحاق اِحمد بن محمد بن اِلثعلبی (المتوفی: 427ھ) فرماتے ہیں:

حضرت شقیق حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے راوی وہ رسول اللہ ﷺ سے راوی، فرمایا:

حضور سید عالم ﷺ نے اللہ جل علا کے فرمان " فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ " کی تفسیر میں فرمایا: إِنَّ صَالِحَ الْمُؤْمِنِينَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

"یقینا مومنین صالح حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔[2]

---

[1] التحریم 4

[2] المعجم الکبیر للطبرانی 10477 ، الکشف والبیان للثعلبی 348/9

سند حدیث: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ، ثنا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ، ثنا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ زَيْدٍ الْعَمِّيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

روایت کو ذکر کرنے کے بعد ابوالحسن نور الدین علی بن اِبی بکر الہیثمی (المتوفی: 807ھ) نے فرمایا:

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَفِيهِ عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ زَيْدٍ الْعَمِّيُّ وَهُوَ مَتْرُوكٌ (مجمع الزوائد 11427)

ناصر الدین البانی لکھتے ہیں: یہ حدیث موضوع ہے۔ (سلسۃ الاحادیث 3769)

اس روایت میں ایک راوی عبد الرحیم بن زید العمی متروک الحدیث ہے:

اِبو اِسحاق ابراہیم بن یعقوب بن إسحاق السعدی الجوزجانی (المتوفی: 259ھ) فرماتے ہیں:

عبد الرحيم بن زيد العمي غير ثقة" عبد الرحیم بن زید غیر ثقہ ہے۔ (احوال الرجال، ص 334)

اِبو عبد الرحمٰن اِحمد بن شعیب بن علی الخراسانی، النسائی (المتوفی: 303ھ) نے فرمایا:

عبد الرَّحِيم بن زيد الْعمي مَتْرُوك" یہ متروک الحدیث ہے۔ (الضعفاء والمتروکون، ص 68)

اِبو محمد عبد الرحمٰن بن محمد بن إدریس، ابن اِبی حاتم الرازی (المتوفی: 327) فرماتے ہیں: قال يحيى بن معين أنه: عبد الرحيم بن زيد العمى ليس بشئ.

یحی بن معین نے کہا: عبد الرحیم بن زید کوئی شئ نہیں۔ (الجرح والتعدیل 339/5)

اِبو حفص عمر بن اِحمد المعروف ابن شاہین (المتوفی: 385ھ) نے بھی یہی کہا۔ (تاریخ إسماء الضعفاء والکذابین، ص 132)

اِبو جعفر محمد بن عمرو بن موسی بن حماد العقیلی المکی (المتوفی: 322ھ) فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُعَمِّرِ الصَّنْعَانِيُّ قَالَ: سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ، فَقَالَ: تَرَكُوهُ

ابن معمر الصنعانی فرماتے ہیں: میں نے یحیٰ بن معین سے عبد الرحیم بن زید العمی کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو۔ (یعنی اس سے روایت نہ لو)

یہی بات اِبو الحسن علی بن اِحمد الواحدی، الشافعی (المتوفی: 468ھ) نے لکھی۔[1]

المعجم الاوسط میں اس کی مثل حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: آپ نے فرمایا: یہ آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں نازل ہوئی ہے۔[2]

اِبو اللیث نصر بن محمد بن اِحمد بن إبراہیم السمرقندی (المتوفی: 373ھ) لکھتے ہیں:

---

(الضعفاء الکبیر 1045)

اِبو الفضل محمد بن طاہر بن علی الشیبانی، المعروف بابن القیسرانی (المتوفی: 507ھ) نے کہا: یہ حدیث کا انکار کرنے والا ہے۔

(ذخیرۃ الحفاظ لابن عدی 1297/3)

شمس الدین اِبو عبد اللہ محمد بن اِحمد الذہبی (المتوفی: 748ھ) نے فرمایا:

ما کل من روی المناکیر یضعف "اس کی تمام روایت کردہ احادیث مناکیر ہیں۔ (میزان الاعتدال 118/1)

تہذیب التہذیب میں ہے:

وقال الدوري عن ابن معين ليس بشيء وقال الجوزجاني غير ثقة وقال أبو زرعة واه ضعيف الحديث وقال أبو حاتم يترك حديثه منكر الحديث

دوری نے امام معین سے روایت کیا، اور کہا: لیس بشیئ، اور جرجانی نے کہا: غیر ثقہ ہے، ابو زرعہ نے کہا: واہی روایت ہوتی ہیں، ابو حاتم الرازی نے کہا: حدیث کا منکر ہے۔ (تہذیب التہذیب 305/6)

اِبو الفضل اِحمد بن علی العسقلانی (المتوفی: 852ھ) نے کہا: راوی متروک الحدیث ہے۔ (التمییز فی تلخیص الحبیر 3188/6)

یہی بات آپ نے مطالب العالیہ میں لکھی۔ (مطالب العالیہ 118/1)

سنن ابن ماجہ کے محقق محمد فؤاد عبد الباقی نے کہا: کذاب راوی ہے۔ (سنن ابن ماجہ 419)

ابو اسحاق برہان الدین إبراہیم بن محمد بن محمود اق الحلبی (المتوفی: 900ھ) نے کہا:

وهو متروك قاله البخاري والنسائي وغيرهما

امام بخاری، نسائی اور اس کے علاوہ نے کہا: وہ متروک الحدیث ہے۔ (عجالۃ الإملاء المتیسرۃ 812/2)

اس روایت میں ایک راوی متروک الحدیث ہے، اس کی بنا پر یہ روایت موضوع ہے۔ واللہ اعلم ورسولہ

[1] التفسیر الوسیط للواحدی 420/3

[2] المعجم الاوسط للطبرانی 820

سند حدیث: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الْحُلْوَانِيُّ قَالَ: نا إِسْحَاقُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: نا فُرَاتُ بْنُ السَّائِبِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ

فرات بن السائب أبو سليمان، أبو المعلى الجزري

اس میں بھی ایک راوی فرات بن سائب ہے جو کہ منکر الحدیث ہے۔

اِبو زکریا یحییٰ بن معین بن عون بن زیاد، البغدادی (المتوفی: 233ھ) نے کہا:

سألت يحيى بن معين عن فرات بن السائب الجزري، فقال: «ليس بشيء» (سؤالات ابن الجنید، ص 329)

اِبو جعفر محمد بن عمرو بن موسی بن حماد العقیلی المکی (المتوفی: 322ھ) نے اس کے ترجمہ میں لکھا:

قَالَ الْبُخَارِيُّ: فُرَاتُ بْنُ سَائِبٍ كُوفِيٌّ تَرَكُوهُ، مُنْكَرُ الْحَدِيثِ

حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى قَالَ: فُرَاتُ بْنُ السَّائِبِ جَزَرِيٌّ لَيْسَ بِشَيْءٍ (الضعفاء الکبیر للعقیلی 458/3)

فرات بن سائب کا میمون بن مہران سے تفرد ہے اور راوی متروک ہے لہٰذا یہ سند بھی ضعیف جدا ہے۔ واللہ اعلم ورسولہ

عبد اللہ بن عثمان حضرت عکرمہ سے روای، فرمایا: حضرت عکرمہ نے اللہ جل وعلا کے فرمان " وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ " کے متعلق فرمایا:

أبو بكر ، وعمر رضي الله عنهما قال عبد الله: فذكرت ذلك لسعيد بن جبير ، قال: صدق عكرمة

اس سے مراد حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ حضرت عبد اللہ نے فرمایا: جب میں نے اس کا ذکر سعید بن جبیر سے کیا تو فرمایا: عکرمہ نے سچ کہا ہے۔[1]

ابو عبد اللہ الحاکم محمد بن عبد اللہ النیشابوری (المتوفی: 405ھ) فرماتے ہیں:

موسی بن عمیر فرماتے ہیں: میں نے اپنے استاذ مکحول سے سنا، فرمایا: مجھے ابو امامہ نے اللہ جل وعلا کے فرمان " وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ " کے متعلق کہا: اس سے مراد حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔[2]

آیۂ مقدسہ کے تحت مرفوع روایات ضعیف ہیں، چاہے وہ شیخین کے بارے میں ہوں یا مولا علی کے بارے میں ہوں۔ البتہ اقوال تابعین موجود ہیں۔

ابو جعفر محمد بن جریر الطبری (المتوفی: 310ھ) فرماتے ہیں:

عن مجاهد، في قوله: (وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ) قال: أَبو بكر وعمر

حضرت مجاہد سے اللہ جل وعلا کے فرمان " وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ " کے بارے میں منقول ہے، فرمایا: اس سے مراد حضرت ابو بکر حضرت عمر ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔[3] یہ قول حضرت ضحاک کا بھی ہے۔

ابو محمد عبد الرحمٰن بن محمد بن إدریس، ابن إبی حاتم الرازی (المتوفی: 327ھ) لکھتے ہیں:

---

[1] بحر العلوم السمرقندی 468/3

[2] المستدرک علی الصحیحین 4433، وسنده جعيف جداً

(اس روایت میں ایک راوی موسی بن عمیر ضعیف ہے)

أَبَو هَارُون مُوسَى بْنُ عُمَيْرٍ الْقُرَشِيُّ: ضعيف الحديث

مكحول: ثقه تابعی: ابن عمر اور حضرت انس سے روایت میں کوئی حرج نہیں یہاں ابو امام سے روایت کر رہا ہے۔ جو ثابت نہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے

سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ مَكْحُولُ لَمْ يَرَ أَبَا أُمَامَةَ (مراسیل لابن حبان 796)

[3] جامع البیان للطبری 486/23

حضرت سعید بن جبیر سے آیۂ مذکورہ کی تفسیر میں ہے، فرمایا: نَزَلَتْ فِي عُمَرَ خَاصَّةً" آیۂ مقدسہ خاص حضرت عمر کے حق میں نازل ہوئی۔[1]

ابو اسحاق احمد بن محمد بن الثعلبی (المتوفی: 427ھ) فرماتے ہیں:

**قال المسیب بن شریك: هو أبو بكر رضي الله عنه**

مسیب بن شریک نے کہا: "صالِحُ الْمُؤْمِنِينَ" سے مراد ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔[2]

**قال سعید بن جبیر: عمر**

سعید بن جبیر نے کہا: اس سے مراد عمر ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔[3]

❖ مولا علی کی مرفوع حدیث:

محمد بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے فرمایا: مجھے ایک ثقہ شخص نے مولا علی کی جانب مرفوع کرتے ہوئے بیان کیا، مولا علی المرتضی نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اللہ عز اسمہ کے فرمان "وَصالِحُ الْمُؤْمِنِينَ هو علي بن أبي طالب رضي الله عنه" کے بارے میں فرمایا وہ علی بن ابی طالب ہیں۔[4]

ابو القاسم عبید اللہ بن عبد اللہ النیشاپوری الحنفی، المتوفی 470ھ) اور ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر القرطبیّ (المتوفی: 671ھ) نے یہی بات لکھی۔[5]

حضرت اسماء بنت عمیس فرماتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو "صالح المؤمنین" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے سنا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

**وصالح المؤمنين هو علي بن أبي طالب رضي الله عنه**" وہ علی بن ابی طالب ہیں۔[6]

---

[1] جامع البیان للطبری 23/ 486

[2] الکشف والبیان للثعلبی 348/9

[3] الکشف والبیان للثعلبی 348/9

[4] الکشف والبیان للثعلبی 348/9

[5] الجامع لاحکام القرآن القرطبي: 18/ 189، شواهد التنزيل: 2/ 341

[6] الکشف والبیان للثعلبی 348/9 وسندہ ضعیف

ابوالفضل احمد بن علی العسقلانی (المتوفی: 852ھ) نے فتح الباری میں اس کو ذکر کیا۔[1]

عبد الکریم بن ہوازن القشیری (المتوفی: 465ھ) "صالح المؤمنین" کی تفسیر میں فرماتے ہیں: مومن صالح وہ ہے جس کے قلب میں کوئی نفاق نہ ہو جیسے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما۔[2]

## سُوْرَةُ الدَّهْرِ / اَلْاِنْسَانِ

**آیت:56**

**عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا ﴿٦﴾**

(کافور جنت کا) ایک چشمہ ہے جس سے (خاص) بندگانِ خدا (یعنی اَولیاء اللہ) پیا کریں گے (اور) جہاں چاہیں گے (دوسروں کو پلانے کے لئے) اسے چھوٹی چھوٹی نہروں کی شکل میں بہا کر (بھی) لے جائیں گے۔[3]

ابو المظفر منصور بن محمد السمعانی الحنفی ثم الشافعی (المتوفی: 489ھ) آیۂ مقدسہ کی تفسیر میں مجہول صیغہ کے ساتھ لکھتے ہیں:

إِن الْآيَة نزلت فِي أبي بكر وَعمر وَعلي وَالزُّبَيْر وَعبد الرَّحْمَن بن عَوْف وَسعد وَأبي عُبَيْدَة.

وَفِي بعض التفاسير: وَابْن مَسْعُود وَحُذَيْفَة وسلمان وَأبي ذَر

آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمان بن عوف، حضرت سعد اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

بعض تفاسیر میں، حضرت ابن مسعود، حضرت حذیفہ، حضرت سلمان اور حضرت ابو ذر کے نام مذکور ہیں۔[4]

[1] فتح الباری 422/10

[2] لطائف الإشارات القشيري 606/3

[3] الدهر 6

[4] تفسير سمعانی 115/6

## سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ

### آیت:57

إِنَّ الأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿۱۳﴾

بے شک نی کوکار ضرور (جنت کی) نعمت میں ہیں۔[1]

ابوالحسن مقاتل بن سلیمان البلخی (المتوفی: 150ھ) فرماتے ہیں" يعني نعيم الجنة " نعیم جنت ہے۔[2]

ابو محمد سہل بن عبداللہ التُستری (المتوفی: 283ھ) آیۂ مقدسہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: نعیم یہ اللہ کے خاص بندے ہیں۔[3] (جو اس جنت میں ہوں گے)

ابوالليث نصر بن محمد السمرقندی (المتوفی: 373ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْأَبْرارَ يعني: المؤمنين المصدقين في ايمانهم لَفِي نَعِيمٍ يعني: في الجنة وهم أبو بكر وعمر وعثمان وعلي وأصحاب النبيّ صلّى الله عليه وسلم ورضي الله عنهم

یقینا (إِنَّ الْأَبْرارَ) سے مراد وہ مؤمنینِ کامل ہیں جو اپنے ایمان میں سچے ہیں/ وہ صالح مومن ہیں، نعیم (جنت) میں ہوں گے اور وہ حضرت ابو بکر و عمر، حضرت عثمان و علی علیہم الرضوان اور حضور سید عالم ﷺ کے اصحاب ہیں۔[4]

## سُوْرَةُ الْاَعْلٰى

### آیت:58

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى ﴿۱۴﴾

---

[1] الانفطار 13

[2] تفسیر مقاتل بن سلیمان 624/4

[3] تفسیر تستری، ص188

[4] بحر العلوم السمرقندی 555/3

بے شک وہی بامراد ہوا جو (نفس کی آفتوں اور گناہ کی آلودگیوں سے) پاک ہو گیا۔[1]

ابوالحسن مقاتل بن سلیمان البلخی (المتوفی: 150ھ) فرماتے ہیں:

**قد أفلح من أدى الزكاة، وشهد أن لا إله إلا الله، وصلى الصلوات الخمس**

وہ شخص کام یاب ہو گیا جس نے زکات ادا کی اور "لا إله إلا الله" کی گواہی دی اور پانچ وقتی نماز کی پابندی کی۔[2]

ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی (المتوفی: 211ھ) فرماتے ہیں:

سعید بن مسیب نے اللہ جل علا کے فرمان کی تفسیر میں فرمایا: جس نے صدقۂ فطر دیا وہ کام یاب ہو گیا۔[3]

حضرت قتادہ نے اللہ جل علا کے فرمان کی تفسیر میں فرمایا: جس نے عملِ صالح کیے وہ کام یاب ہو گیا۔[4]

ابو محمد عبد الرحمٰن بن محمد الرازی (المتوفی: 327ھ) لکھتے ہیں:

حضرت عکرمہ نے کہا کامیاب ہو گیا وہ شخص جس نے کہا: لَا إِلَهَ إِلا اللهُ۔

حضرت عطا نے کہا: جو ایمان لایا وہ کامیاب ہو گیا۔

آپ ہی سے دوسرا قول منقول ہے، کہا: جس نے کثرت استغفار کیا وہ کامیاب ہو گیا۔[5]

احمد بن ابی بکر القرطبی (المتوفی: 671ھ) نے فرمایا:

حضرت ضحاک نے فرمایا آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔[6]

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

**اى تطهر باطنه عن الشرك وظاهره عن النجاسة للصلوة وماله عن الخبث بالزكاة وقلبه من الاشتغال بذكر الله سبحانه ونفسه عن الرذائل وجوارحه عن خبث المعاصي من الزكوة كتصدق من الصدقة وجملة قد أفلح مستانفة كانه فى جواب من نجا منها**

---

[1] الاعلى 14

[2] تفسير مقاتل بن سليمان 670/4

[3] تفسير عبد الرزاق 418/3

[4] تفسير عبد الرزاق 419/3، تفسير القرآن العظيم لابن أبي حاتم 3417/10

[5] تفسير القرآن العظيم لابن أبي حاتم 3417/10

[6] الجامع لاحكام القرآن القرطبی 22/20

جس کا باطن شرک سے اور ظاہر ہر نجاست سے، مالِ زکات نہ دینے کے میل کچیل سے، دل یادِ الٰہی کی غفلت سے، ضمیر نفسانی عیوب سے اور اعضائے جسمانی گناہوں کے میل کچیل سے پاک رہا وہ کام یاب ہو گیا۔[1]

## سُوْرَةُ الْفَجْرِ

### آیت:59

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾

اے اطمینان پا جانے والے نفس۔[2]

ابو الحسن علی بن محمد الماوردی (المتوفی: 450ھ) فرماتے ہیں:

**واختلف فيمن نزلت فيه هذه الآية على أربعة أقاويل: أحدها: أنها نزلت في أبي بكر**

ائمۂ مفسرین کا اختلاف ہے آیۂ مقدسہ کے شان نزول کے حوالے سے، اس بارے میں چار اقوال ملتے ہیں:

ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

**أنها نزلت في عثمان حين وقف بئر رومة**

دوسرا قول یہ ہے کہ: ضحاک نے کہا: آیۂ مقدسہ حضرت عثمان بن عفان کے حق میں نازل ہوئی ہے، جب آپ نے بئر رومہ خرید کیا۔

تیسرا قول یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ اور بریدہ اسلمی نے کہا: آیۂ مقدسہ حضرت حمزہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔[3] **أنها نزلت في حمزة**

یہی بات جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن الجوزی (المتوفی: 597ھ) نے لکھی۔[4]

---

[1] التفسير المظهری 245/10

[2] الفجر 27

[3] النكت والعيون للماوردی 273/6

[4] زاد المسير 444/4

اِبو بکر محمد بن الحسین الآجُرِّیُّ البغدادی (المتوفی: 360ھ) فرماتے ہیں:

محمد بن کعب اللہ جل وعلا کے فرمان "يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں یہ حضرت حمزہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔[1]

ابو محمد عبد الرحمٰن بن محمد الرازی (المتوفی: 327ھ) لکھتے ہیں:

حضرت سعید بن مسیب حضرت ابن عباس سے راوی، فرمایا: حضرت ابن عباس نے اللہ جل علا کے فرمان يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً" کے متعلق فرمایا:

قَالَ: نَزَلَتْ وَأَبُو بَكْرٍ جَالِسٌ، فقال: يا رَسُولَ الله ما أحسن هذا فيقال: أَمَا أَنَّهُ سَيُقَالُ لَكَ هَذَا

جب آیۂ مقدسہ نازل ہوئی اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ کتنی اچھی بات ہے؟ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: بہر حال آپ سے یہ کہا جائے گا۔

یہی بات اِبو الفضل عبید اللہ بن عبد الرحمٰن بن محمد ،الزہری، البغدادی (المتوفی: 381ھ) نے ابن ابزی کے حوالے سے لکھی۔[2]

حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے فرمایا:

میں نے حضور سید عالم ﷺ کے سامنے آیۂ مقدسہ کی تلاوت کی تو حضرت ابو بکر نے کہا:

إِنَّ هَذَا حَسَنٌ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا إِنَّ الْمَلَكَ سَيَقُولُ لَكَ هَذَا عِنْدَ الْمَوْتِ

یقینا یہ اچھی بات ہے، رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تجھے موت کے وقت فرشتہ یہی کہے گا۔[3]

ابو الحسن مقاتل بن سلیمان البلخی (المتوفی: 150ھ) نے فرمایا:

نزلت هذه الآية في حبيب بن عدي الذي صلبه أهل مكة، وجعلوا وجهه نحو المدينة

مقاتل نے کہا: آیۂ مقدسہ حضرت حبیب بن عدی کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جب آپ کو مکے والوں

---

[1] الشريعة للآجری1726

[2] حديث ابی الفضل الزهری498

[3] تفسير القرآن العظيم لابن أبي حاتم 3430/10، الكشف والبيان 204/10

نے سولی پہ لٹکایااور آپ کا چہرہ مدینہ کی جانب کیا تواللہ کریم نے اس کا چہرہ مکہ کی طرف کر دیا۔[1]
(خبیب بن عدی ہیں تفسیر کی عبارت میں حبیب لکھا ہے)

❖ خبیب بن عدی کا واقعہ:

خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل میں مشرکین نے بڑا اہتمام کیا، حرم سے باہر تنعیم میں ایک درخت پر سولی کا پھندا لٹکایا گیا، آدمی جمع کیے گئے، مرد، عورت بوڑھے بچے، امیر غریب، غرض ساری خلقت تماشائی تھی، جب لوگ عقبہ کے گھر سے ان کو لینے کے لیے آئے تو فرمایا: ذرا ٹھہر جاؤ، دو رکعت نماز پڑھ لوں۔[2]

زیادہ پڑھوں گا تو کہو گے کہ موت سے گھبرا کر بہانہ ڈھونڈ رہا ہے، نماز سے فارغ ہو کر مقتل کی طرف روانہ ہوئے، راستہ میں یہ دعا زبان پر تھی۔

اللهم أحصهم عدداً وأقتلهم بدداً ولا تبق منهم أحداً

پھر یہ شعر پڑھتے ہوئے ایک بڑے درخت کے نیچے پہنچے۔

وذلك في ذات الإله وإن يشأ يبارك على أوصال شلو ممزع

یہ جو کچھ ہو رہا ہے خدا کی محبت میں اگر وہ چاہے تو ان کے ٹکڑوں پر برکت نازل کرے گا

فلست أبالي حين أقتل مسلماً على أي جنب كان في الله مصرعي

اگر مسلمان رہ کر میں مارا جاؤں تو مجھے غم نہیں کہ کسی پہلو پر خدا کی راہ میں میں پچھاڑا جاتا ہوں۔

عقبہ بن حارث اور مبیرہ عبدری نے گلے میں پھندا ڈالا، چند منٹ کے بعد سر اقدس دار پر تھا۔[3]

آقا کریم ﷺ کو اس واقعے کی خبر وحی کے ذریعے سے ہوئی تو فرمایا: اے خبیب! تجھ پر سلام۔

پھر عمرو بن امیہ ضمری کو اس شہید وفا کی لاش کا پتہ لگانے کے لیے مکہ بھیجا عمرو رات کو سولی کے پاس ڈرتے ڈرتے گئے، درخت پر چڑھ کر رسی کاٹی، جسدِ اطہر زمین پر گرا، چاہا کہ اتر کر اٹھالیں، لیکن یہ جسم

---

[1] تفسیر مقاتل بن سلیمان 692/4
[2] صحیح البخاری:569/2
[3] الاستیعاب:168/1

زمین کے قابل نہ تھا فرشتوں نے اٹھا کر اس مقام پر پہنچایا، جہاں شہیدان وفا راہ خدا کی روحیں رہتی ہیں! عمرو بن امیہ کو سخت حیرت ہوئی، بولے کہ کیا انھیں زمین تو نہیں نگل گئی۔ قتل کرتے وقت مشرکین نے قبلہ رخ نہیں رکھا تھا، لیکن جو چہرہ قبلہ کی طرف پھر چکا تھا، وہ کسی دوسری طرف کیوں کر پھر سکتا تھا، مشرکین نے بار بار پھیرنے کی کوشش کی مگر ناکامی ہوئی۔[1]

خبیب بن عدی نے جو دعا کی تھی، اس کا اثر ایک سال کے اندر ظاہر ہو گیا، جو لوگ ان کے قتل میں شریک تھے، نہایت بے کسی کی حالت میں مارے گئے۔[2]

اس واقعہ کا کفار مکہ مکرمہ پر بہت گہرا اور زبردست اثر ہوا۔

## سُوْرَةُ اللَّيْلِ

### آیت: 60،61،62،63

وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ ﴿١﴾ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ ﴿٢﴾ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ﴿٣﴾ إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّىٰ ﴿٤﴾

رات کی قسم جب وہ چھا جائے (اور ہر چیز کو اپنی تاریکی میں چھپا لے)، اور دن کی قسم جب وہ چمک اٹھے۔ اور اس ذات کی (قسم) جس نے (ہر چیز میں) نر اور مادہ کو پیدا فرمایا۔ بیشک تمہاری کوشش مختلف (اور جداگانہ) ہے۔[3]

ابو الحسن علی بن احمد الواحدی (المتوفی: 468ھ) نے فرمایا:

**وَقَالَ الْمُفَسِّرُونَ: نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ**

مفسرین نے کہا کہ آیۂ آیات مبینات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔[4]

ابو الحسن علی بن احمد بن محمد الواحدی (المتوفی: 468ھ) نے آیۂ مقدسہ {إِنَّ سعيكم لشتى} کی تفسیر

---

[1] الاصابہ: 104/2

[2] فتح الباری: 295/7

[3] اللیل 1 تا 4

[4] تفسیر وسیط للواحدی 502/4

میں لکھا کہ: نزلت في أبي بكر الصِّديق وأبي سفيان بن حرب
آیات مقدسات حضرت ابو بکر اور ابو سفیان بن حرب کے بارے نازل ہوئی ہیں۔[1]
ابو محمد عبد الحق بن غالب الحاربی (المتوفی: 54ھ) نے، محمد بن محمد ابو منصور الماتریدی (المتوفی: 333ھ) نے اور ابو الحسن علی بن احمد بن محمد الواحدی (المتوفی: 468ھ) نے فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اشْتَرَى بِلَالًا مِنْ أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ، وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ بِبُرْدَةٍ وَعَشْرِ أَوَاقٍ فَأَعْتَقَهُ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى إِلَى قَوْلِهِ: {إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّى} يَعْنِي سَعْيَ أَبِي بَكْرٍ وَأُمَيَّةَ وَأُبَيٍّ

حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے، فرمایا:
حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال کو امیہ بن خلف اور ابی بن خلف سے خرید کیا۔
اور خرید کر آزاد کر دیا تو آیاتِ مقدسات نازل ہوئیں۔
وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى إِلَى قَوْلِهِ: إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّى۔[2]

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

## آیت: 64،65،66،67،68،69

فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ ﴿٥﴾ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ﴿٦﴾ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ ﴿٧﴾ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ ﴿٨﴾ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ ﴿٩﴾ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَىٰ ﴿١٠﴾

پس جس نے (اپنا مال اللہ کی راہ میں) دیا اور پرہیزگاری اختیار کی اور اس نے (اِنفاق و تقویٰ کے ذریعے) اچھائی (یعنی دینِ حق اور آخرت) کی تصدیق کی تو ہم عنقریب اسے آسانی (یعنی رضائے الٰہی) کے لئے سہولت فراہم کر دیں گے اور جس نے بخل کیا اور (راہِ حق میں مال خرچ کرنے سے) بے پرواہ رہا اور اس نے (یوں) اچھائی (یعنی دینِ حق اور آخرت) کو جھٹلایا تو ہم عنقریب اسے سختی (یعنی عذاب کی طرف

[1] الوجیز للواحدی، ص1208
[2] تفسیر الماتریدي (تأویلات أهل السنة) 552/10، تفسیر وسیط للواحدی 503/4

بڑھنے) کے لئے سہولت فراہم کر دیں گے (تاکہ وہ تیزی سے مستحقِ عذاب ٹھہرے)۔[1]

ابوالحسن علی بن احمد بن محمد الواحدی (المتوفی: 468ھ) نے فرمایا:

"تصدق من ماله، واتقى معصية ربه. يعني: الصديق رضى الله عنه"

یعنی جس نے اپنا مال صدقہ کیا اور اپنے رب سے معصیت کے بارے میں ڈرتے رہے۔ یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

قال المفسرون: نزلت هذه الآيات في أبي بكر الصديق، رضي الله عنه، اشترى ستة نفر من المؤمنين، كانوا في أيدي أهل مكة يعذبونهم في الله.

مفسرین نے کہا یہ آیات حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔آپ نے چھ مؤمنین افراد کو خرید کر آزاد کیا، جو کفار کی قید میں تھے اور مکے والے ان کو عذاب دیتے تھے۔[2]

ابو جعفر محمد بن جریر الطبری (المتوفی: 310ھ) فرماتے ہیں:

(فَأَمَّا مَنۡ أَعۡطَىٰ وَاتَّقَىٰ وَصَدَّقَ بِالۡحُسۡنَىٰ) سے لے کر (فَسَنُيَسِّرُهُ لِلۡعُسۡرَىٰ) تک یہ آیات حضرت ابو بکر کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔[3]

ابوالمظفر، منصور بن محمد السمعانی (المتوفی: 489ھ) نے فرمایا:

فَأَما من أعطى وَاتَّقَى ذهب أَكثر الْمُفَسّرين إِلَى أَن هَذِه الْآيَة نزلت فِي أبي بكر الصّديق،

اکثر مفسرین اس بات کی جانب گئے ہیں کہ آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔[4]

فَسَنُيَسِّرُهُ لِلۡعُسۡرَىٰ

تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کر دیں گے آپ ہی نے فرمایا:

وَالأَصَح أَن الْآيَة نزلت فِي أبي بكر الصّديق رَضِي الله عَنهُ لِأَن السُّورَة مَكِّيَّة على قَول الْجَمِيع، فَلَا يَسۡتَقِيم أَن تكون الْآيَة منزلَة فِي أحد من الْأَنْصَار

---

[1] الليل 5تا10

[2] تفسير وسيط للواحدى 503/4

[3] جامع البيان للطبرى 471/24

[4] تفسير القران للسمعانى 237/6

اصح بات یہ ہے کہ یقینا یہ آیت حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے کیوں کہ جمیع اقوال کے پیش نظر یہ سورۃ مکی ہے۔[1]

## آیت:70

وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی ﴿۱۷﴾

اور اس (آگ) سے اس بڑے پرہیز گار شخص کو بچالیا جائے گا۔[2]

ابو الحسن علی بن احمد الواحدی (المتوفی: 468ھ) نے فرمایا:

"الأتقى يعني: أبا بكر في قول الجميع"

تمام اقوال کے مطابق اتقی سے مراد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ہے۔[3]

مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ افضیلت کا معیار تقویٰ ہے۔

اللہ ﷻ قرآن کریم میں فرماتا ہے

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ

بیشک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہو۔[4]

اس آیت کی تفسیر میں ہے:

خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فِي وَسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ خُطْبَةَ الْوَدَاعِ. فَقَالَ: يا أَيُّهَا النَّاسُ أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ وَلَا عَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ وَلَا لِأَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ إِلَّا بِالتَّقْوَى أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ

سرکارِ دو عالم ﷺ نے ایام تشریق کے درمیانے دن کو خطبہ الوداع ارشاد فرمایا اور فرمایا:

[1] تفسیر القران للسمعانی 238/6

[2] اللیل 17

[3] تفسیر وسیط للواحدی 505/4

[4] الحجرات 13

لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ آگاہ ہو جاؤ! کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سرخ رنگ والے کو کالے رنگ والے پر اور کسی سیاہ رنگ والے کو سرخ رنگ والے پر کوئی فضیلت و برتری حاصل نہیں، مگر تقویٰ کے ساتھ، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اللہ تعالیٰ کے ہاں تم میں سے وہ شخص سب سے زیادہ معزز ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ خبردار! کیا میں نے (اللہ کا پیغام) پہنچا دیا ہے؟ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں۔ پھر فرمایا: حاضر لوگ یہ باتیں غائب لوگوں تک پہنچا دیں۔[1]

مجمع الزوائد میں ہے: رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ

دوسرے مقام پہ کہا:

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَالْبَزَّارُ بِنَحْوِهِ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ دِينَكُمْ وَاحِدٌ، أَبُوكُمْ آدَمُ، وَآدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ، وَرِجَالُ الْبَزَّارِ رِجَالُ الصَّحِيحِ۔[2]

ایک اور مقام پہ اللہ کریم نے فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ ﴿۱۰۲﴾

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے۔[3]

تقویٰ کے حصول کی اصل کو بیان کرتے ہوئے رب کریم نے فرمایا:

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ يَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۹﴾

بھلا (یہ مشرک بہتر ہے یا) وہ (مومن) جو رات کی گھڑیوں میں سجود اور قیام کی حالت میں عبادت کرنے والا ہے، آخرت سے ڈرتا رہتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے، فرما دیجیے: کیا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو

---

[1] مسند احمد 23489، مسند الحارث 51، شعب الایمان 4774، معجم ابن عساکر 1045، مسند عبد اللہ بن مبارک 239، امالی المحاملی 257۔

[2] مجمع الزوائد 5622، 13079

[3] آل عمران 102

لوگ علم نہیں رکھتے (سب) برابر ہو سکتے ہیں؟ بس نصیحت تو عقل مند لوگ ہی قبول کرتے ہیں۔[1]

اہلِ اسلام کی رائے یہی ہے کہ افضل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ہے۔ جس پر اہل علم نے بہت سی کتب تحریر فرمائی ہیں دلائل کی تفصیل کے لیے احباب ان کتب سے استفادہ فرمائیں۔ ان تفصیلی دلائل میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرمایا:

كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُخَيِّرُ أَبَا بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ، ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

حضور سید عالم ﷺ کے زمانے میں جب ہم صحابہ کے درمیان انتخاب کرتے تو سب میں بہتر ہم ابو بکر رضی اللہ عنہ کو قرار دیتے، پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو۔[2]

آپ ہی سے مروی ہے فرمایا:

إِنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نَقُولُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ أَفْضَلُ أُمَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَهُ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ

رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ کی امت میں آپ ﷺ کے بعد سب سے افضل ابو بکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان ہیں، رضی اللہ عنہم اجمعین۔[3]

حضرت ابن عمر سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں

كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا، ثُمَّ عُمَرَ، ثُمَّ عُثْمَانَ، ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ

مصطفیٰ کریم ﷺ کے زمانے میں کہتے تھے کہ ہم ابو بکر کے برابر کسی کو قرار نہیں دیتے تھے۔[4]

---

[1] الزمر 9

[2] صحیح البخاری 3655

[3] سنن ابی داؤد 4628

[4] صحیح البخاری 3697، سنن ابی داؤد 4627

سید نا علی المرتضٰی شیر خدا کا فرمان ہے: محمد بن حنفیہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (سید نا علی المرتضٰی) سے پوچھا:

أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ

آ قا کریم ﷺ کے بعد لوگوں میں بہتر کون ہے؟ آپ نے فرمایا ابو بکر پھر میں نے عرض کی اس کے بعد آپ نے فرمایا: عمر (رضی اللہ عنہما)۔[1]

حضرت مولا علی شیر خدا اسد اللہ الغالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو جحیفہ سے کہا:

أَفَلَا أُخْبِرُكَ بِخَيْرِ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ وَأَبِي بَكْرٍ؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلَى فَدَيْتُكَ، قَالَ: عُمَرُ

میں حضرت علی شیر خدا کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کی آ قا کریم ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے بہتر، تو آپ نے فرمایا ابو جحیفہ خبر دار! میں تجھے بتاتا ہوں کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے بہتر حضرت ابو بکر پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔[2]

ابو جحیفہ سے مروی ہے کہا:

قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا، يَقُولُ اَلا اَخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ أَبُو بَكْرٍ" ثُمَّ قَالَ اَلا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ، عُمَرُ

میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرماتے ہوئے سنا کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ امام الانبیاء ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے بہتر کون ہے؟ وہ ابو بکر ہیں پھر فرمایا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ اس امت میں ابو بکر کے بعد سب سے بہتر کون ہے آپ نے فرمایا وہ عمر فاروق ہیں۔[3]

حضرت عبد اللہ بن سلمہ سے مروی ہے کہا:

قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ، وَخَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ

---

[1] صحیح البخاری 3671 سنن ابی داؤد 4629

[2] مسند احمد 1054

[3] مسند احمد 833، فضائل الصحابہ 44، وسندہ حسن

میں نے مولا علی کو فرماتے سنا حضور رحمتِ عالم ﷺ کے بعد بہتر حضرت ابو بکر ہیں اور حضرت ابو بکر کے بعد لوگوں میں بہتر حضرت عمر ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔[1]

اعلیٰحضرت امام اہل سنت لکھتے ہیں:

اہلسنت و جماعت نصرہم اللہ تعالی کا اجماع ہے کہ مرسلین ملائکہ ورسل وانبیائے بشر، صلوات اللہ تعالی و تسلیماتہ علیہم کے بعد حضرات خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم تمام مخلوق الہی سے افضل ہیں، تمام امم عالم اولین وآخرین میں کوئی شخص ان کی بزرگی و عظمت، عزت ووجاہت، قبول وکرامت، قرب وولایت کو نہیں پہنچتا۔

وَأَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔[2]

پھر ان میں باہم ترتیب یوں ہے کہ سب سے افضل صدیق اکبر، پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر مولی علی صلی اللہ تعالی علی سید ہم ومولاہم والہ و بارک وسلم اس مذہب مہذب پر آیات قرآن عظیم واحادیث کثیرہ حضور پرنور نبی کریم علیہ وعلی آلہ وصحبہ الصلوۃ والتسلیم، وارشادات جلیلہ واضحہ امیر المومنین مولی علی مرتضی و دیگر آئمہ اہل بیت طہارت وارتضا واجماع صحابہ کرام وتابعین عظام وتصریحات اولیاء امت، علماء رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین سے وہ دلائل باہرہ وحجج قاہرہ ہیں جن کا استیعاب نہیں ہو سکتا۔[3]

## آیت:71،72،73

وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ﴿۱۹﴾ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿۲۰﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿۲۱﴾

اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جانا ہو صرف اپنے سب سے بلند شان والے رب کی رضا تلاش کرنے کے لئے۔اور بیشک قریب ہے کہ وہ خوش ہو جائے گا۔[4]

[1] سنن ابن ماجہ106 و سندہ ضعیف

[2] الحدید 29

[3] فتاوی رضوی، ج28 ص478، حاشیہ بہار شریعت، ج1 ص242، جامع الاحادیث، ج85 ص570.571

[4] اللیل 19 تا 21

اِبو الحسن علی بن اِحمد الواحدی (المتوفی: 468ھ) اور اِبو جعفر محمد بن جریر الطبری (المتوفی: 310ھ) فرماتے ہیں:

حضرت عامر بن عبد اللہ بن زبیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا:

" نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ " یہ آیات حضرت ابو بکر کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔[1]

حضرت قتادہ اللہ جل وعلا کے فرمان: (وَمَا لأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى) کے حوالے سے فرماتے ہیں:

نزلت في أبي بكر " یہ آیت حضرت ابو بکر کی شان میں نازل ہوئی ہے۔[2]

ابو بکر محمد بن الحسن بن فورک الانصاری (المتوفی: 406ھ) فرماتے ہیں:

قال عبد الله بن الزّبير: نزلت في أبي بكر الصّديق رضي الله عنه

عبد اللہ بن زبیر نے فرمایا: مذکورہ آیت حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔[3]

ابو الحسن علی بن اِحمد الواحدی (المتوفی: 468ھ) فرماتے ہیں:

قال المفسرون: لما اشترى أبو بكر، رضي الله عنه، بلالًا من صاحبه، وكان قد سلح على الأصنام، فأسلمه مولاه إلى المشركين ليعذبوه بما فعل، فاشتراه أبو بكر وأعتقه، فقال المشركون: ما فعل هذا أبو بكر إلا ليد كانت عنده لبلال، أراد أن يجزيه بها۔[4]

إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى ﴿٢٠﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضَى ﴿٢١﴾

عبد اللہ محمد بن عبد اللہ المعروف بابن ابی زمنین المالکی (المتوفی: 399ھ) نے فرمایا:

إِنَّهَا نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ حِينَ أَعْتَقَ بِلَالًا وَسِتَّةً مَعَهُ

بے شک آیۂ مقدسہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب آپ نے حضرت بلال اور اس کے ساتھ مزید چھ افراد کو (خرید کر) آزاد کیا۔[5]

---

[1] تفسیر وسیط للواحدی 4/505۔506. جامع البیان للطبری 24/479

[2] جامع البیان للطبری 24/479

[3] تفسیر ابن فورک 3/232

[4] التفسیر الوسیط للواحدی 4/ 505

[5] تفسیر قرآن العزیز لابن زمینین 5/140

اِبو حیان محمد بن یوسف بن علی الاندلسی (المتوفی: 745ھ) نے فرمایا:

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى: نَزَلَتْ هَذِهِ السُّورَةُ فِي أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی نے فرمایا: یہ سورۃ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔[1]

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

## سُوْرَةُ التِّين

### آیت:74

وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ ﴿١﴾ وَطُورِ سِينِينَ ﴿٢﴾ وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ ﴿٣﴾

انجیر کی قسم اور زیتون کی قسم اور سینا کے (پہاڑ) طور کی قسم اور اس امن والے شہر (مکہ) کی قسم۔[2]

عبد الرحمٰن بن اِبی بکر السیوطی (المتوفی: 911ھ) نے فرمایا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {وَالتِّينِ} هُوَ أبو بكر {وَالزَّيْتُونِ} عمر {وَطُورِ سِينِينَ} عثمان {وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ} عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

حضرت ابن عباس سے مروی ہے: فرمایا: {وَالتِّينِ} سے مراد حضرت ابو بکر ہیں {وَالزَّيْتُونِ} سے مراد حضرت عمر ہیں {وَطُورِ سِينِينَ} سے مراد حضرت عثمان ہیں {وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ} "علی بن ابی طالب ہیں۔[3]

اِبو اللیث نصر بن محمد بن اِحمد السمرقندی (المتوفی: 373ھ) فرماتے ہیں:

التين معناه علي بن أبي طالب رضي الله عنه الزَّيْتُونِ فاطمة الزهراء بنت رسول الله صلّى الله عليه وسلم، ورضي الله تعالى عنها، وَطُورِ سِينِينَ هما الحسن والحسين سيد الشهداء في دار الدنيا

تین یعنی مولا علی المرتضی ہیں اور "الزَّيْتُونِ" سیدہ خاتونِ جنت محفوظہ عن الخطاء ہیں اور "وَطُورِ سِينِينَ"

---

[1] البحر المحیط 492/10

[2] التین 1تا 3

[3] الحاوی للفتاوی 54/2

سے مراد سیدنا حسن مجتبیٰ اور سیدنا حسین دنیا میں سید الشہدا ہیں۔[1]

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

## آیت:77،76،75

وَالزَّيْتُونِ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ﴿٤﴾ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ ﴿٥﴾ إِلاَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ﴿٦﴾

بیشک ہم نے انسان کو بہترین (اعتدال اور توازن والی) ساخت میں پیدا فرمایا ہے پھر ہم نے اسے پست سے پست تر حالت میں لوٹا دیا سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تو ان کے لیے ختم نہ ہونے والا (دائمی) اجر ہے۔[2]

ابوالحسن علی بن احمد بن محمد الواحدی، (المتوفی: 468ھ) نے لکھا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ سُورَةُ التين عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرِحَ لَهَا فَرَحًا شَدِيدًا حَتَّى تَبَيَّنَ لَنَا شِدَّةُ فَرَحِهِ فَسَأَلْنَا ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ تَفْسِيرِهَا، فَقَالَ: وَالتِّينِ بِلادُ الشَّامِ وَالزَّيْتُونِ بِلادُ فِلَسْطِينَ {وَطُورِ سِينِينَ} الَّذِي كَلَّمَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مُوسَى عَلَيْهِ {وَهَذَا الْبَلَدِ الأَمِينِ} مَكَّةُ {لَقَدْ خَلَقْنَا الإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ} مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ {ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ} عَبَدَةُ اللَّاتِ وَالْعُزَّى {إِلا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ} أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ {فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّينِ} {أَلَيْسَ اللهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ} إِذْ بَعَثَكَ فِيهِمْ نَبِيًّا وَجَمَعَكَ عَلَى التَّقْوَى يَا مُحَمَّدُ

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے، فرمایا: جب حضور سید عالم ﷺ کی ذاتِ والا پر سورہ التین نازل ہوئی تو آقا کریم ﷺ بہت خوش ہوئے، یہاں تک کہ ہمیں حضور ﷺ کے خوش ہونے پر تعجب ہوا، حضور سید عالم ﷺ سے حضرت انس نے آیۂ مقدسہ کی تفسیر دریافت کی، تو حضور سید عالم ﷺ نے

---

[1] بحر العلوم 595/3

[2] التین 4تا6

فرمایا: تین سے مراد شام کے شہر ہیں، زیتون سے مراد فلسطین کے شہر ہیں، وطور سینین سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر اللہ جل وعلا نے اپنے پیارے نبی موسیٰ سے کلام فرمایا:

وھٰذا البلد الامین سے شہر مکہ مراد ہے۔

{لَقَدْ خَلَقْنَا الإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ} سے مراد محمد ﷺ ہیں۔

{ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ} سے مراد لات وعزیٰ کو پوجنے والے ہیں۔

{إِلا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ} سے مراد حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہم ہیں۔

اے اللہ کے رسول! آپ کو ان میں نبی بنا کر بھیجا گیا اور اے محمد! آپ کو تقویٰ پر جامع بنا دیا۔[1]

ابو بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی (المتوفی: 463ھ) لکھتے ہیں:

قال الشيخ أبو بكر: هذا الحديث بهذا الإسناد باطل هذا الحديث بهذا الإسناد باطل لا أصل له يصح فيما نعلم، والرجال المذكورون في إسناده كلهم أئمة مشهورون غير محمد بن بيان، ونرى العلة من جهته، وتوثيق ابن الشخير له ليس بشيء۔[2]

## سُورَةُ الْعَصْرِ

**آیت:78**

وَالْعَصْرِ ﴿١﴾ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ﴿٢﴾ إِلاَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿٣﴾

زمانہ کی قسم (جس کی گردش انسانی حالات پر گواہ ہے)۔ یا: نماز عصر کی قسم (کہ وہ سب نمازوں کا وسط ہے)۔ یا: وقت عصر کی قسم (جب دن بھر چمکنے والا سورج خود ڈوبنے کا منظر پیش کرتا ہے)۔ یا: زمانۂ بعثت

[1] التفسير الوسيط 526/4، الدر المثور 554/8/ یہ روایت اصول کے مطابق باطل ہے۔

[2] تاریخ بغداد 96/2، تاریخ دمشق 214/1

مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قسم (جو سارے زمانوں کا ماحصل اور مقصود ہے) بیشک انسان خسارے میں ہے (کہ وہ عمرِ عزیز گنوا رہا ہے) سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے اور (معاشرے میں) ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہے اور (تبلیغِ حق کے نتیجے میں پیش آمدہ مصائب و آلام میں) باہم صبر کی تاکید کرتے رہے۔[1]

ابو اللیث نصر بن محمد بن اِحمد السمرقندی (المتوفی: 373ھ) نے فرمایا:

وَالْعَصْرِ قال علي بن أبي طالب رضي الله عنه يعني: الدهر

سیدنا مولا علی المرتضیٰ نے فرمایا: عصر سے مراد زمانہ ہے۔[2]

مزید آپ فرماتے ہیں:

إلا الذين آمنوا وعملوا الصالحات يعني: أبا بكر وعمر وعثمان وعلياً رضوان الله تعالى عليهم

"إلا الذين آمنوا وعملوا الصالحات" سے مراد حضرت ابو بکر و عمر حضرت عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔[3]

ابو اسحاق احمد بن محمد بن إبراہیم الثعلبی (المتوفی: 427ھ) فرماتے ہیں:

عن أُبيّ بن كعب قال: قرأت على رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلّم) وَالْعَصْرِ فقلت: بأبي وأمّي يا رسول الله وما تفسيرها؟فقال: وَالْعَصْرِ قسم من الله أقسم لكم بآخر النهار إِنَّ الْإِنْسانَ لَفِي خُسْرٍ قال: أبو جهل بن هشام: إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا: أبو بكر الصديق: وَعَمِلُوا الصَّالِحاتِ :عمر بن الخطّاب: وَتَواصَوْا بِالْحَقِّ :عثمان بن عفّان: وَتَواصَوْا بِالصَّبْرِ :علي بن أبي طالب:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا: میں نے حضور سید عالم ﷺ کے سامنے "والعصر" کی تلاوت کی اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی یا رسول اللہ! اس کی تفسیر بیان فرمادیں! پس نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (وَالْعَصْرِ) میں تمہارے رب عز و جل نے دن کے آخری

---

[1] العصر 1 تا 3

[2] بحر العلوم السمرقندی 615/3

[3] بحر العلوم السمرقندی 615/3

حصہ کی قسم فرمائی ہے (ان الإنسان ) ( بے شک آدمی ) سے مراد ابو جہل ( لَفِي خُسْرٍ ) ( ضرور نقصان میں ہے ) (إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا ) ( مگر جو ایمان لائے ) سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں (وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ) ( اور اچھے کام کیے ) سے مراد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں ( وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ) ( اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی ) سے مراد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں ( وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ) ( اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی) سے مراد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔[1]

مزید ایک اور روایت آپ لکھتے ہیں۔

حدّثنا أبو هشام محمد بن يزيد بن رفاعة قال: حدّثنا عمّي علي بن رفاعة عن أبيه رفاعة قال: حججت فوافيت علي بن عبد الله بن عباس يخطب على منبر رسول الله صلّى الله عليه وسلّم فقرأ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمنِ الرَّحِيمِ وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسانَ لَفِي خُسْرٍ أبو جهل ابن هشام إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا أبو بكر الصديق وَعَمِلُوا الصَّالِحاتِ عمر بن الخطّاب وَتَواصَوْا بِالْحَقِّ عثمان بن عفّان وَتَواصَوْا بِالصَّبْرِ علي بن أبي طالب

حدیث بیان کی ابو ہشام محمد بن یزید بن رفاعہ نے، فرمایا: حدیث بیان کی مجھے میرے چچا علی بن رفاعہ نے انھوں نے اپنے والد رفاعہ سے، فرمایا:

میں نے حج کیا پھر میں نے پایا حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو جو نبی کریم ﷺ کے منبر پر خطبہ دے رہے تھے، پھر جب آپ نے یوں پڑھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسانَ لَفِي خُسْرٍ ) سے مراد ابو جہل بن ہشام ہے۔

(الا الَّذِينَ آمَنُوا) سے مراد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

(وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ) سے مراد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

(وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ) سے مراد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔

[1] الکشف والبیان للثعلبی284/10، الجامع لاحکام القرآن للقرطبی180/20

اور (وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ) سے مراد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔[1]

ابی القاسم عبد الکریم بن ہوازن القشیری (المتوفی 465ھ) نے کہا:

وفي بعض التفاسير قوله: (الَّذِينَ آمَنُوا) يعنى أبا بكر (وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ): يعنى عمر و (وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ) يعنى عثمان و (وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ) يعني عليا رضي الله عنهم اجمعين.

اور بعض تفاسیر میں ہے کہ (الَّذِينَ آمَنُوا) سے مراد حضرت ابو بکر (وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ) سے مراد حضرت عمر (وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ) سے مراد حضرت عثمان اور (وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ) سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔[2]

اللہ جل وعلا سے دعا ہے کہ اپنے محبوب کے طفیل اس کاوش کو اپنی بارگاہِ ناز میں قبول فرمائے اور والدین کے ساتھ فقیر کی بخشش کا ذریعہ بنائے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین

کتبہ: سگ درِ سیدہ زہرا جگر گوشۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

محمد علی قادری سکندری السندی

22 جمادی الاولیٰ 1445ھ

7 دسمبر 2023

[1] الکشف والبیان للثعلبی 284/10. التفسیر الوسیط للواحدی 551/4. الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 180/20

[2] لطائف الاشارات القشیری 764.65/3

## آیت:79

مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى ﴿٥٥﴾

(زمین کی) اسی (مٹی) سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں ہم تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے ہم تمہیں دوسری مرتبہ (پھر) نکالیں گے۔[1]

پیدا کیا ہم نے اسی زمین سے تمہارے باپ آدم کو اور تمہارے جسمانی مادہ کو۔

ہر انسان کی مادۂ تخلیق کی پیدائش زمین سے ہے۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے، فرمایا:

يُدْفَنُ كُلُّ إِنْسَانٍ فِي التُّرْبَةِ الَّتِي خُلِقَ مِنْهَا

ہر انسان کو اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جس جگہ (کی مٹی) سے اس کی تخلیق کی جاتی ہے۔[2]

حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہا:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ حَبَشِيًّا دُفِنَ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ دُفِنَ بِالطِّينَةِ الَّتِي خُلِقَ مِنْهَا

حبشی کو جب مدینہ منورہ میں دفن کیا گیا تو حضور رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا: (آدمی) کو اس مٹی میں دفن کیا جاتا ہے جس مٹی سے وہ تخلیق کیا جاتا ہے۔[3]

ایک روایت جس کی نسبت حضور ﷺ کی جانب کی گئی ہے اس میں ہے:

أَكْرِمُوا عَمَّتَكُمُ النَّخْلَةَ. فَإِنَّهَا خُلِقَتْ مِنَ الطِّينِ الَّذِي خُلِقَ مِنْهُ آدَمُ، وَلَيْسَ مِنَ الشَّجَرِ يُلْقَحُ غَيْرُهَا أَطْعِمُوا نِسَاءَكُمُ الْوُلَّدَ الرُّطَبَ. فَإِنْ لَمْ يَكُنْ رُطَبٌ فَالتَّمْرُ، وَلَيْسَ مِنَ الشَّجَرِ أَكْرَمُ عَلَى اللهِ مِنْ شَجَرَةٍ نَزَلَتْ تَحْتَهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ

اپنی پھوپھی یعنی کھجور کے درخت کی عزت کرو اس کی تخلیق تمہارے باپ آدم کے خمیر سے پس ماندہ مٹی سے کی گئی ہے۔ اللہ جل وعلا کی بارگاہ میں کوئی درخت اس درخت سے زیادہ عزت والا نہیں جس کے نیچے مریم بنت عمران کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا تھا تم اپنی عورتوں اور بچوں کو کھجوریں کھلاؤ اور کھجوریں نہ

---

[1] طہ 55

[2] مصنف عبد الرزاق الرقم 6531

[3] اللآلی المصنوعہ 1/ 285

ملیں تو چھوارے دو۔[1] (یہ روایت منکر ہے۔اللہ اعلم ورسولہ)

ایک اور روایت میں ہے:

خلقت النخلة والرمان والعنب من فضلة طينة آدم

کھجور کے درخت، انار اور انگور کی تخلیق آدم کے خمیر کے پس ماندہ حصے سے کی گئی ہے۔[2]

❖ عطاء الخراسانی کا کہنا ہے:

اِنَّ الْمَلَكَ يَنْطَلِقُ فَيَأْخُذُ مِنْ تُرَابِ الْمَكَانِ الَّذِي يُدْفَنُ فِيهِ فَيَذُرُّه على النُّطْفَة فَيحل مِنَ التُّرَابِ وَمِنَ النُّطْفَةِ وَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى {مِنْهَا خَلَقْنَا كُمْ وَفِيهَا نعيد كم}

فرشتہ اس جگہ سے (انسان کے جسم کی تخلیق کے لیے) مٹی لے آتا ہے جہاں اس کو دفن کیا جاتا ہے۔ وہ مٹی نطفہ پر چھڑکتا ہے پھر اسی نطفہ اور مٹی سے انسان کا جسم بنتا ہے۔اور اسی طرح اللہ جل وعلا کا فرمان ہے۔مِنْهَا خَلَقْنَا كُمْ وَفِيهَا نعيد كم}

❖ ہلال بن یسار سے مروی ہے کہا:

مَا مِنْ مَوْلُودٍ يُولَدُ إِلا وَفِي سرته من تربة الأَرْض الَّتِي يَموت فِيهَا

بچے کی پیدائش جس زمین کے خطے کی مٹی سے کی جاتی ہے اسی کو وہاں دفن کیا جاتا ہے۔

بہاء الدین ابوالبقاء، محمد بن احمد بن الضیاء الحنفی المعروف بابن الضیاء (المتوفی 854ھ) لکھتے ہیں:

مَا جَاءَ أَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَأَبا بكر وَعمر رَضِي الله عَنْهُمَا وَعِيسَى عَلَيْهِ السَّلَام خلقُوا من طِينَة وَاحِدَة وَأَن كل مَخْلُوق يدْفن فِي تربته الَّتِي خلق مِنْهَا

(یہ بات) آئی ہے کہ حضور رحمتِ عالم ﷺ اور حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت عیسی علیہ السلام ایک ہی مٹی سے تخلیق کیے گئے ہیں اور ہر مخلوق اسی جگہ دفن کی جاتی ہے جس جگہ سے وہ پیدا کیا گیا ہے۔

حافظ محب الدین ابن نجار نے کہا:

---

[1] مسند ابو یعلی الرقم 455، امثال الحدیث الرقم 263، حلیة الاولیاء 6/ 123، المطالب العالیه الرقم 2418، الضعفاء الکبیر للعقیلی الرقم 1853، اسنی المطالب الرقم 255

[2] تاریخ دمشق 7/ 382، کشف الخفاء، ص 382، تذکرة الموضوعات للفتنی، ص 152 (موضوع)

فعلى هَذَا طِينَة النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم الَّتِي خلق مِنْهَا من الْمَدِينَة. وطينة أبي بكر وَعمر رَضِي الله عَنْهُمَا من طِينَة النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم

یہ مدینہ طیبہ کی وہ مٹی ہے جس سے آقا کریم ﷺ کی (تخلیق) کی گئی اور حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی (تخلیق) اس مٹی سے کی گئی جس مٹی سے رسول اکرم ﷺ کی (تخلیق) کی کی گئی تھی۔[1]

❖ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی، آپ رسول ﷺ سے راوی، فرمایا:

جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کے ناف میں وہ مٹی ضرور ہوتی ہے جس سے اس بچے کی پیدائش ہوتی ہے۔ پھر جب وہ اپنی (بڑھاپے) کی عمر کو پہنچتا ہے تو اس کو اس مٹی کی جانب لوٹا دیا جاتا ہے، دفن کیا جاتا ہے جس مٹی سے اس کی تخلیق کی جاتی ہے۔

وَإِنِّي أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ خُلِقْنَا مِنْ تُرْبَةٍ وَاحِدَةٍ، وَفِيهَا نَعُودُ

میں ابو بکر و عمر ایک ہی مٹی سے بنائے گئے ہیں اور اسی کی جانب لوٹائے جائیں گے۔[2]

ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجری البغدادی (المتوفی 360ھ) ایک حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

فَدُلَّ بِهَذَا الْقَوْلِ أَنَّ الْإِنْسَانَ يُدْفَنُ فِي التُّرْبَةِ الَّتِي خُلِقَ مِنْهَا مِنَ الْأَرْضِ. كَذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِقَ هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْ تُرْبَةٍ وَاحِدَةٍ دُفِنُوا ثَلَاثَتُهُمْ فِي تُرْبَةٍ وَاحِدَةٍ

بیشک انسان جس مٹی میں دفن کیا جاتا ہے اسی مٹی سے اس کی تخلیق کی جاتی ہے یہ قول دلالت کرتا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک ہی مٹی سے تخلیق کیے گئے ہیں، کیوں کہ آپ تینوں ایک ہی (جگہ) کی مٹی میں مدفون ہیں۔

امام آجری کے استدلال کا ذکر ابو احمد محمد عبد اللہ الاعظمی نے کیا ہے۔[3]

❖ ابن سیرین کا کہنا ہے:

---

[1] تاريخ مكة المشرفة والمسجد الحرام والمدينة الشريفة والقبر الشريف، ص 325، الدرة الثمينة في أخبار المدينة، ص 402

[2] تاريخ دمشق 44/ 121، تاريخ بغداد 3/ 543، معجم شيوخ الطبرى، ص 629، العلل المتناهيه الرقم 310، اللآلى المصنوعه 1/ 284، الحجة في بيان المحجة 2/ 380، زوائد تاريخ بغداد على الكتب الستة، الرقم 1962، تذكرة الموضوعات للفتنى، ص 93، زهر الفردوس الرقم 2212

[3] الجامع الكامل في الحديث الصحيح الشامل 9/ 398

لَوْ حَلَفْتُ حَلَفْتُ صَادِقًا بَارًّا غَيْرَ شَاكٍّ وَلا مُسْتَثْنِي إِنَّ اللهَ تَعَالَى مَا خَلَقَ نبيه وَلا أَبَا بَكْرٍ وَلا عُمَرَ إِلا مِنْ طِينَةٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ رَدَّهُمْ إِلَى تِلْكَ الطِّينَةِ

اگر میں قسم کھاکر کہوں تو میری قسم جھوٹی نہ ہوگی مجھے اس بات میں کوئی شک نہیں اور نہ ہی استثناء کرتا ہوں کہ اللہ جل وعلا نے اپنے محبوب ﷺ کو اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ایک ہی مٹی سے بنایا ہے۔ پھر آپ کو اسی مٹی کی طرف لوٹا دیا۔[1]

ابو العباس احمد بن عبد اللہ بن محمد، محب الدین الطبری (المتوفی 694ھ) لکھتے ہیں:

ذكر أن أبا بكر وعمر خلقا من طينة واحدة, وأن عثمان وعليًّا كذلك

ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر ایک ہی مٹی سے تخلیق کیے گئے ہیں اور حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی اسی کی مثل۔

خلق أبو بكر وعمر من طين واحد, وخلق عثمان وعلي من طين واحد

حضرت ابو بکر و حضرت عمر ایک ہی مٹی سے تخلیق کیے گئے ہیں اور حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی اسی کی مثل۔[2]

حضور رحمتِ عالم ﷺ نے ابو جعفر سے فرمایا:

وَأَنْتَ يَا جَعْفَرُ أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي، وَخُلِقْتَ مِنْ طِينَتِي الَّتِي خُلِقْتُ مِنْهَا

اے ابو جعفر! تو خَلق اور خُلق میں میرے مشابہ ہے اور تخلیق کیا گیا ہے میرے اس خمیر سے جس خمیر (مٹی) سے میں تخلیق کیا گیا ہوں۔[3]

علی بن عبد اللہ بن جعفر اپنے والد سے راوی، کہا: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

يَا عَبْدَ اللهِ، هَنِيًّا لَكَ مَرِيًّا، خُلِقْتَ مِنْ طِينَتِي وَأَبُوكَ يَطِيرُ مَعَ الْمَلائِكَةِ فِي السَّمَاءِ

اے عبد اللہ! تجھے مبارک ہو کہ تو میرے خمیر سے پیدا کیا گیا ہے اور تیرا باپ ملائکہ کے ساتھ

---

[1] نوادر الاصول 1/ 268، اللآلی المصنوعه 1/ 285، التذکرة بأحوال الموتی وأمور الآخرة للقرطبی 1/ 296، عمدة القاری 8/ 226، سبل الهدی والرشاد3/ 316

[2] الریاض النضرة51/1

[3] فضائل الصحابه الرقم 1692، تاریخ دمشق 27/ 261

آسمان میں اڑتا ہے۔[1]

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

لما قبض النبي صلى الله عليه وسلم وسلّم اختلفوا في دفنه فقال علي رضي الله عنه : أنه ليس في الأرض بقعة أكرم على الله من بقعة قبض فيها نفس نبيه صلى الله عليه وسلم

جب سرکار دو عالم ﷺ کی روح مبارک کو قبض کر لیا گیا تو آقا کریم ﷺ کی تدفین ( کی جگہ ) میں اختلاف ہوا۔

حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا: یقینا زمین کا وہ خطہ جس میں حضور رحمتِ عالم ﷺ کی روح مبارک کو قبض کر لیا گیا ہے اللہ جل وعلا کی بارگاہ میں اس سے بڑھ کر کوئی اور خطہ مقرب نہیں۔[2]

---

[1] المعجم الکبیر الرقم 190، تاریخ دمشق 261/27

[2] سبل الھدیٰ والرشاد 316/3

# چند مشہور و معروف احادیث کی تحقیق:

حدیث 1: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے، فرمایا:

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابو بکر!

**أَنْتَ صَاحِبِي فِي الْغَارِ، وَأَنْتَ مَعِي عَلَى الْحَوْضِ**

آپ غار میں بھی میرے ساتھی ہیں اور حوض کوثر پر بھی آپ میرے ساتھ ہوں گے۔[1]

---

[1] امالی ابن سمعون 114

سند الحدیث: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ نَاصِحٍ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لأَبِي بَكْرٍ: أَنْتَ صَاحِبِي فِي الْغَارِ، وَأَنْتَ مَعِي عَلَى الْحَوْضِ

ابو بکر محمد بن جعفر الآدمی المقرئ المزکی البغدادی

ابو جعفر عبید بن ناصح المعروف ابو عصیدہ: مناکیر روایات بیان کرتا ہے۔

صلاح الدین خلیل بن ایبک بن عبد اللہ الصفدی (المتوفی: 764ھ) اس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

أَحْمد بن عبيد بن نَاصح بن بلنجر الديلمي البغدادي بِأبي عصيدة النَّحْوِيّ لَهُ مَنَاكِير

(الوافی فی الوفیات 111/7)

یوسف بن عبد الرحمٰن بن یوسف، ابو الحجاج، جمال الدین ابن الزکی ابی محمد القضاعی الکلبی المزی (المتوفی: 742ھ) لکھتے ہیں:

قال أَبُو أَحْمَد بْن عَدِيّ: يحدث عَنِ الأَصْمَعِيّ ومحمد بن مصعب بمناكير (تہذیب الکمال 403/1)

شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (المتوفی: 748ھ) لکھتے ہیں:

أحمد بن عبيد بن ناصح، أبو عصيدة النحوي.

صويلح الحديث. قال ابن عدي: له مناكير. وقال أبو أحمد الحاكم: لا يتابع على جل حديثه.

أدرك يزيد بن هارون، وقد روى عن محمد بن مصعب موعظة الأوزاعي للمنصور، وفيها مناكير.

وقال ابن عدي: هو عندي من أهل الصدق مع هذا كله، ويحدث بمناكير (میزان الاعتدال 118/1)

سیر اعلام النبلاء میں لکھتے ہیں:

أَبُو عَصِيْدَةَ أَحْمَدُ بنُ عُبَيْدِ بنِ نَاصِحٍ الدَّيْلَمِيُّ

الشَّيْخُ، العَالِمُ، المُحَدِّثُ، أَبُو جَعْفَرٍ أَحْمَدُ بنُ عُبَيْدِ بنِ نَاصِحِ بنِ بَلَنْجَرَ الدَّيْلَمِيُّ، ثُمَّ البَغْدَادِيُّ الهَاشِمِيُّ، مَوْلاَهُمُ النَّحْوِيُّ، المُلَقَّبُ بِأَبِي عَصِيدَةَ.

حدیث 2 : ابو صالح سے مروی حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : اے بکر !

أَنْتَ صَاحِبِي فِي الْغَارِ ، وَصَاحِبِي عَلَى الْحَوْضِ

آپ غار میں بھی میرے ساتھی ہیں اور حوض کوثر پر بھی آپ میرے ساتھ ہوں گے۔[1]

---

حَدَّثَ عَنْ: عَلِيِّ بنِ عَاصِمٍ ، وَيَزِيْدَ بنِ هَارُوْنَ ، وَأَبِي دَاوُدَ الطَّيَالِسِيِّ ، وَعَبْدِ اللهِ بنِ بَكْرٍ ، وَالأَصْمَعِيِّ ، وَمُحَمَّدِ بنِ مُصْعَبٍ القَرْقَسَانِيِّ ، وَعِدَّةٍ.

حَدَّثَ عَنْهُ: عَلِيُّ بنُ مُحَمَّدٍ المِصْرِيُّ الوَاعِظُ ، وَمُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ الأَدَمِيُّ ، وَعَبْدُ اللهِ بنُ إِسْحَاقَ الخُرَاسَانِيُّ ، وَعِدَّةٌ. فِي حَدِيْثِهِ مَنَاكِيْرُ. (سیر اعلام النبلاء 193/13)

احمد بن علی بن عبد القادر ، ابو العباس الحسینی العبیدی ، تقی الدین المقریزی (المتوفی : 845ھ) لکھتے ہیں :

يحدث عَن الْأَصْمَعِي وَمُحَمّد بن مُصعب مَا لَا يحدث بِهِ غَيره.

قَالَه ابْن عدي ، وسَاق لَهُ أَحَادِيث ، ثمَّ قَالَ : وَأَبُو عصيدة عِنْدِي مَعَ هَذَا كُله من أهل الصدْق

( مختصر الکامل ، ص108 )

سلیمان بن داؤد الطلایسی کے اتنے بڑے معتبر شاگردوں میں سے کسی نے اس کو روایت نہیں کیا سوائے احمد بن عبید بن ناصح نحوی کے۔

**سلیمان بن داؤد الطیالسی کے شاگرد :** احمد بن حنبل ، محمد بن اسماعیل بخاری ، احمد بن حسن ترمذی ، حسن بن علی الخلال ، عبید اللہ بن فضالہ النسائی ، محمد بن ادریس ابو حاتم الرازی وغیرہم

**اس روایت کا دوسرا طریق :**

عَنْ عَلِيِّ بْنِ هَاشِمٍ , عَنْ كَثِيرٍ النَّوَّاءِ , عَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ , قَالَ : أَتَيْتُ ابْنَ عُمَرَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بَكْرٍ : " أَنْتَ صَاحِبِي فِي الْغَارِ , وَصَاحِبِي عَلَى الْحَوْضِ

اس میں کثیر النواء متروک الحدیث راوی موجود ہے۔ یہ روایت منکر ہے۔ واللہ اعلم

[1] فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل 177

سند حدیث : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي ، قثنا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قثنا أَبُو بَكْرٍ ، يَعْنِي : ابْنَ عَيَّاشٍ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ

( یہ روایت منقطع ہے ابو صالح کے بعد راوی حذف ہے۔ اور ابو بکر بن عیاش اختلاط کا شکار ہو گیا تھا جس کی وجہ سے روایات میں تمیز نہیں کر پاتا تھا اور روایات کو ملا دیتا تھا۔ (اس کے لیے آپ علل ابن ابی حاتم ، علل ترمذی ، السؤالات البرقانی للدار قطنی ، اطراف الغرائب والافراد وغیرہم کا مطالعہ کریں )

اور ابو صالح ذکوان السمان یہ ضعیف راوی ہے۔

یوں ہی حضرت ابن عباس سے بھی مروی حدیث میں ہے۔[1]

حدیث 3: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: آپ ﷺ کی ہمراہی کا ایک دن یا ایک رات مل جاتی پس جب وہ دونوں غار کی طرف گئے تو حضرت ابو بکر نے کہا: خدا کی قسم!

---

زین الدین عبد الرحمٰن بن احمد بن رجب الحنبلی (المتوفی: 795ھ) لکھتے ہیں:

"أبو بكر بن عياش"

وأما بكر بن عياش، فهو المقرئ الكوفي، وهو رجل صالح، لكنه كثير الوهم، ومع هذا فقد خرج البخاري حديثه. وأنكر عليه ابن حبان تخريج حديثه وتركه لحماد بن سلمة

(شرح علل ترمذی 405/1)

[1] المعجم الكبير للطبرانی 12127

سند حدیث:

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْحَاقَ التُّسْتَرِيُّ، وَعِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ السِّمْسَارُ الْوَاسِطِيُّ، قَالَا: إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ، ثنا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ قَرْمٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

الحُسَيْن بن إِسْحَاق التُّسْتَرِيُّ الدِّمَشْقِيّ: محدّث رحّال ثقة (تاریخ اسلام 157/21)

وَعِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ السِّمْسَارُ الْوَاسِطِيُّ: اس کا ترجمہ میں کہیں ذکر نہیں مجہول راوی ہے۔

امام الکبیر ابو الفضل محمد بن طاہر بن علی بن احمد المقدسی الشیبانی، المعروف بابن القیسرانی (المتوفی: 507ھ) ترجمہ میں لکھتے ہیں:

وَسليمَان لَيْسَ بِشَيْء فِي الحَدِيث (ذخیرۃ الحفاظ 502/1)

اسی حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

رَوَاهُ سُلَيْمَان بن قرم: عَن الْأَعْمَش (عَن الحكم)، عَن مقسم، عَن ابْن عَبَّاس. وَهَذَا لم يُتَابع عَلَيْهِ سُلَيْمَان، وَهُوَ مَتْرُوك الحَدِيث. (ذخیرۃ الحفاظ 707/2)

اِبو احمد بن عدی الجرجانی (المتوفی: 365ھ) اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

قَالَ الشَّيْخُ: وَهَذِهِ الأَحَادِيثُ، عَنِ الأَعْمَش وَغَيْرِهَا مِمَّا لَمْ أَذْكُرْهَا أَحَادِيثُ لا يُتَابَعُ سُلَيْمَانُ عليه

(الكامل فی ضعفاء الرجال 239/4)

اس سند میں بہت سی علتیں ہے ایک تو یہ کہ عیسی بن محمد مجہول ہے اس کا ذکر کہیں نہیں ملتا اور سلیمان بن قرم حکم سے روایت ہی نہیں کرتا یہاں ایک راوی ساقط ہے اور حکم مقسم سے تدلیس کرتا ہے۔ مقسم ابن عباس کا کوئی معروف شاگرد بھی نہیں۔ آپ کے معروف شاگردوں (مجاہد، سعید بن جبیر، عکرمہ، طاوس، عطاء، جابر) سے ایسا کوئی متن موجود نہیں۔ اور سلیمان کا اعمش سے تفرد ہے۔ (یہ روایت منکر ہے)

میں آقا کریم ﷺ کو داخل ہونے نہیں دوں گا یہاں تک کہ آپ ﷺ سے پہلے میں خود اندر جاؤں۔ پس اگر کوئی چیز ہو گی تو وہ آپ کے بغیر مجھے پہنچے گی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں داخل ہوئے اور اسے غور سے دیکھا تو اس کے اطراف میں سوراخ تھے، جنھیں آپ نے اپنی چادر پھاڑ کر بند کر دیا اور دو سوراخ بچ گئے، تو ان میں پاؤں رکھ دیے۔

پھر حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ! اندر تشریف لے آیئے حضور ﷺ اندر تشریف لے گئے اور حضرت ابو بکر کی گود میں سر انور رکھ کر آرام فرمانے لگے۔

حضرت ابو بکر صدیق کے پاؤں کو سوراخ میں سے سانپ کے ڈسنے کی وجہ سے تکلیف ہوئی۔

ولم يتحرك مخافة أن يستنبه رسول الله صلى الله عليه وسلم فسقطت دموعه على وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم فانتبه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: "ما لك يا أبا بكر؟" قال: لدغت فداك أبي وأمي, فتفل عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فذهب ما يجده

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس ڈر سے پاؤں کو حرکت نہ دی کہ ایسا کرنے سے حضور ﷺ کے آرام میں خلل واقع ہو جائے گا اور آپ بے دار ہو جائیں گے۔

حضرت ابو بکر صدیق کے آنسو مصطفیٰ کریم ﷺ کے رخ زیبا پر گرے تو آقا کریم ﷺ بے دار ہو گئے اور فرمایا: اے ابو بکر تجھے کیا ہوا ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ حضور ﷺ نے اپنا لعاب مبارک لگایا تو زہر کا اثر جاتا رہا۔[1]

---

[1] عمر بن خطاب ذُكِرَ عِنْدَهُ أَبُو بَكْرٍ فَبَكَى وَقَالَ: وَدِدْتُ أَنَّ عَمَلِي كُلَّهُ مِثْلُ عَمَلِهِ يَوْمًا وَاحِدًا مِنْ أَيَّامِهِ وَلَيْلَةً وَاحِدَةً مِنْ لَيَالِيهِ أَمَّا لَيْلَتُهُ فَلَيْلَةٌ سَارَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْغَارِ فَلَمَّا انتهينا إِلَيْهِ قَالَ: وَاللهِ لَا تَدْخُلُهُ حَتَّى أَدْخُلَ قَبْلَكَ فَإِنْ كَانَ فِيهِ شَيْءٌ أَصَابَنِي دُونَكَ فَدَخَلَ فَكَسَحَهُ وَوَجَدَ فِي جَانِبِهِ ثُقْبًا فَشَقَّ ازاره وسدها بِهِ وَبَقِيَ مِنْهَا اثْنَان فالقمها رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْخُلْ فَدَخَلَ رَسُولُ ط عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ رَأسه فِي حجره وَنَامَ فَلُدِغَ أَبُو بَكْرٍ فِي رِجْلِهِ مِنَ الْجُحر وَلم يَتَحَرَّك مَخَافَةَ أَن ينتبه رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَقَطَتْ دُمُوعُهُ عَلَى وَجْهُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ حضور ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی:

**اللَّهُمَّ اجْعَلْ أَبَا بَكْرٍ مَعِيَ فِي دَرَجَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ. فَأَوْحَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدِ اسْتَجَابَ لَكَ**

اے میرے پروردگار! ابو بکر کو قیامت کے دن میرے درجے میں جگہ دینا اللہ رب العالمین نے حضور ﷺ کی طرف وحی بھیجی کہ آپ کی دعا قبول ہو گئی ہے۔

یہ واقعہ اختصار کے ساتھ ابو القاسم إسماعیل بن محمد بن الفضل الأصبہانی (المتوفی 535ھ) نے لکھا ہے۔[1]

---

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ ؟قَالَ: لُدِغْتُ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي فَتَفِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ مَا يَجِدُهُ ثُمَّ انْتَقَضَ عَلَيْهِ

(مشكاة المصابيح 6034، جامع الأصول في أحاديث الرسول 8/ 605، الرياض النضرة 104/1)

یہ قصہ من گھڑت ہے اس کی سند کہیں مذکور نہیں

[1] حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا الْمُطَرِّزُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اللَّيْثِ الْجَوْهَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ الْعَمِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَزْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ , وَعَطَاءُ بْنُ أَبِي مَيْمُونَةَ , عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ, عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:لَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْغَارِ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ , دَعْنِي فَأَدْخُلْ قَبْلَكَ , فَإِنْ كَانَ شَيْءٌ كَانَ بِي , فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. فَالْتَمَسَ الْغَارَ بِيَدِهِ وَشَقَّ ثَوْبَهُ , فَكُلَّمَا رَأَى جُحْرًا فِي الْغَارِ أَلْقَمَهُ ثَوْبَهُ , حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ بِثَوْبِهِ أَجْمَعَ , وَبَقِيَ جُحْرٌ مِنْهَا , فَوَضَعَ عَقِبَهُ عَلَيْهِ, وَقَالَ:يَا رَسُولَ اللَّهِ , ادْخُلِ الْغَارَ , فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ, فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ , أَيْنَ ثَوْبُكَ؟.فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا صَنَعْتُ فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ وَقَالَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْ أَبَا بَكْرٍ مَعِي فِي دَرَجَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِفَأَوْحَى إِلَيْهِ أَنِّي قَدِ اسْتَجَبْتُ لَكَ (ضعيف جدا)

(الشریعۃ للآجری 1275، حلیۃ الاولیاء 33/1، سیر السلف الصالحین 20/1)

أَبُو بَكْرٍ القَاسِمُ بنُ زَكَرِيَّا بنِ يَحْيَى البَغْدَادِيُّ، المَعْرُوْفُ :بِالمُطَرِّزِ وَكَانَ ثِقَةً مَأْمُوْناً (سیر اعلام النبلاء 149/14)

حَاتِمُ بْنُ اللَّيْثِ الْجَوْهَرِيُّ كان ثقةً ثبتًا متقنًا حافظًا

أَبُو الْهَيْثَم مُعلى بن أَسد الْعَمى بصرى ثِقَة (کتاب الثقات للعجلی 289/2)

هِلَالُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَنَفِيُّ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ (الضعفاء الکبیر للعقیلی 350/4)

هِلَال بن عبد الرَّحْمَن الْحَنَفِيّ قَالَ الْعقيلِيّ روى مَا لَا أصل لَهُ وَلَا يُتَابع عَلَيْهِ (تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ 123/1)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے، فرمایا:

لَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ قَالَ لِصَاحِبِهِ أَبِي بَكْرٍ

جب حضور رحمتِ عالم ﷺ رات کو غار میں تھے آپ نے اپنے ساتھی حضرت ابو بکر صدیق کو فرمایا۔[1]

---

لسان المیزان میں ہے۔ ہلال بن عبد الرحمٰن عطاء بن ابی میمونہ اور ان کے علاوہ سے روایت کرتا ہے۔ پھر کہا:

الضعف لائح على أحاديثه فليترك (لسان المیزان 315/4، 202/6)

[1] الشريعة للآجري 1276، الإبانة الكبرى لابن بطة 538/9، الرياض النضرة 108/1

وَحَدَّثَنِي أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ أَيُّوبَ السَّقَطِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْفُوظُ بْنُ أَبِي تَوْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ حَبِيبٍ وَجَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ مُزَاحِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ؛ قَالَ لِصَاحِبِهِ أَبِي بَكْرٍ أَنَائِمٌ أَنْتَ؟

أَبَا مُحَمَّدٍ الضَّحَّاكِ بْنِ مُزَاحِمٍ الْهِلَالِيِّ وَيُكَنَّى ثِقَةٌ مَأْمُون

ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی (المتوفی: 241ھ) کہتے ہیں میں نے والد سے سنا، فرمایا ثقہ مامون ہے۔

(العلل ومعرفة الرجال 309/2)

یحییٰ بن معین (المتوفی: 233ھ) لکھتے ہیں:

الذي يحدث عن الضحاك بن مزاحم، عن ابن عباس، تعرفه؟ قال: لا (سؤالات ابن الجنید، ص452)

ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسی بن حماد العقیلی المکی (المتوفی: 322ھ) لکھتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى يَقُولُ: كَانَ شُعْبَةُ يُنْكِرُ أَنْ يَكُونَ الضَّحَّاكُ بْنُ مُزَاحِمٍ لَقِيَ ابْنَ عَبَّاسٍ قَطُّ قَالَ يَحْيَى: وَكَانَ الضَّحَّاكُ بْنُ مُزَاحِمٍ عِنْدَنَا ضَعِيفًا

علی بن عبد اللہ نے کہا میں نے یحی بن سعید کو کہتے سنا؛ شعبی اس بات کا انکار کرتے تھے کہ ضحاک کی حضرت ابن عباس سے کبھی ملاقات بھی ہوئی ہو۔ (یعنی ملاقات کا انکار کرتے تھے) یحی بن سعید نے کہا: ضحاک ہمارے نزدیک ضعیف ہے۔

(الضعفاء الکبیر للعقیلی 218/2، المراسیل لابن ابی حاتم، ص95)

أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَيْسَرَةَ يَقُولُ: الضَّحَّاكُ بْنُ مُزَاحِمٍ لَمْ يَلْقَ ابْنَ عَبَّاسٍ

شعبی نے کہا: عبد اللہ بن میسرہ سے میں نے سنا، کہا: ضحاک کی حضرت ابن عباس کی ملاقات نہیں۔

(الضعفاء الکبیر للعقیلی 218/2)

نہ ملاقات ثابت ہے اور نہ ہی دیکھنا ثابت ہے۔ جیسا کہ ابو محمد عبد الرحمٰن بن محمد بن إدریس لرازی (المتوفی: 327ھ) نے لکھا:

حَدَّثَنَا يُونُسُ بْن حَبِيبٍ الْأَصْبَهَانِيُّ نَا أَبُو دَاودُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُشَاشٍ قَالَ قُلْتُ لَلضَّحَّاكِ سَمِعْتَ مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا قُلْتُ رَأَيْتَهُ قَالَ لَا (المراسیل لابن ابی حاتم، ص94)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا:

أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا ذَهَبَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْغَارِ , فَأَرَادَا أَنْ يَدْخُلَا الْغَارَ, فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب رسول ﷺ کے ساتھ غار کی طرف گئے، جب دو ساتھیوں نے غار میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو (پہلے) ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں داخل ہوئے۔[1]

**حدیث 4:**

**غار میں جنت کا پانی دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ خوشبودار پانی**

**روایت کی تحقیق:**

أخبرنا أبو الفضل محمد بن حمزة بن إبراهيم الفراتي بزنجان أنبأ الشيخ العالم الثقة أبو محمد بن إدريس بن محمد بهمذان في ذي القعدة سنة خمس وثمانين وأربع مائة نا أبو الحسن

---

ضحاک بن مزاحم کی ملاقات حضرت ابن عباس سے نہیں، سند منقطع ہے۔

[1] الشريعة للآجري 1277، الإبانة الكبرى لابن بطة 9/ 541، الرياض النضرة 108/1،

سند، حدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَاعِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ الطَّرَسُوسِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الزُّهْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي , عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا ذَهَبَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْغَارِ , فَأَرَادَا أَنْ يَدْخُلَا الْغَارَ , فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ قَالَ: كَمَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ , فَضَرَبَ بِرِجْلِهِ فَأَطَارَ الْيَمَامَ يَعْنِي الْحَمَّامَ الطَّوَارِيَّ , وَطَافَ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا , وَطَافَ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا فَقَالَ: ادْخُلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ , فَدَخَلَ فَإِذَا فِي الْغَارِ جُحْرٌ , فَأَلْقَمَهُ أَبُو بَكْرٍ عَقِبَهُ مَخَافَةَ أَنْ يَخْرُجَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَيْءٌ , وَغَزَلَتِ الْعَنْكَبُوتُ عَلَى الْغَارِ , وَذَهَبَ الطَّالِبُ فِي كُلِّ مَكَانٍ , فَمَرُّوا عَلَى الْغَارِ , وَأَشْفَقَ أَبُو بَكْرٍ مِنْهُمْ

یعقوب بن محمد بن عیسی وہمی راوی ہے کثرت سے ضعفاء سے روایت لیتا ہے۔ عبد الرحمٰن بن عقبہ مجہول ہے اسی طرح عقبہ بن عبد الرحمٰن بھی مجہول ہے۔

یہ روایت حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہی نہیں۔ لہٰذا یہ روایت منکر ہے۔

أحمد بن إبراهيم بن فراس بمكة نا أبو العباس أحمد بن محمد بن علي العنبري نا أبو إسحاق إبراهيم بن علي بن عبد الله نا محمد بن يونس نا إبراهيم بن هشام عن زيد بن أرقم عن مجاهد عن ابن عباس قال كان أبو بكر الصديق مع رسول الله (صلى الله عليه وسلم) في الغار فعطش أبو بكر عطشا شديدا فشكا إلى رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فقال له رسول الله (صلى الله عليه وسلم) اذهب إلى صدر الغار واشرب فانطلق أبو بكر إلى صدر الغار وشرب منه ماء أحلا من العسل وأبيض من اللبن وأزكى من رائحة من المسك ثم عاد إلى رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فقال شربت يا رسول الله فقال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) إلا أبشرك يا أبا بكر قال بلى فداك أبي وأمي يا رسول الله قال إن الله تعالى أمر الملك الموكل بأنهار الجنة أن خرق نهرا من جنة الفردوس إلى صدر الغار ليشرب أبو بكر فقال أبو بكر ولي عند الله هذه المنزلة قال نعم وأفضل والذي بعثني بالحق نبيا لا يدخل الجنة مبغضك ولو كان له عمل سبعين نبيا

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں:

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، جب سخت پیاس لگی تو انہوں نے نبئ کریم، رؤف رحیم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی۔ آپ صلی اللہ ﷺ نے فرمایا: غار میں اندر تک جاؤ اور پانی پی آؤ۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں اندر گیا اور دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ خوشبودار پانی پی کر آیا۔ آپ نے فرمایا: پی آئے؟ عرض کیا: جی فرمایا: ابو بکر! تمہیں بشارت نہ دوں؟ عرض کیا: یارسول اللہ! کیوں نہیں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنتی نہروں کے نگران فرشتے سے فرمایا ہے کہ جنت الفردوس سے لے کر غار ثور تک نہر بنادو تاکہ ابو بکر سیراب ہو جائے۔ میں نے عرض کیا: کیا اللہ کے ہاں میری اتنی قدر و منزلت ہے فرمایا: ہاں! اس سے بھی زیادہ ہے اور مجھے قسم ہے اس خدا کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث

فرمایا: تم سے بغض و حسد رکھنے والا جنت میں نہ جائے گا۔ خواہ ستر انبیاء کے اعمالِ صالحہ کا حامل ہو۔[1]

✍: محمد بن یونس وھو الکدیمی: : متھم الوضع۔ واللہ ورسول اعلم

**تخریج:**

امام محب الدین طبری (متوفی 694ھ) نے اس کو بغیر سند کے نقل کیا۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ 110/1)

إبو الفداء إسماعیل حقی الحنفی (متوفی 1127ھ) نے بھی بغیر سند کے نقل کیا۔

(روح البیان 435/3)

امام إبو محمد حسن بن علی بن سلیمان البدر الفیومی القاہری (متوفی 870ھ) نے اس کو بے سند نقل کیا۔

(فتح القریب المجیب علی الترغیب والترہیب 567/1)

امام عبد الرحمٰن بن إبی بکر، جلال الدین السیوطی (متوفی 911ھ) نے اس کو نقل کر کے سند واہ (شدید ضعیف) فرمایا یعنی سند میں علت کی طرف اشارہ کیا۔

قال سیوطی: وَأخرج ابْن عَسَاكِر فِي تَارِيخه بسندٍ واهٍ عَن ابْن عَبَّاس رَضِي الله عَنْهُمَا قَالَ

(الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور 201/4، الخصائص الکبری 307/1)

علامہ رفاعۃ رافع بن بدوی بن علی الطھطاوی (متوفی 1290ھ) نے بھی اس کو بغیر سند کے نقل کیا۔

(نہایۃ الإیجاز فی سیرۃ ساکن الحجاز 181/1)

**خلاصہ کلام اس روایت کی سند میں دو علتیں موجود ہیں**

**پہلی علت:** محمد بن یونس وھو الکدیمی کی ایک بندے کے علاوہ کسی نے اس کی توثیق نہیں۔ بل کہ اس پر جرح مفسر ہے یہ احادیث گھڑنے و جھوٹ بولنے والا راوی ہے اور متروک قسم کا راوی ہے۔

**دوسری علت:** بڑی خطرناک بات یہ علت بھی کدیمی کی عدالت پر کلام کا سبب بنتی ہے کہ کدیمی سے آگے سند مقلوب ہے۔

ضروری باتیں علم (اسماء الرجال) کا شوق رکھنے والوں کے لیے۔

---

[1] تاریخ دمشق لابن عساکر 149،150/30

صحابی تابعی سے سن رہا ہے اور پھر وہ تابعی صحابی سے بیان کر رہا ہے حالاں کہ اس میں ہونا چاہے تھا کہ تابعی دونوں صحابہ سے سن کے روایت کرتا۔اس کی وجہ اصل میں کدیمی موجود ہے۔

مجھے لگتا یہ اسی کا کام ہے اس نے سند کو مقلوب کیا۔ کیوں کہ واحادیث گھڑنے والا تھا۔ اور اگر سند مقلوب نہ ہوتی جب بھی روایت کدیمی کی وجہ سے قابلِ قبول نہیں تھی۔

کیوں کہ اس راوی کی روایت منگھڑت و موضوعات میں شمار ہوتی ہے۔ کسی بھی سند میں اگر یہ راوی موجود ہے تو اسی سند سے مروی وہ روایت کسی کام کی نہیں۔

مقلوب سند ہونے کی ایک اور نشانی راوی کا نام تبدیل کر دیا جاتا ہے اس روایت کی کافی ساری اسناد ہوں تو اس میں کمزور راوی کی جگہ اچھے راوی کا نام آجاتا ہے اور کسی سند میں اسی کمزور راوی کا نام باقی رہتا ہے۔

یہ خاص کر اس وقت ہوتا ہے جب نام ملتے جلتے ہوں یا اس کی جگہ مجہول راوی کا نام ڈال دیا جاتا ہے۔

اسی طرح ایک سند میں کذاب راوی موجود ہو باقی طریق اگر مجاہیل سے خالی نہ ہو تو اس میں بھی ایسا ہی کچھ ہوتا ہے۔ غالب گمان روایت میں موجود رواۃ میں کذابین کی طرف جاتا ہے ایسی روایت کو بھی قبول نہیں کیا جاتا۔

**نوٹ:** سیدنا ابو بکر صدیق کے فضائل باسند صحیح ثابت ہیں انکو بیان کرنا بہتر ہے۔ بہت زیادہ فضائل سیدنا ابو بکر ان کے فضائل موضوع منگھڑت مرویات کے محتاج نہیں ہیں۔

**خلاصہ کلام:** یہ روایت دلائل کی بنیاد پر اس قابل نہیں کہ اسکو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کیا جاسکے۔ اس کو منسوب کرنا گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہوگا اور جان بوجھ کر اسکو منسوب کرنے والا اپنا راستہ جہنم کی طرف بنا رہا ہے ٹھکانا جہنم سمجھے۔

✍ : ہم ہر موضوع روایت کو حضور ﷺ کی طرف منسوب نہیں کرتے۔ اس کی وجہ اپنی آخرت کی فکر اور نبی پاک ﷺ کی بیان کردہ سخت وعیدات ہیں۔ واللہ و رسول اعلم عزوجل و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

**حدیث 5:** حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ خود شمع مصطفوی ﷺ نے پروانۂ شمع مصطفوی ﷺ کے بارے میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے پوچھا اے حسان: کیاآپ نے میرے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شان میں کوئی اشعار کہے ہیں۔ عرض کی ہاں آقا! آپ نے فرمایا ذرا کہو میں بھی تو سنوں۔

چنانچہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار کہے:

وَثَانِيَ اثْنَيْنِ فِي الْغَارِ الْمُنِيفِ وَقَدْ ... طَافَ الْعَدُوُّ بِهِ إِذْ صَعَّدَ الْجَبَلَا

وَكَانَ حِبَّ رَسُولِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمُوا ... مِنَ الْبَرِيَّةِ لَمْ يَعْدِلْ بِهِ رَجُلَا

دو جان جب وہ دونوں بلند غار میں تھے اور دشمن ان پر گزرے جب وہ پہاڑ پر چڑھے

اور وہ تو رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں بے شک لوگوں نے جان لیا کہ مخلوق میں ان کے برابر کوئی شخص نہیں۔

ان کا یہ شعر سن کر حضور سید عالم ﷺ مسکرائے یہاں تک آپ کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں۔

پھر رسول اللہ ﷺ فرمایا:

صَدَقْتَ يَا حَسَّانُ هُوَ كَمَا قُلْتَ

اے حسان تو نے سچ کہا تو نے جو تعریف ان کی، کی ہے وہ واقعی حقیقت پر مبنی ہے۔[1]

وَثَانِيَ اثْنَيْنِ فِي الْغَارِ الْمُنِيفِ وَقَدْ ... طَافَ الْعَدُوُّ بِهِ إِذْ صَعَّدَ الْجَبَلَا

وَكَانَ حِبَّ رَسُولِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمُوا ... مِنَ الْبَرِيَّةِ لَمْ يَعْدِلْ بِهِ رَجُلَا

دو جان جب وہ دونوں بلند غار میں تھے اور دشمن ان پر گزرے جب وہ پہاڑ پر چڑھے اور وہ تو رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں بے شک لوگوں نے جان لیا کہ مخلوق میں ان کے برابر کوئی شخص نہیں۔

[1] روح المعاني 289/5

ان کا یہ شعر سن کر حضور سید عالم ﷺ مسکرائے یہاں تک آپ کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں پھر فرمایا: صَدَقْتَ یَا حَسَّانُ هُوَ كَمَا قُلْتَ " اے حسان تو نے سچ کہا تو نے جو تعریف انکی کی ہے وہ واقعی حقیقت پر مبنی ہے۔[1]

---

[1] روایت کی تحقیق

**پہلا طریق**

حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْحَافِظُ بِهَمْدَانَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، ثنا عَمْرُو بْنُ زِيَادٍ، ثنا غَالِبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْقَرْقَسَانِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ حَبِيبِ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ (المستدرک علی الصحیحین 4413-4461)

**سند کی تحقیق**

1. عَمْرو بن زِيَاد بن عبد الرَّحْمَن ابْن ثَوْبَان

اس کی سند میں ایک راوی عمرو بن زیاد ہے جو وضع الحدیث (حدیث کو گھڑنے والا) ہے۔

- ابوالحسن علی بن عمر بن احمد الدار قطنی (المتوفی: 385ھ) نے کہا:

عمرو بن زياد الثوباني، يضع الحديث

عمرو بن زیاد الثوبانی حدیث کو گھڑنے والا تھا۔ (الضعفاء والمتروکون للدار قطنی 165/2)

- جمال الدین ابوالفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی (المتوفی: 597ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ أَبُو زرعة عمرو ابن زياد كذاب وأحاديثه موضوعة وقال ابن عدي: "يسرق الحديث يحدث بالبواطيل وقال الدارقطني يضع الحديث

ابوزرعہ نے کہا: عمرو بن زیاد کذاب ہے اور اس سے (مروی) احادیث موضوع ہیں۔

ابن عدی نے کہا: حدیث میں سرقہ کرتا تھا باطل حدیثیں بیان کرتا تھا۔ امام دار قطنی نے کہا: حدیث کو گھڑتا تھا۔

(العلل المتناہیہ فی الاحادیث الواہیہ 334/2)

- ایک اور مقام پہ لکھتے ہیں:

يحدث عَن بكر بن مُضر وَحَمَّاد بن زيد قَالَ ابْن عدي يسرق الحَدِيث وَيحدث بِالْبَوَاطِيل وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيّ والأزدي يضع الحَدِيث

(الضعفاء والمتروکون لابن جوزی 226/2)

➢ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (المتوفی: 748ھ) لکھتے ہیں:
عمرو بن زياد يضع الحديث (تلخیص الذہبی علی المستدرک للحاکم 4413)

میزان الاعتدال میں بھی یہی مذکور ہے۔ (میزان الاعتدال 260/3)

كان يضع الحديث ... ، وكان كذاباً أفّاكاً / وقال ابن عدي: منكر الحديث، يسرق الحديث ويحدث بالبواطيل. (لسان المیزان 346/4)

تلخیص کتاب الموضوعات لابن الجوزی کے صفحہ 152 پر لکھا: عَمْرو بن زِيَاد وَهُوَ كَذَّاب

➢ ابن الملقن سراج الدین ابو حفص عمر بن علی بن احمد الشافعی المصری (المتوفی: 804ھ) لکھتے ہیں:
وقال ابن منده: متروك الحديث. (مختصر تلخیص الذہبی 1152/3)

➢ ابو محمد عبد الرحمٰن بن محمد بن إدریس الرازی (المتوفی: 327ھ)

زياد بن عمرو أبو عمرو بن زياد هو مجهول (الجرح والتعديل 540/3)

دوسرے مقام پہ فرماتے ہیں: ، وكان كذاباً أفّاكاً (الجرح والتعديل 234/6)

➢ ابو احمد بن عدی الجرجانی (المتوفی: 365ھ) نے کہا:
عَمْرو بْن زياد بْن عَبد الرَّحْمَنِ بْن ثوبان.

مولى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسلَّمَ، يُكَنَّى أبا الْحَسَن يحدث عَن بكر بْن مضر ويعقوب القمي وغيرهما منكر الحديث يسرق الحديث ويحدث بالبواطيل وكان يسكن بردان (الکامل فی ضعفاء الرجال 256/6)

ابو الحسن علی بن عمر بن احمد الدارقطنی (المتوفی: 385ھ) نے لکھا:
عمرو بن زياد الثوباني، يضع الحديث (الضعفاء والمتروکون للدارقطنی 165/2)

➢ یونہی أبو الفداء زين الدين قاسم بن قطلوبغا السودوني الحنفي (المتوفی: 879ھ) لکھتے ہیں:
وقال أبو حاتم زياد بن عمرو أو عمرو بن زياد، وهو مجهول (الثقات ممن لم يقع في الكتب الستہ 4/ 358)

➢ ابو الفضل احمد بن علی العسقلانی (المتوفی: 852ھ) روایت کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:
عَمْرو بن زياد عنِ ابن عباس. مجهول (لسان المیزان 535/3)

عمرو بن زیاد الثوبانی اور عمرو بن زیاد الباہلی یہ ایک ہی راوی ہے۔

2 غَالِبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ

دوسرا راوی غالب بن عبد اللہ اور اس کا باپ دونوں مجہول ہیں اور غالب یہ متروک الحدیث ہے۔

وقال ابن حجر في الإصابة بعد أن ذكر الحديث: "والراوي عن غالب متروك

(مختصر تلخیص الذہبی 1152/3)

➢ ابو الفضل احمد بن علی العسقلانی (المتوفی: 852ھ) روایت کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

غالب متروک راوی ہے۔ اس کی سند مجہول ہے۔ (الاصابہ فی تمییز الصحابہ 15/2)

➢ ابو الفضل احمد بن علی العسقلانی (المتوفی: 852ھ) نے لکھتے ہیں:

وقال ابن حزم في المحلى: غالب بن عبد الله مجهول (لسان المیزان 296/6)

3 حبیب بن حبیب

➢ ابوزکریا یحییٰ بن معین البغدادی (المتوفی: 233ھ) لکھتے ہیں:

وَسَأَلته عَن حبيب بن حبيب فَقَالَ من يروي عَنهُ قلت بن أبي شيبَة فَقَالَ لَا أعرفهُ

(تاریخ ابن معین، ص 93، الکامل فی ضعفاء الرجال 330/3)

**دوسرا طرق:**

جراح بن المنہال ابو العطوف الجزری سے شبابہ اور شبابہ سے تین راویوں نے روایت کیا۔

1. ابو بکر بن ابی النضر 2۔ محمد بن ولید بن ابان 3۔ محمد بن عبید

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ أَبُو الْقَاسِمِ هِبَةُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَزَّازُ، قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُمَرَ الْبَرْمَكِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ حَيُّوَيْهِ الْخَزَّازُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْمَدَائِنِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي النَّضْرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْعَطُوفِ، قَالَ: الزُّهْرِيُّ (ضعیف جدا)

(اربعین لابن مقرب 2، المنتظم فی تاریخ الامم والملوک 57/4)

حَدَّثَنَا عبد اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ الأَنْصَارِيُّ بمصر، حَدَّثَنَا مُحمد بْنَ الْوَلِيدِ بْنِ أَبَان، حَدَّثنا شبابة، حَدَّثنا أَبُو الْعَطُوفِ الْجَزَرِيُّ، عنِ الزُّهْريّ، عَن أَنَس بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى اللهُ عَلَيه وسَلَّم قَالَ: لِحَسَّانٍ هَلْ قُلْتَ فِي أَبِي بَكْرٍ شَيْئًا؟ (ضعیف جدا)

(الکامل فی ضعفاء الرجال 407/2، الطبقات الکبری 129/3)

➢ الکامل لابن عدی میں ہے:

حَدَّثَنَا الْحُسَيْن بْن عَلِيّ بْنِ مِرْدَاسٍ الْهَمَذَانِيُّ، حَدَّثَنا مُحَمد بن عُبَيد الهمذاني، حَدَّثنا شبابة، حَدَّثنا أَبُو الْعَطُوفِ الْجَزَرِيُّ، عنِ الزُّهْرِيّ، قَال: قَال رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لحسان فذكر مثله ولم يقل أنس (الکامل فی ضعفاء الرجال 407/2، تاریخ دمشق 92/30)

ان سندوں میں محمد بن ولید بن ابان اور ابو بکر بن ابی النصری اور محمد بن عبید نے شبابۃ، عن ابی العطوف، عن الزہری کے طریق سے روایت کیا ہے۔

➢ ابواحمد بن عدی الجرجانی (المتوفی: 365ھ) فرماتے ہیں: قَالَ الشَّيْخُ: وَهَذَا الْحَدِيثُ مُنْكَرٌ،

شیخ ابو احمد نے کہا یہ روایت منکر ہے۔

عنِ الزُّهْرِيّ، عَنْ أَنَس لم يوصله إلا مُحَمد بْن الوليد عَن شبابة،

وَمُحمد بْن الوليد ضعيف يسرق الْحَدِيث وقد ذكرته عَن مُحَمد بْن عُبَيد، وَهو صدوق مرسلا وهذا الْحَدِيث موصوله ومرسله منكر والبلاء فيه من أَبِي العطوف

(الکامل فی ضعفاء الرجال 407/2، تاریخ دمشق 92/30)

**اس سند میں مرکزی راوی: ابو العطوف الجراح بن منہال ہے جو متروک الحدیث ہے۔**

رَوَاهُ أَبُو العطوف الْجراح بن منهال: عَن الزُّهْرِيّ، عَن أنس. والجراح مَتْرُوك الحَدِيث

(ذخیرۃ الحفاظ 779/2)

➢ امام ابو نعیم لکھتے ہیں: روى عن الزهري والحكم بالمناكير والأوهام (الضعفاء لابن نعیم، ص70)

جراح بن الْمنْهَال أَبُو العطوف الْجَزرِي روى عَن الزُّهْرِيّ وَالْحكم بِالْمَنَاكِيرِ والأوهام

➢ ابو العطوف امام زہری سے مناکیر بیان کرتا ہے، اور امام ابو نعیم مناکیر پر موضوع کا حکم لگاتے ہیں۔ (الضعفاء لابی نعیم، ص70)

➢ ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر العسقلانی (المتوفی: 852ھ) لکھتے ہیں:

➢ وقال البخاري ومسلم منكر الحديث امام بخاری وامام مسلم نے کہا: یہ راوی منکر الحدیث ہے۔

وقال النسائي والدارقطني متروك امام نسائی اور امام دارقطنی نے کہا: راوی متروک الحدیث ہے۔

ابن حبان کہتے ہیں۔ وقال ابن حبان: كان يكذب في الحديث، ويشرب الخمر یہ راوی کذاب ہے اور شراب کا عادی تھا۔ (لسان المیزان 99/2)

وَقَالَ: أَبُو حَاتِم، والنَّسَائِي، والدولابي، وَالدَّارَقُطْنِي، وابن طاهر، والذهبي متروك الحديث

امام ابو حاتم الرازی، امام نسائی، دولاب، امام دار قطنی، ابن طاہر اور امام ذہبی نے کہا (ابو العطوف) متروک الحدیث راوی ہے۔

➢ ابو محمد عبد الرحمٰن بن محمد بن إدریس الرازی ابن ابی حاتم (المتوفی: 327ھ) لکھتے ہیں:

حدثنا عبد الرحمن قال قرئ على العباس بن محمد الدوري عن يحيى بن معين قال: أبو العطوف الجزري اسمه الجراح بن المنهال ليس حديثه بشئ

سمعت أبي يقول: هو متروك الحديث (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم 523/2)

**حكم الحديث:**

یہ روایت موضوع ہے اس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کرنا درست نہیں۔ واللہ اعلم ورسولہ۔

**مزید کچھ اشعار جو مخلتف طرق سے مروی ہیں:**

آنے والے اشعار کی روایت کا مولانا غلام رسول صاحب (سرگودہ) نے "اسنادہ صحیح" کا دعوی کیا ہے اور "قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین فی تائید مطلع القمرین" کے مؤلف نے "حسن" کا دعوی کیا ہے جو کہ دونوں حضرات کا وہم اور غلط گمان ہے۔ حسن ظن یہی ہے کہ شاید حضرات نے بغیر تحقیق کے روایت پر حکم لگا دیا ہو جو کہ اہل علم حضرات کے لیے کسی بھی طرح موزوں نہیں۔ ہماری تحقیق کے مطابق یہ روایت نہ حسن کے درجے پر ہے اور نہ ہی صحیح کے درجے پر۔

❖ مجالد بن سعید سے ہیثم بن عدی راوی:

ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی (المتوفی: 241ھ) لکھتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو مَعْمَرٍ ثنا الْهَيْثَمُ بْنُ عَدِيٍّ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَوَّلُ مَنْ صَلَّى أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ تَمَثَّلَ بِأَبْيَاتِ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ

إِذَا تَذَكَّرْتَ شَجْوًا مِنْ أَخِي ثِقَةٍ ... فَاذْكُرْ أَخَاكَ أَبَا بَكْرٍ بِمَا فَعَلَا

خَيْرُ الْبَرِيَّةِ أَتْقَاهَا وَأَعْدَلُهَا ... إِلَّا النَّبِيُّ وَافَاهَا لِمَا حَمَلَا

وَالثَّانِي التَّالِي الْمَحْمُودُ مَشْهَدُهُ ... وَأَوَّلُ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَّقَ الرُّسُلَا

(فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل 119، الزہد لاحمد بن حنبل 579)

امام شعبی سے مروی ہے کہا: حضرت ابن عباس نے فرمایا:

میں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال کیا سب سے پہلے اسلام کس نے قبول کیا؟ آپ نے فرمای: ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔ پھر فرمایا: کیا تو نے حسان بن ثابت کا قول نہیں سنا:

جب تو قابل اعتماد بھائی کی مصیبت بیان کرے تو اپنے بھائی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یاد کرنا جو آپ نے کیا۔

آپ نبی ﷺ کے بعد تمام مخلوق سے بہتر، زیادہ متقی اور سب سے بڑے عادل اور اپنے فرائضِ منصبی کو سب سے زیادہ پورا کرنے والے تھے۔ حضور رحمتِ عالم ﷺ کے بعد آپ دوسرے ہیں، آپ کا اخلاق قابل ستائش ہے اور آپ لوگوں میں سے پہلے ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی۔

پس رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حسان نے سچ کہا ہے۔

- ❖ اسی ہیثم بن عدی کے طریق سے:
- ➢ أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني (المتوفى: 360ھ) لکھتے ہیں:

حَدَّثَنَا مُسَبِّحُ بْنُ حَاتِمٍ الْعُكْلِيُّ، ثنا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ، ثنا الْهَيْثَمُ بْنُ عَدِيٍّ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ مَنْ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ؟ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ أَمَا سَمِعْتَ قَوْلَ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ:

(المعجم الکبیر للطبرانی، الرقم 12562)

- ❖ مجالد بن سعید سے عبد الرحمٰن بن مغراء راوی
- ➢ ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی (المتوفی: 241ھ)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ قثنا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ قَالَ نا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَغْرَاءَ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ: مَنْ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ؟ فَقَالَ: أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَا سَمِعْتَ قَوْلَ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ: [البحر البسيط]

إِذَا تَذَكَّرْتَ شَجْوًا مِنْ أَخِي ثِقَةٍ ... فَاذْكُرْ أَخَاكَ أَبَا بَكْرٍ بِمَا فَعَلَا

خَيْرَ الْبَرِيَّةِ أَتْقَاهَا وَأَعْدَلَهَا ... بَعْدَ النَّبِيِّ وَأَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا

الثَّانِي التَّالِي الْمَحْمُودُ مَشْهَدُهُ ... وَأَوَّلُ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَّقَ الرُّسُلَا؟

(فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل 103)

- ❖ اسی عبد الرحمٰن بن مغراء کے طریق سے:
- ➢ ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجری البغدادی (المتوفی: 360ھ) لکھتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا الْمُطَرِّزُ قَالَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ الْحَسَنِ الشَّامِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُغْرٍ الدَّوْسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُجَالِدٌ , عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

❖ مجالد بن سعید سے خلیل بن زکریا راوی

➢ ابو عبداللہ الحاکم محمد بن عبداللہ بن محمد النیشابوری (المتوفی: 405ھ) نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَخْلَدٍ الْجَوْهَرِيُّ، بِبَغْدَادَ، ثنا الْحَارِثُ بْنُ أَبِي أُسَامَةَ، ثنا الْخَلِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا، ثنا مُجَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَوْ سُئِلَ مَنْ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ؟ فَقَالَ: " أَمَا سَمِعْتَ قَوْلَ حَسَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ:

[البحر البسيط]

إِذَا تَذَكَّرْتَ شَجْوًا مِنْ أَخِي ثِقَةٍ ... فَاذْكُرْ أَخَاكَ أَبَا بَكْرٍ بِمَا فَعَلَا

خَيْرُ الْبَرِيَّةِ أَتْقَاهَا وَأَعْدَلَهَا ... بَعْدَ النَّبِيِّ وَأَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا

الثَّانِي التَّالِي الْمَحْمُودُ مَشْهَدُهُ ... وَأَوَّلُ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَّقَ الرُّسُلَا

(المستدرک للحاکم 4414)

➢ ابو بکر بن شیبہ کی سند سے اِحمد بن عمرو بن الضحاک بن مخلد الشیبانی، اِبو بکر بن اِبی عاصم (المتوفی: 287ھ) لکھتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، نا شَيْخٌ لَنَا، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَوْ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ: مَنْ كَانَ أَوَّلَ إِسْلَامًا؟ فَقَالَ: أَمَا سَمِعْتَ قَوْلَ حَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍ؟:[البحر البسيط]

إِذَا تَذَكَّرْتَ يَوْمًا مِنْ أَخِي ثِقَةٍ ... فَاذْكُرْ أَخَاكَ أَبَا بَكْرٍ بِمَا فَعَلَا

خَيْرَ الْبَرِيَّةِ أَتْقَاهَا وَأَعْقَلَهَا ... بَعْدَ النَّبِيِّ وَأَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا

وَالثَّانِيَ التَّالِيَ الْمَحْمُودَ شِيمَتُهُ ... وَأَوَّلَ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَّقَ الرُّسُلَا

(الآحاد والمثانی 44، مصنف ابن ابی شیبہ 33885،36584)

**اس روایت کا مرکزی راوی مجالد بن سعید ہے**
**اور مجالد بن سعید سے تین راویوں نے روایت کیا۔**

1۔ عبدالرحمٰن بن مغراء 2۔الھیثم بن عدی ابو عبدالرحمٰن 3۔ خلیل بن زکریا

**1: عبد الرحمن بن مغراءأَبُو زُهَيْر الدوسي الرَّازِيّ**

- جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی (المتوفی: 597ھ) نے کہا:

علی بن مدینی نے کہا: عبد الرحمن بن مغراء لَيْسَ بشئ (الموضوعات لابن جوزی 203/3)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

قَالَ يحيى لَيْسَ بِشَيْء (الضعفاء والمتروکون لابن جوزی 101/2)

- احمد بن علی بن عبد القادر، ابو العباس الحسینی العبیدی، تقی الدین المقریزی (المتوفی: 845ھ) نے کہا:

قَالَ ابْن الْمَدِينِيّ: لَيْسَ بِشَيْء، كَانَ يروي عَن الْأَعْمَش سِتّمائَة حَدِيث، تَرَكْنَاهُ لم يكن بِذَاكَ.
وَقَالَ ابْن عدي: وَهَذَا الَّذِي قَالَ عَليّ هُوَ كَمَا قَالَ، إِنَّمَا أنكرت عَلَيْهِ أَحَادِيث يَرْوِيهَا عَن الْأَعْمَش لَا يتابعوه الثِّقَات عَلَيْهَا (مختصر الكامل فی الضعفاء، ص491)

**2: الْهَيْثَمُ بْنُ عَدِيٍّ**

- ابو احمد بن عدی الجرجانی (المتوفی: 365ھ)

وقال النسائي الهيثم بْن عدي متروك الحديث

امام نسائی نے کہا: ہیثم بن عدی متروک راوی ہے۔ (الکامل لابن عدی 8/ 401)

- جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی (المتوفی: 597ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ يحيى كَانَ يكذب لَيْسَ بِثِقَة وَقَالَ أَبُو دَاوُد كَذَّاب وَقَالَ النَّسَائِيّ والرازي والأزدي مَتْرُوك الحَدِيث وَقَالَ ابْن حبَان لَا يجوز الِاحْتِجَاج بِهِ

یحی نے کہا جھوٹا راوی ہے، ثقہ نہیں۔ ابو داؤد نے کہا: کذاب راوی ہے۔ امام نسائی، رازی اور ازدی نے کہا: راوی متروک الحدیث ہے۔

ابن حبان نے کہا: (اس کی روایت) سے احتجاج جائز نہیں۔ (الضعفاء والمتروکون 3/ 179)

- الفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر العسقلانی (المتوفی: 852ھ) لکھتے ہیں:

وقال أبو حاتم متروك الحديث وقال أبو زرعة ليس بشيء وقال العجلي كذاب وقال الحاكم والنقاش حدث عن الثقات بأحاديث منكرة

ابو حاتم نے کہا: متروک الحدیث راوی ہے۔ امام ابو زرعہ کہتے ہیں: امام عجلی نے کہا: کذاب راوی ہے۔ امام حاکم اور نقاش نے کہا: یہ ثقہ راویوں سے مناکیر بیان کرتا ہے۔ (لسان المیزان 6/ 210)

الْهَيْثَمُ بْنُ عَدِيٍّ، وَهُوَ مَتْرُوكٌ (مجمع الزوائد 43/9)

3: الْخَلِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا

- ابو احمد بن عدی الجرجانی (المتوفی: 365ھ) خلیل بن زکریا عن مجالد عن عامر الشعبی کے طرق سے روایت کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

قال الشَّيْخُ:وَهَذِهِ الأَحَادِيثُ الَّتِي ذَكَرْتُهَا بأسانيدها عن الخليل بن زكريا مناكير كلها من جهة الإسناد والمتن جميعا (الکامل لابن عدی 511/3)

- ابو القاسم حمزۃ بن یوسف بن ابراہیم السہمی القرشی الجرجانی (المتوفی: 427ھ) لکھتے ہیں:

قال القاسم هو والله كذاب

قاسم نے کہا: رب ذوالجلال کی قسم وہ کذاب ہے۔ (سؤالات حمزہ للدارقطنی، ص214)

- جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی (المتوفی: 597ھ) نے کہا:

قَالَ الْعقيلِيّ يحدث بالأباطيل عَن الثِّقَات وَقَالَ الْأَزْدِيّ مَتْرُوك الحَدِيث

عقیلی نے کہا (یہ راوی) ثقات سے باطل روایات بیان کرتا ہے اور ازدی نے کہا (راوی) متروک الحدیث

(الضعفاء والمتروکون لابن جوزی 257/1، الموضوعات لابن جوزی 209/3)

- یونہی میزان الاعتدال میں ہے۔ (میزان الاعتدال 667/1)
- شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (م: 748ھ) لکھتے ہیں:

الخليل بن زكريا: عن ابن عون، تركه الأزدي وغيره (دیوان الضعفاء، ص121)

- احمد بن علی بن عبد القادر، ابو العباس الحسینی العبیدی، تقی الدین المقریزی (المتوفی: 845ھ) اس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

الْخَلِيل بن زَكَرِيَّا البَصرِي

روى عَن ابْن عون وَهِشَام بن حسان وَغَيرهمَا، روى عَنهُ أهل الْكُوفَة أَيْضا، وَعَامة حَدِيثه مِمَّا لم يُتَابعه أحد عَلَيْهِ، وَكلهَا مَنَاكِير، غير مَحْفُوظَة من جِهَة الْإِسْنَاد والمتن جَمِيعًا، وَلم أر لمن تقدم فِيهِ قولا، وَقد تكلمُوا فِيمَن كَانَ خيرا مِنْهُ بدرجات؛ لِأَن عَامَّة أَحَادِيثه مَنَاكِير قَالَه ابْن عدي
(مختصر الکامل فی الضعفاء، ص315)

- دوسرے مقام پہ لکھتے ہیں: والخليل أَضْعَف من الْمنْهَال
(مختصر الکامل فی الضعفاء، ص712)

ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر العسقلانی (المتوفی: 852ھ) نے کہا:

الخلیل بن زکریا: رواته ثقات إلاّ الخلیل ـ متروك (المطالب العالیه 114/1)

## مرکزی راوی مجالد بن سعید

### مُجَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ

اَبو جعفر محمد بن عمرو بن موسی بن حماد العقیلي (المتوفی: 322ھ) لکھتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْمَيْمُونِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَحْمَدَ، يَقُولُ: مُجَالِدٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، وَغَيْرِهِ ضَعِيفٌ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ، وَذَكَرَ مُجَالِدَ بْنَ سَعِيدٍ، فَقَالَ: كَانَ ضَعِيفًا

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى، يَقُولُ: مُجَالِدٌ لَا أَحْتَجُّ بِحَدِيثِهِ

(الصعفاء الکبیر للعقیلی 4/ 233)

- ابو احمد بن عدي الجرجاني (المتوفی: 365ھ) لکھتے ہیں:

سمعتُ ابن حماد يقول: قال السعدي مجالد بْن سَعِيد يضعف حديثه

(الکامل لابن عدی 167/8)

- ابو حفص عمر بن أحمد بن عثمان بن أحمد بن محمد بن المعروف ـ ابن شاهين (المتوفی: 385ھ) لکھتے ہیں:

ابن معین نے کہا: مجالد بن سعيد. ضعيف واهي الحديث

مجالد بن سعید ضعیف راوی ہے، اس کی سند واہی ہوتی ہے۔ (تاریخ اسماء الضعفاء والکذابین، ص 181)

- الحسین بن ابراہیم بن الحسین بن جعفر، ابو عبد الله الهذاني الجورقاني (المتوفی: 543ھ) لکھتے ہیں:

وَقَالَ أَبُو طَالِبٍ: سَأَلْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ عَنْ مُجَالِدٍ؟ فَقَالَ: لَيْسَ بِشَيْءٍ

وَقَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ، أَنَّهُ قَالَ: مُجَالِدٌ لَا يُحْتَجُّ بِحَدِيثِهِ، وَقَالَ مَرَّةً أُخْرَى: مُجَالِدٌ كَذَّابٌ، وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ: مُجَالِدٌ كَذَّابٌ (الاباطیل والمناکیر 1/ 354)

- جمال الدین ابو الحجاج یوسف المزي (المتوفی: 742ھ) لکھتے ہیں:

وَقَال أَبُو بكر بْن أَبي خيثمة عَن يحيى بْن مَعِين: ضعيف، واهي الحديث

وَقَال عَبد الرحمن بْن أَبي حاتم) سئل أبي عن مجالد بْن سَعِيد: يحتج بحديثه؟ قال: لا

وَقَال النَّسَائي: ثقة. وَقَال فِي موضع آخر: ليس بالقوي (تہذیب الکمال فی اسماء الرجال 223/25)

➢ الفرائد علی مجمع الزوائد میں ہے:

**وأما مجالد فهو معروف، ومشهور بالضعف**

(الفرائد علی مجمع الزوائد، ص206)

➢ ابو محمد عبد الرحمٰن بن محمد بن إدریس بن المنذر الرازی ابن إبی حاتم (التوفی: 327ھ) کہتے ہیں:

میں نے اپنے والد سے اس روایت کے بارے میں پوچھا تو میرے والد نے فرمایا:

**هَذَا حديثٌ مُنكَرٌ، وَأرَى أَبَا زُهَيْرٍ أخذَهُ عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ عَدِيّ**

یہ حدیث منکر ہے۔آپ نے دیکھا ابو زہیر عبد الرحمٰن بن مغراء ہیثم بن عدی سے روایت لیتا ہے۔

(العلل لابن ابی حاتم الرزای 447/6، 448)

➢ ابو القاسم علی بن الحسن، ابن عساکر (التوفی: 571ھ) روایت کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

**قال يحيى بن معين: هذا الحديث بهذا السند باطل. والهيثم ليس بثقة**

(تاریخ دمشق لابن عساکر 113/74)

## دوسرا طریق

ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسی البیہقی (التوفی: 458ھ) لکھتے ہیں:

**أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ الْفَضْلِ الْقَطَّانُ بِبَغْدَادَ , أنبأ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ , ثنا يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ , ثنا أَبُو بَكْرٍ الْحُمَيْدِيُّ , ثنا سُفْيَانُ , عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ , عَنْ رَجُلٍ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَنْ أَوَّلُ مَنْ آمَنَ؟ فَقَالَ: "" أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ , أَمَا سَمِعْتَ قَوْلَ حَسَّانَ:**

[البحر البسيط]

إِذَا تَذَكَّرْتَ شَجْوًا مَنْ أَخِي ثِقَةٍ ... فَاذْكُرْ أَخَاكَ أَبَا بَكْرٍ بِمَا فَعَلَا

خَيْرُ الْبَرِيَّةِ أَوْفَاهَا وَأَعْدَلُهَا ... بَعْدَ النَّبِيِّ وَأَوْلَاهَا بِمَا حَمَلَا

وَالتَّالِيَ الثَّانِيَ الْمَحْمُودُ مَشْهَدُهُ ... وَأَوَّلُ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَّقَ الرُّسُلَا

عَاشَ حَمِيدًا لِأَمْرِ اللهِ مُتَّبِعًا ... بِهَدْيِ صَاحِبِهِ الْمَاضِي وَمَا انْتَقَلَا

(السنن الکبری للبیہقی 13096)

اس روایت میں ایک تو رجل مجہول ہے یعنی کہ مالک بن مغول کے شیخ کا پتا ہی نہیں کہ کون ہے۔ لہٰذا یہ روایت بھی فارغ ہے۔

## تیسرا طریق

➢ اِبو عبد اللہ عبید اللہ بن محمد بن محمد بن حمدان العکبری المعروف بابن بَطّۃ العکبری (المتوفی: 387ھ) نے ایک سند کا ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہوں

حدثنا أبو محمد عبيدالله بن عبد الرحمن بن محمد بن عيسى السكري قال: حدثنا أبو يعلى زكريا بن يحيى بن خلاد المنقري قال: حدثنا سليمان بن داود أبو الربيع العتكي قال: حدثنا جرير بن عبد الحميد عن مغيرة عن الشعبي قال قلت لابن عباس من أول من أسلم فقال أبو بكر الصديق ثم قال أما سمعت قول حسان بن ثابت

إذا تذكرت شجوا من أخي ثقة ... فاذكر أخاك أبا بكر فعلا

خير البرية أتقاها وأعدلها ... بعد النبي وأوفاها حملا

الثاني التالي المحمود مشهده ... وأول الناس منهم صدق الرسلا

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم صدق (ابانۃ الکبری لابن بطۃ، الرقم 98)

1. عُبَيْدُ اللَّهِ بْن عَبْد الرَّحْمَنِ بْن مُحَمَّد بْن عيسى، أبو محمد السكري وكان ثقة (تاریخ بغداد 70/12)
2. ابو عبد الله جرير بن عبد الحميد بن قرط الضبي الكوفي الحافظ الحجة ثقه صدوق

- اس سند میں زکریا بن یحی بن خلاد غیر معروف/مجھول الحال ہے۔
- اس سے مروی احادیث شاذ و نادر ہیں۔
- زکریا بن یحی بن خلاد کا تفرد ہے اور غیر معروف کا تفرد قبول نہیں کیا جاتا۔
- زکریا بن یحی سلیمان بن داؤد سے روایت کر رہا ہے اور سلیمان بن داؤد یہ حافظ الحدیث، محدث، امام ہیں آپ کے معتبر شاگرد اس کو بیان ہی نہیں کر رہے اور زکریا بن یحی کا آپ کے شاگردوں میں ذکر ہی نہیں ملتا۔

**ابو الربیع سلیمان داؤد: امام، محدث، ثقہ، حافظ کے معروف شاگرد**

**البخاري، مسلم، أبو داود، علي بن المديني، أحمد بن حنبل، ابن راهويه، والذهلي، أبو زرعة، إدريس بن عبد الكريم، أبو يعلى الموصلي، أبو القاسم البغوي، يوسف القاضي، زكريا الساجي**

**زکریا بن یحی بن خلاد کا معروف طریق:**

➢ اِبو القاسم ہبۃ اللہ بن الحسن بن منصور الطبری الرازی اللالکائی (المتوفی: 418ھ) لکھتے ہیں:

أَنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: نا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْبَكْرِيُّ، قَالَ: نا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ، قَالَ: نا الْأَصْمَعِيُّ، قَالَ: نا سَلَمَةُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، أَنَّ حَسَّانَ قَالَ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ

(شرح اِصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ 2535)

➢ الحسن بن احمد بن الحسن بن احمد بن محمد بن سہل ابو العلاء العطار الہمذانی (المتوفی: 596ھ) لکھتے ہیں:

حَدثنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بن مُحَمَّد بن عِيسَى السكرِي حَدثنَا زَكَرِيَّا بن يحيى بن خَلاد الْمنْقري حَدثنَا الأَصْمَعِيُّ

(فتیا وجوابہا فی ذکر الاعتقاد وذم الاختلاف، ص 63،64)

➢ ابو القاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ المعروف بابن عساکر (المتوفی: 571ھ) لکھتے ہیں:

حدثنا أبو محمد السكري حدثنا أبو يعلى المنقري نا الأصمعي (تاریخ دمشق 262،261/10)

حدثنا أبو محمد السكري حدثنا أبو يعلى المنقري حدثنا الأصمعي قال (تاریخ دمشق 298/10)

أنا أبو محمد السكري نا أبو يعلى المنقري نا الأصمعي (تاریخ دمشق 340/16)

**نوٹ:** یا راوی کا وہم ہے یا صاحب مصنف کا جنھوں نے سند میں تبدیلی کر دی۔ سند مضطرب سے اور متن منکر ہے۔ کیوں کہ حضرت ابن عباس سے مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے اسلام کے بارے میں صحیح سند ثابت ہے۔

**حکم الحدیث:** منکر۔۔ واللہ اعلم ورسولہ

**تخریج:**

- اخرجہ ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبۃ الدینوری (المتوفی: 276ھ) فی عیون الاخبار 167/2
- اخرجہ یعقوب بن سفیان بن جوان الفارسی الفسوی، ابو یوسف (المتوفی: 277ھ) فی المعرفۃ والتاریخ 254/3
- اخرجہ أبو بكر محمد بن داود بن علي بن خلف الأصبهاني ثم البغدادي الظاهري (المتوفی: 297ھ) فی الزہرۃ، ص 127
- اخرجہ ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر الطبری (المتوفی: 310ھ) فی تاریخ الطبری = تاریخ الرسل والملوک 314/2
- اخرجہ عبد الرحمٰن بن إسحاق البغدادی النہاوندی الزجاجی، ابو القاسم (المتوفی: 337ھ) فی اِخبار ابی القاسم الزجاجی، ص 39
- ذکرہ المطہر بن طاہر المقدسی (المتوفی: 355ھ) فی البدء والتاریخ 167/5
- ذکرہ ابو سعد عبد الملک بن محمد بن إبراہیم النیسابوری الخرکوشی (المتوفی: 407ھ) فی شرف المصطفیٰ 422/5

- ذکرہ ابو الحسن علی بن محمد بن محمد بن حبیب الماوردی (م:450ھ) فی اعلام النبوۃ، ص240 وفی الحاوی الکبیر 9/14
- اخرجہ جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی (المتوفی: 597ھ) فی المنتظم فی تاریخ الملوک والامم 56/4 وفی صفوۃ الصفوۃ 90/1
- اخرجہ ابو الحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری (المتوفی:630ھ) فی الکامل فی التاریخ 657/1
- ذکرہ ابو العباس احمد بن محمد بن عبد اللہ الحنفی (المتوفی: 696ھ) فی مشیخۃ ابن البخاری 1458/2
- ذکرہ ابو محمد عفیف الدین عبد اللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان الیافعی (المتوفی: 768ھ) فی مرآۃ الجنان، ص58
- ذکرہ ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (المتوفی: 774ھ) فی البدایہ والنہایہ 38/3
- ذکرہ ابو الحسن علی بن محمد بن احمد بن موسی ابن مسعود الخزاعی (المتوفی: 789ھ) فی تخریج الدلالات السمعیۃ، ص46
- ذکرہ شمس الدین ابو الخیر محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی (المتوفی: 902ھ) فی فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث للعراقی 123/4
- ذکرہ عبد الرحمٰن بن ابی بکر، جلال الدین السیوطی (المتوفی: 911ھ) فی تدریب الراوی 688/2
- ذکرہ محمد بن یوسف الصالحہ الشامی (المتوفی: 942ھ) فی سبل الھدی والرشاد 313/2

➢ حضرت ابن عباس سے مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اسلام کے بارے میں صحیح اسناد:

معمر بن ابی عمرو راشد الأزدی مولاہم، ابو عروۃ البصری، نزیل الیمن (المتوفی: 153ھ) نے لکھا:

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عُثْمَانَ الْجَزَرِيِّ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ

(جامع معمر بن راشد 20392)

ابو بکر بن ابی عاصم وهو احمد بن عمرو بن الضحاک بن مخلد الشیبانی (المتوفی: 287ھ) لکھتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ، ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ (الاوائل لابن ابی عاصم 71)

ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز بن المَرْزُبان بن سابور بن شاہنشاہ البغوی (المتوفی: 317ھ) نے نقل کیا:

حدثنا زهير بن محمد نا عبد الرزاق عن معمر عن ابن طاوس عن أبيه عن ابن عباس قال: أول من أسلم علي رضي الله عنه

حدثني أحمد بن منصور نا عبد الرزاق أخبرنا معمر عن قتادة عن الحسن قال: أول من أسلم علي

(معجم الصحابہ للبغوی 1810)

شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (المتوفی: 748ھ) نے لکھا:

وثبت عن ابن عَبَّاس قَالَ: أول من أسلم عليّ (تاریخ اسلام ذہبی 624/3)

**حدیث 6:** حضرت زید بن ابی اوفی سے ایک طویل حدیث مروی ہے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

امام الانبیاء ﷺ نے حضرت مولا علی سے فرمایا: (اے علی!)

**وَأَنْتَ مَعِي فِي قَصْرِي فِي الْجَنَّةِ مَعَ فَاطِمَةَ ابْنَتِي**

تو میرے ساتھ جنت میں میرے محل میں ہوگا میری بیٹی فاطمہ بھی ساتھ ہوگی۔

**وَأَنْتَ أَخِي وَرَفِيقِي** "اے علی! تو میرا بھائی ہے اور تو میرا ساتھی ہے۔

**ثُمَّ تَلَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم**

پھر رسول اکرم ﷺ نے آیۂ مقدسہ تلاوت فرمائی: (إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ)

وہ (جنت میں) بھائی بھائی بن کر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔[1]

---

[1] فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل 1085۔1137 ، الثقات لابن حبان 142/1، المعجم الکبیر 5/ 220 ، الرقم 5146 ، تاریخ دمشق 21/ 416 42 53/42، سمط النجوم العوالی 3/ 50، معجم الصحابہ للبغوی 2/ 531،الرقم 908، ذخائر العقبی ، ص 89، معرفة الصحابه لابی نعیم 3/ 1393،الرقم 3020، ریاض النضرة 3/182

**سندِ حدیث:**

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قثنا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الذَّارِعُ قثنا عَبْدُ الْمُؤْمِنِ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ: نا يَزِيدُ بْنُ مَعْنٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَوْفَى

**أبو القاسم عَبد اللَّهِ بْنُ مُحَمد بْنِ عَبد العزيز البغوي" ثقه**

ابوإبراہیم محمد بن إسماعیل بن صلاح بن محمد الحسنی (المتوفی: 1182ھ) نے کہا:

قال الذهبي هو الحافظ الكبير مسند العالم (توضیح الأفکار لمعانی تنقیح الأنظار 206/1)

الحسين بن محمد بن أيوب الذارع السعدي، أبو علي البصري: ثقه صدوق

ابو محمد عبدالرحمٰن بن محمد بن ادریس ابو حاتم الرازی (المتوفی: 327ھ) ان کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

الحسين بن محمد الذارع: روى عن خالد بن الحارث وفضيل ابن سليمان النميري ومحمد بن حمران روى عنه أبي وكتب عنه في الرحلة الثالثة: سئل أبي عنه فقال: هو صدوق (الجرح والتعدیل 64/3)

آپ ہی نے الثقات میں ذکر کیا

حُسَيْن بن مُحَمَّد الذارع من أهل الْبَصْرَة يروي عَن أَبِي عَاصِم والبصريين روى عَنهُ أهل بَلَده

(الثقات 190/8)

ابن حجر ابو الفضل احمد بن علی بن محمد بن حجر العسقلانی الشافعی (المتوی 852ھ) لکھتے ہیں:

الحسين بن محمد، بن أيوب الذارع السعدي، أبو علي البصري

روى عن: يزيد بن زريع، وفضيل بن سليمان، وخالد بن الحارث، وابن علية، وعثام بن علي، وأبي قتيبة، وأبي عاصم، وغيرهم

وعنه الترمذي، والنسائي، وأبو بكر البزار، وحرب الكرماني، وابن أبي الدنيا، وحاتم بن الليث الجوهري، وعبد الكريم الدير عاقولي، والبغوي

(تهذیب التنذیب 3/ 338) شیخ ارنؤوط نے بھی تحریر تقریب التنذیب میں ثقہ لکھا ہے۔ (تحریر تقریب التنذیب 1/ 292)

عَبد المؤمن بن عباد العبدي بصري: ضعيف الحديث

ابو محمد عبدالرحمٰن بن محمد بن ادریس ابو حاتم الرازی (المتوفی: 327ھ) ان کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

عبد المؤمن بن عباد العبدي روى عن ابيه سمع سعيد بن انس عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ روى عنه نصر بن علي سمعت أبي يقول ذلك، قال أبو محمد روى عن أيوب السختياني، نا عبد الرحمن قال وسألت أبي عنه فقال ضعيف الحديث (الجرح والتعدیل 66/6)

اِبو احمد بن عدی الجرجانی (المتوفی: 365ھ) لکھتے ہیں:

سمعتُ ابن حماد يقول: قال البُخارِيّ عَبد المؤمن بن عباد العبدي، قَال: حَدَّثنا سَعِيد بن أنس، عن عِكرمَة، عنِ ابن عباس، لا َيُتَابَعُ عَليه، وَعَبد المؤمن بن عباد يحدث بحديث زيد بن أَبِي أوفى حديث المؤاخاة بطوله (الکامل فی ضعفاء الرجال 50/7)

حدیث ذکر کر کے لکھتے ہیں:

قَالَ الشَّيْخُ: وَهَذَا قَدْ رَوَاهُ عَنْ عَبد الْمُؤْمِنِ بْنِ عَبَّادٍ أَيضًا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ بِطُولِهِ وَأَظُنُّ هَذَا قَالَ عَنْ عُبَيد اللَّهِ بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أوفى

ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسی بن حماد العقیلی المکی (المتوفی: 322ھ) لکھتے ہیں

عَبْدُ الْمُؤْمِنِ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَنَسٍ. حَدَّثَنِي آدَمُ بْنُ مُوسَى قَالَ: سَمِعْتُ الْبُخَارِيَّ قَالَ: عَبْدُ الْمُؤْمِنِ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، لَا يُتَابَعُ عَلَى حَدِيثِهِ

(الضعفاء الکبیر للعقیلی 91/3)

**حدیث 7:** مَا صَبَّ اللهُ فِي صَدْرِي إِلَّا وَصَبَبْتُهُ فِي صَدْرِ أَبِي بَكْرٍ

اللہ نے جو خاص نسبت میرے سینے میں رکھی تھی، میں نے وہ نسبت ابو بکر کے سینے میں رکھ دی۔ [1]

---

ایک علت تو یہ ہے کہ یزید بن معن کا ترجمہ یعنی ان کے حالات کا معلوم نہیں کہ وہ کون ہے اس میں میں عبد اللہ بن شرحبیل اور زید بن ابی اوفی کے درمیان ایک راوی ساقط ہے۔ لہٰذا یہ روایت منکر ہے۔ اس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی جانب کرنا درست نہیں۔ واللہ اعلم ورسولہ

[1] الحسین بن محمد بن عبد اللہ، شرف الدین الطیبی (المتوفی 743ھ) نے لکھا:

قال الشيخ: وقد صنف كتب في الحديث، وجميع ما احتوت عليه موضوع منها الأربعون المسماة الودعانية

(الخلاصۃ فی معرفۃ الحدیث. ص 97)

مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب الفیروز آبادی (المتوفی 817ھ) بعض احادیث (جس میں مذکر وہ حدیث بھی ہے) کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ليس فيه شيىء صحيح، وكل ما ذكر فيه موضوع مفتري (رسالۃ فی بیان مالم یثبت فیہ حدیث صحیح من الأبواب، ص 2)

محمد عامر بن علی الصدیقی البندی الفتنی (المتوفی 986ھ) حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

موضوع: (تذکرۃ الموضوعات للفتنی الہندی ص (193)

عبد الحق بن سیف الدین بن سعد اللہ البخاری الدہلوی الحنفی (المتوفی: 1052ھ) لکھتے ہیں:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے فضائل میں کثیر احادیث آئی ہیں ان میں بعض پر محدثین نے موضوع کا حکم لگایا ہے۔

پھر آپ ان احادیث کا ذکر کرتے ہیں جن میں مذکورہ حدیث کا بھی ذکر ہے۔

المعات التنقیح 9/591، الرقم 6016)

محمد بن علی بن محمد الشوکانی (المتوفی: 1250ھ) روایت کے بعد لکھتے ہیں

ذکرہ صاحب الخلاصۃ. وقال: موضوع (الفوائد المجموعۃ للشوکانی ص (335)

حديث: ما صب الله في صَدْرِي شَيْئًا إلا صبه في صدر أبي بكر " موضوع كما ذكره ملا علي

(اسنی المطالب فی احادیث مختلفۃ المراتب، ص 248)

**حدیث 8: انَّ اللّٰهَ يَكْرَهُ فِي السَّمَاءِ أَنْ يُخْطِئَ أَبُو بَكْرٍ فِي الأَرْضِ "۔**[1]

---

جمال الدین عبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی (المتوفی 597ھ) اور ضیاء الدین ابو حفص عمر بن بدر بن سعید الورانی الموصلی الحنفی (المتوفی: 622ھ) لکھتے ہیں:

**لم أر هَذِهِ الْأَحَادِيث أثرا فِي الصَّحِيحَ وَلَا فِي الْمَوْضُوعَ وَإِنَّمَا تسمع من العوام**

ان مرویات کا نام نشان تک نہیں دیکھا نہ صحیح روایات اور نہ ہی موضوع روایات کی کتب یہ تو بس عوام سے سنی گئی ہیں۔(الموضوعات لابن جوزی 1/319، المغنی عن الحفظ والکتاب، ص 147)

حکم الحدیث: یہ روایت موضوع ہے۔اس کی نسبت معصویرہ کائنات ﷺ کی جانب کرنا درست نہیں۔ واللہ اعلم ورسولہ

[1] هَذَا حَدِيثٌ مَوْضُوعٌ عَلَى رَسُولِ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يرويهِ عَن بكر بن خُنَيْس إِلَّا أَبُو الْحَارِث واسْمه نصر بن حَمَّاد. قَالَ يَحْيَى: هُوَ كَذَّاب.

مسلم بن حجاج کہتے ہیں: ذَاهِبُ الْحَدِيث

بکر بن خنیس کے متعلق امام دار قطنی لکھتے ہیں: کہ وہ متروک راوی ہے۔

امام ابن جوزی محمد بن سعید راوی کے متعلق فرماتے ہیں:

كَانَ كَذَّابًا يَضَعُ الْحَدِيثَ عَلَى الزَّنْدَقَة (العلل المتناہیۃ ج1 ص187)

امام شوکانی نے بھی اس راوری کو زندیق کہاہے۔

مزید نصر بن حماد کے متعلق لکھتے ہیں وہ کذاب ہے۔ (الفوائد المجموعۃ، ص335)

امام نسائی اسی کے متعلق فرماتے ہیں۔

لَيْسَ بِثِقَة ۔ (کتاب الموضوعات لابن جوزی، ج1، ص319)

البانی صاحب اسی روایت کے متلق لکھتاہے کہ موضوع ہے۔(ضعیف الجامع الصغیر، الرقم 1757، موسوعۃ الالبانی، ج8، ص372)

اللآئی المصنوعۃ میں بھی اس کو موضوع لکھا گیاہے۔(اللآئی المصنوعۃ، ج1، ص275)

ملا علی قاری رحمہم اللہ لکھتے ہیں جس کا خلاصہ ہے:

بعض جاہل رسول اللہ ﷺ کی جانب بات کی نسبت کر دیتے ہیں جو امام الانبیاء ﷺ سے ثابت نہیں اور ان کو بتا نہیں کہ وہ شدید وعید کے مستحق ہو رہے ہیں۔

یہ فرمانے کے بعد لکھتے ہیں:

ان میں سے اہل سنت کے جہلاء منتسبین نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل میں روایات گھڑی ہیں۔

حَدِيثُ إِنَّ اللّٰهَ يَتَجَلَّى لِلنَّاسِ عَامَّةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلِأَبِي بكر خَاصَّة

**حدیث 9: وَأَنَا مِنْ عُثْمَانَ، وَعُثْمَانُ مِنِّي کی تحقیق**

**پہلا طرق:**

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ، إِمْلَاءً سَنَةَ خَمْسِينَ وَثَلَاثِمِائَةٍ ثنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْجَوْهَرِيُّ، ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ الرَّبِيعِ النَّهْدِيُّ، ثنا كَادِحُ بْنُ رَحْمَةَ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَبُو بَكْرٍ وَزِيرِي وَالْقَائِمُ فِي أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي، وَعُمَرُ حَبِيبِي يَنْطِقُ عَلَى لِسَانِي، وَأَنَا مِنْ عُثْمَانَ، وَعُثْمَانُ مِنِّي، وَعَلِيٌّ أَخِي وَصَاحِبُ لِوَائِي، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ (فضائل الخلفاء الراشدين لابی نعیم الرقم 233)

- ✓ یہی روایت ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں ذکر کی۔ (تاریخ دمشق 102/39)
- ✓ ابن جوزی نے امام دار قطنی سے اسی سند کو ذکر کیا۔ (الموضوعات لابن جوزی 404/1)

---

وَحَدِيث مَا صَبَّ اللَّهُ فِي صَدْرِي إِلا وَصَبَبْتُهُ فِي صَدْرِ أَبِي بَكْرٍ

وَحَدِيث كَانَ إِذَا اشْتَاقَ إِلَى الْجَنَّةِ قبل شيبَة أبي بكر

وَحَدِيث أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ كَفَرَسَيْ رِهَانٍ

وَحَدِيث إِنَّ اللَّهَ لَمَّا اخْتَارَ الْأَرْوَاحَ اخْتَار روح أبي بكر

(کتاب الاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ، ص 476،475)

امام العجلوني الدمشقي، ابو الفداء (المتوفی:1162ھ) فرماتے ہیں:

باب فضائل أبي بكر الصديق رضي الله عنه أشهر المشهورات من الموضوعات كحديث: "إن الله يتجلى للناس عامة ولأبي بكر خاصة".

وحديث: ما صب الله في صدري شيئًا؛ إلا وصببته في صدر أبي بكر..

وحديث: "كان صلى الله عليه وسلم إذا اشتاق إلى الجنة؛ قبل شيبة أبي بكر..".

وحديث: "أنا وأبو بكر كفرسي رهان..".

وحديث: "إن الله لما اختار الأرواح؛ اختار روح أبي بكر

(کشف الخفاء ج2، ص515-516)

اسی طرح مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب الفیروزآبادی (المتوفی:817ھ) نے بھی یہی لکھا:

أشهر المشهورات فيه

مذکورہ روایات ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

موضوع۔

(رسالۃ فی بیان مالم یثبت فیہ حدیث صحیح من الابواب، ص2)

✓ امام جلالی الدین السیوطی نے بھی اسی سند کے ساتھ "اللآلیء المصنوعة" میں اس کو ذکر کیا۔ پھر کہا:

مَوْضُوع: كَادِح كَذَّاب وَشَيْخه مَتْرُوك

یہ روایت موضوع ہے۔ اس میں ایک راوی جس کا نام کادح ہے وہ کذاب (جھوٹا) ہے اور اس کا شیخ متروک ہے۔

(اللآلیء المصنوعۃ 353/1)

➢ ابو حاتم، محمد بن حبان بن احمد الدارمی، البُستی (المتوفی: 354ھ) اس کے بارے میں لکھتے ہیں۔

یہ ثقات سے مناکیر روایات بیان کرتا ہے۔ اور مقلوب کرنے والا راوی ہے۔

پھر مزید کہا: " أَكْثَرهَا مَوْضُوعَة ومقلوبة" اس کی اکثر مرویات موضوع و مقلوب ہوتی ہیں۔ (المجروحین لابن حبان 229/2)

حَدَّثَنَاهُ أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ الْقُومَسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ لَهِيعَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ۔۔ الاخ۔۔۔۔ (الضعفاء الکبیر للعقیلی 130/2)

✓ اسی سند سے امام ابو نعیم نے فضائل خلفاء الرشدین میں ذکر کیا۔ (فضائل الخلفاء الراشدین لابی نعیم الرقم 234)

✓ امام جلال الدین السیوطی نے اسی سند سے ذکر کیا، پھر کہا:

سُلَيْمَان بْن شُعَيْب حَدِيثه غير مَحْفُوظ لَا يُتَابع عَلَيْهِ وَلَا يعرف إِلَّا بِهِ

سلیمان بن شعیب کی روایتیں محفوظ نہیں ہوتیں، اور نہ ہی اس کا کوئی متابع ہے۔ اس حدیث کے علاوہ اس کی کسی روایت کو نہیں جانتا۔ (اللآلیء المصنوعۃ 353/1)

**دوسرا طرق:**

أَخْرَجَهُ أَبُو نُعَيْم فِي فَضَائِل الصَّحَابَة وَله طَرِيق آخر أَخْرَجَهُ ابْن النجار من طَرِيق حُسَيْن بْن حميد الْعَتكِي عَن زحمويه بْن أَيُّوب الْبَغْدَادِيّ عَن يزِيد بْن هَارُون عَن حميد الطَّوِيل عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعا۔۔ الاخ۔۔۔

✓ امام جلال الدین السیوطی نے اسی سند سے ذکر کیا، پھر کہا:

وحسين تكلم فِيهِ

اور حسین متکلم فیہ راوی ہے۔ (اللآلیء المصنوعۃ 353/1)

✓ محمد بن علی بن محمد الشوکانی (المتوفی: 1250ھ) نے اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد کہا:

كادح بن رحمة، والحسن بن أبي جعفر، وهما متروكان. والحديث موضوع

اس روایت میں دو راوی، کادح بن رحمہ اور حسن بن ابی جعفر یہ دونوں متروک راوی ہیں۔

اور یہ حدیث موضوع ہے۔ (الفوائد المجموعۃ فی الأحادیث الموضوعۃ 106)

# تقریظات علماء کرام

جامع معقول و منقول شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی ابن مفتی ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر زید شرفہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ رکنویہ محمودیہ و صدر جمعیت علماء پاکستان و ملی یکجہتی کاؤنسل

عزیز القدر مولانا محمد علی السندی حفظہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں کتاب تصنیف کی ہے۔ جس میں انہوں نے ایک نادر اور انوکھا اسلوب اختیار کیا ہے کہ پورے قرآن پاک میں "الم" سے لے کر "والناس" تک جہاں جہاں، جن جن آیات سے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی عظمت اور شان کا اظہار ہو رہا ہے ان آیات کو سورتوں کے لحاظ سے ترتیب وار جمع کیا ہے مع تفسیر کے حوالوں کے۔ یہ ایک بہترین کوشش اور کاوش ہے۔ اہلِ بیت اطہار اور صحابۂ کرام سے محبت رکھنے والوں کے لیے ایک لاجواب تحفہ ہے۔ بالخصوص علمائے کرام اور خطباء کے لیے ان موضوعات پر خطاب کے لیے ایک بیش بہا خزانہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کے صدقے مولانا کی اس کوشش کو اپنی، اپنے رسول اور ان کے چہیتے اور پیارے خلفاء کی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے ہمکنار فرمائے اور دنیا و آخرت میں ان کی رضا اور شفاعت نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین

صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر

شیخ الحدیث: رکن الاسلام جامعہ مجددیہ

13/6/2024

جامع معقول و منقول استاذ الاساتذہ صوفیٔ باصفا شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا **مفتی غلام شبیر** سکندری زید شرفہ

**نحمدہ ونصلی ونسلم علی حبیبہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ واھل بیتہ اجمعین**

امابعد!

**اسان جي دوست مخلص جناب محمد علي سڪندري قادري سيدنا ابو بڪر صديق رضي الله عنه جي مناقب تي مشتمل قرآن حديث ۽ تفسيري اقوالن سان مزين بهترين تحفه بنام ابو بڪر في القرآن اهل اسلام بالخصوص اهل السنة والجماعت لاءِ قابل قدر هديه نوجوان نسل لاءِ پيش ڪيو آهي. الله تعاليٰ سعيو قبول فرمائي ۽ سندن علم عمل ۾ مزيد برڪت عطا فرمائي.**

**آمين بجاه نبي المرسلين صلي الله عليه وآله وسلم.**

**فقير غلام شبير سڪندري**

**شيخ الحديث جامعه الراشديه درگاه شريف**

**حضرت پير سائين پاڳارا پير جو ڳوٺ**

۱۸ذوالقعدہ۱۴۴۵ھ

27/5/2024

پیر طریقت مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ مولانا مفتی پیر **سید زین العابدین شاہ راشدی** ادام اللہ

آستانہ عالیہ زین الاسلام حیدرآباد

**الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد زین السمٰوٰت والارض وآلہ وصحبہ**

امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین حضرت سید نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی شان ہے۔آپ پہلے خلیفہ و جانشینِ مصطفیٰ ﷺ کا حق رکھتے ہیں۔آپ پیکرِ صداقت تھے۔آپ حضور پاک ﷺ کے عاشقِ صادق تھے، عشق و وفا آپ پہ نازاں تھی،آپ جیسا سچا جاں نثارِ مصطفیٰ اور فداکار زمین وآسمان نے نہیں دیکھا ہوگا۔ یارِ غار رِوفا صاحبِ مزار آپ ہیں۔

نام آتے ہی ابو بکر و عمر کا لب پر
تو بگڑتا ہے وہ پہلو میں لائے ہوئے ہیں

آپ رسول اللہ ﷺ کے عاشقِ راز، صحابہ کرام کے امام اور اہل بیتِ اطہار کے مُحب صادقِ نصیر تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: تم غار میں میرے ساتھی تھے اور حوضِ کوثر پر میرے ساتھی ہوں گے۔ (مشکاۃ، کتاب الفتن 225)

ابن عساکر ابو العالیہ ریاحی کے حوالے سے کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کے ایک مجمع میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے زمانہ جاہلیت میں شراب نوشی کی ہے ؟ تو آپ نے انھیں بتایا کہ: اللہ کی پناہ کی میں نے کبھی شراب نہیں پی۔لوگوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:اس لیے نہیں پی کہ عزت و ناموس محفوظ رہے، مروت باقی رہے کیوں کہ شراب نوشی سے مروت جاتی رہتی ہے۔یہ خبر جب رسولاللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا: ابو بکر نے سچ کہا۔ (تاریخ الخلفاء، ص95)

یہ پاکیزہ لوگ فطرت تھےان کو اپنے اوپر قیاس نہیں کرنا چاہیے۔ حضور پاک ﷺ سے صحبت یافتہ فیض یافتہ تھے۔ حضور پاک ﷺ کے وصال شریف تک ہمیشہ سفر و حضر میں آپ کے ساتھی رہے۔

خلیفۂ بلا فصل سید نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل بیت، اطہار سے مخاطب ہو کر فرمایا: اللہ کی قسم !اے اہلِ بیتِ رسول مجھے اپنے رشتے داروں سے زیادہ تمہاری صلہ رحمی عزیز ہے۔ (تاریخ اسلام ذہبی)

حضرت عقبہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ میں باہر نکلا تو حضرت حسین بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے، پس سید نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو احتراماً اپنے کندھوں پہ اٹھالیا۔

ابن ابی ہازم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ سید نا زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے حضور میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا کیا مقام تھا؟

آپ نے فرمایا: جس طرح آج ان کا مقام ہے کہ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔

حضرت سید نا قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سید نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور مدینہ منورہ کے عظیم فقیہ، امام، عالم، متقی اور کثیر الروایات بزرگ تھے۔ نقشبندی سلسلے میں آپ کا فیضِ روحانی آج بھی جاری ہے۔ آپ سید نا امام جعفر صادق علیہ السلام کے نانا تھے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص 57)

حضرت سید نا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: قرآن کے حوالے سے سب سے زیادہ اجر پانے والے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ انھوں نے سب سے پہلے قرآن کو دو جلدوں کے درمیان جمع کیا۔ رواہ ابن ابی شیبہ: (عرفان السنہ، ص 526)

حضرت ابو یحیی حکیم بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سید نا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قسم اٹھا کر کہتے سنا: حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب صدیق آسمان سے اُتارا گیا۔

رواہ الطبرانی والحاکم: (عرفان السنہ)

حافظ محمد علی سکندری قادری حفظہ اللہ تعالیٰ، حافظ ہیں، عالم ہیں، خطیب ہیں۔ تمام مصروفیات کے باوجود یہ آپ کی دوسری تصنیف پرنٹ کو جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ اخلاص میں برکت دے۔

شان صدیق اکبر میں یہ مدلل و مفصل کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کوشش و کاوش کو قبول فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔ فقیر سید زین العابدین راشدین غفرلہ الحادی

1/9/2024

ماہرِ علوم و فنون حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ مفتی پیر سید **محمد ناصر** شاہ صاحب بخاری
رئیس مرکز النور آستانہ عالیہ جھکڑ امام شریف ڈیرہ غازی خان

کتنی عظیم ہیں وہ آنکھیں جنھوں نے جمالِ محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور کتنے خوش قسمت ہیں وہ چہرے کہ جن پر مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مبارک نگاہ عنایت ڈالی. جب سے کائنات بنی ہے کتنے لوگ دوستی کے بندھن میں بندھے, باہمی. ربط و تعلق پر نازاں ہوئے. فخر و افتخار کی بلندیوں پر اپنے آپ کو محسوس کرتے نظر آئے مگر ایسا نصیب کس کا؟ یہ سعادت کسی اور کو کہاں میسر ہوئی؟ جو سعادت و عظمت ان نفوس قدسیہ کے دامن میں ہے. جنھیں صحابہ کرام کے حسین عنوان سے یاد کیا جاتا ہے. مقامِ صحابیت ایسا مقام ہے کہ جس کی گرد راہ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ یہ وہ مشرف و مکرم جماعت ہے کہ جس مسلمان کو ان میں سے کسی ایک فرد کامل سے بھی شرف ملاقات نصیب ہوا وہ بھی اپنی ذات میں غیر سے ممتاز ہو گیا۔

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت و مقام بلند و بالا ہے. ہر ذات پاک کی ایک الگ رنگت اور خوشبو ہے۔ عقل انسانی کے ناقص ترازو اور محدود پیمانے ان کے مراتب جلیلہ کو نہ تول سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی بلندیوں تک پہنچ سکتے ہیں۔

جماعت صحابہ کرام میں سے خلفائے راشدین مہدیین تمام سے ممتاز و یگانہ ہیں.

بہت ہی مسرت و شادمانی ہوئی باصرہ نواز تحریر دیکھ کر جس کا نامِ گرامی "**ابو بکر فی القرآن**" ہے۔

باب الاسلام صوبہ سندھ پاکستان کے ایک ابھرتے ہوئے نوجوان عالم دین حامی مسلک اہل سنت حضرت علامہ محمد علی قادری سکندری دامت برکاتہم العالیہ کی مایہ ناز تصنیف ہے۔

موصوف اس سے پہلے کئی کتب اور رسائل کے مصنف ہیں بایں ہمہ دل نشیں خطیب اور بلند پایہ مدرس ہیں.

اللہ کریم سے دعا ہے کہ مولانا کی اس کاوش کو اپنی اور اپنے محبوب کی بارگاہ میں قبول فرمائے.

گر قبول افتد زہے عزو شرف:

غبارِ راہ، حال میقم، عروس البلاد، قطب الامصار، بلد الامین، السخی والحنین، مدینہ الامن العلی، مصر الامل والرجاء، بلد النیل والعطاء وطن الجود والسخاء معدن الکرم والرخاء، منبع الفیض والنجاح، مخزن الخیر والصلاح، قریہ الوعد والوصل واللقاء، فیھا شفاعہ سید الانبیاء۔المدینہ المنورہ۔۔زاد اللہ شرفھا علیھم وآلھم افضل الصلوات واکمل السلام۔

صاحبزادہ مفتی پیر سید محمد ناصر بخاری

رئیس مرکز النور آستانہ عالیہ جھکڑ امام شریف ڈیرہ غازی خان

۱۹ ربیع الاول ۱۴۴۶ ہجرۃ النبویہ / 24 ستمبر 2024ء

ساداتِ چشم وچراغ حضرت علامہ مولانا سید **صبغت اللہ** شاہ سہروردی اطال اللہ عمرہ

سربراہ دار العلم والمعرفہ خانقاہ قادریہ سہروردیہ شاہ اباد گڑہی اختیار خان، خان پور ضلع رحیم یار خان

ہے نبوت کی زباں مدح سرائے صدیق
ہمت او کشت ملت را چو ابر
ثانی اسلام و غار و بدر و قبر
آن آمن الناس بر مولائے ما
آن کلیم اول سینا ئے ما

سیدنا ابو بکر صدیق کی ذات گرامی مسلمانوں کے لیے ابر بہار کی طرح ہے۔ اسلام لانے میں، غار میں، بدر میں اور قبر میں آپ کو رسول اللہ کی مجاورت حاصل ہے۔ آپ، رسول اللہ کے محسن ہیں اور آپ ہم راز مصطفیٰ ہیں۔

جانشین رسول حضرت سیدنا ابو بکر صدیق کی مبارک شخصیت کا ہر پہلو اور ہر گوشہ ایسا تابناک اور روشن ہے کہ صحابہ کرام میں آپ اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ فضائل کا باب ہو یا قربت رسول ہو، ہم راز مصطفیٰ کی سعادت ہو یا مجاورت رسول کی برکت ہو، تعبیر دین اسلام کا معاملہ ہو یا آل رسول کے ساتھ محبت کی بات ہو، اسلام کے لیے اپنے مال و متاع کی قربانی کا ذکر ہو یا خلافتِ راشدہ کی خشت اول کا مبارک دور ہو، یعنی ایجاز و اختصار کے ساتھ ہم کہہ سکتے ہیں کہ صحابہ میں سے بارگاہ الٰہی اور بارگاہ رسول سے جو سعادتیں اور برکتیں سیدنا ابو بکر صدیق کا مقدر ٹھہری ہیں وہ آپ کا وصفِ خاص ہے۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق کی پوری زندگی کا خلاصہ اور ماحصل اگر دو لفظوں میں بیان کیا جائے تو وہ عشقِ رسول ہے۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق نے اسلام کے لیے جتنی بھی قربانیاں دیں، ان سب کا مرکزی نقطہ صرف اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس اور آپ کی ذات سے متعلق لوازمات ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عشق، محبت، وفاداری اور جاں نثاری کی جو داستان سیدنا ابو بکر صدیق نے رقم کی ہے اس مقام کو پہنچنا ناممکن ہے۔

سید نا ابو بکر صدیق ہر لحاظ سے مقام رسول اور احترام رسول کا ادراک رکھتے تھے۔ سید نا ابو بکر صدیق کی اسی ظاہری، باطنی اور قلبی آنکھ کے متعلق علامہ اقبال نے کہا ہے کہ :

معنی حرفم کنی تحقیق اگر
بنگری با دیدہء صدیق اگر
قوت قلب و جگر گردد نبی
از خدا محبوب تر گردد نبی

حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش نے کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ :

سید نا ابو بکر صدیق نے آخر دم تک تسلیم و رضا کا مظاہرہ کیے رکھا یعنی کوئی بھی آزمائش ان کے پایہء استقلال میں جنبش پیدا نہیں کر سکی۔ حضرت سید نا ابو بکر صدیق کے فضائل کا ذکر کرتے ہوئے امام راغب اصفہانی نے مفردات میں نہایت لطیف نکتہ بیان کیا ہے کہ :

سید نا ابو بکر صدیق کے لیے لفظ صدیق دونوں اعراب کے ساتھ رواور مستعمل ہے یعنی صاد کی زبر کے ساتھ بھی اور زیر کے ساتھ بھی۔ عربی میں صِدیق، تصدیق کرنے والے کو کہتے ہیں جب کہ صَدیق، گہرے دوست کو کہتے ہیں۔ اور اس میں کسی کو کیا شک ہو سکتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق سب سے پہلے تصدیق کرنے والے بھی تھے اور عمر بھر رسول اللہ کے وفادار ساتھی بھی رہے۔ المعجم الاوسط میں امام طبرانی نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ شب معراج جب رسول اللہ نے سید نا جبریل سے فرمایا کہ میرا قبیلہ مجھ پر اعتراض کرے گا تو حضرت جبریل نے عرض کیا کہ اگر وہ لوگ اعتراض کریں گے تو ابو بکر آپ کی تصدیق کریں گے کیوں کہ وہ صِدیق ہیں۔ حضرت سید نا ابو بکر صدیق کو بارگاہِ ربوبیت سے ہی رسول اللہ کا مصدق چن لیا گیا تھا۔

حضرت ابو بکر صدیق، عشق رسول سے اس قدر لب ریز تھے کہ رسول اللہ سے منسوب ہر چیز اور ہر معاملے سے آپ محبت فرماتے تھے۔ اہل بیت کے ساتھ محبت اور تعظیم کے باب میں سید نا ابو بکر صدیق کا

طرز عمل تاریخ اسلام کا روشن باب ہے۔ حضرت ابو بکر، سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حسنین کریمین سے غیر معمولی انس اور محبت رکھتے تھے اور اس پر بے شمار واقعات موجود ہیں۔ بلاشبہ، محبت رسول اور اطاعت رسول میں سیدنا ابو بکر صدیق نے اپنی ذات اور اپنے وجود کو بالکل پگھلا دیا تھا اور شمع کی طرح قربان کر دیا تھا۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق کے محامد و محاسن اور فضائل و کمالات اس قدر زیادہ ہیں کہ ہماری زبانیں اور ہمارے قلم مکمل احاطہ نہیں کر سکتے۔ اگرچہ سعدی شیرازی کا یہ نعتیہ شعر ہے لیکن حضرت سیدنا ابو بکر صدیق کی مدح کے باب میں بھی بالکل یہی کیفیت ہے۔

دفتر تمام گشت و بپایان رسید عمر
ما ہم چنان در اول وصف تو مانده ایم

جس شخصیت کے لیے رسول اللہ کی زبان در فشاں سے بے حد و بے شمار فضائل بیان ہو چکے ہوں تو وہاں ہمارے الفاظ کس قطار میں!!! لیکن اپنی بساط کے مطابق ان چند حروف کی بدولت اگر غلامانِ ابو بکر صدیق میں ہمارا نام شامل ہو جائے تو ہمارے لیے دارَین کی راحت اور سعادت ہے۔

به زیورہا بیارایند وقتی خوب رویان را
تو سیمین تن چنان خوبی که زیورہا بیارائی

زیر نظر تصنیف میرے فاضل دوست علامہ محمد علی سکندری نے بہت محبت، محنت اور اخلاص سے ترتیب دی ہے۔ علامہ محمد علی سکندری نسبی اور روحانی طور پر جس ماحول کے تربیت یافتہ اور پروردہ ہیں وہ اہل بیت اور صحابہ کی محبت و حرمت والا شگفتہ اور خوش بو دار ماحول ہے اور اس ماحول میں تربیت پانے والے کے رگ و پے میں اہل بیت اور صحابہ کی محبت سرایت ہوتی ہے۔ علامہ محمد علی سکندری کا شمار بالخصوص سندھ کے بے دار مغز نوجوان علما میں ہے۔ کافی وقت سے تحریر کی جانب شاغل ہیں اور ان کی کئی تصانیف اہل علم و فن سے دادِ تحسین پا چکی ہیں۔

علامہ محمد علی سکندری نے اس کتاب میں حضرت ابو بکر صدیق کی سیرت اور آپ کے فضائل کو مختلف پہلوؤں سے ترتیب دیا ہے اور نئے نکات بیان کیے ہیں۔ کتاب بہت معیاری اور عام فہم ہے۔ ترتیب اور ابواب بندی کا مکمل خیال رکھا گیا اور حوالہ جات کا مکمل اہتمام کیا گیا ہے۔ دعا ہے کہ علامہ محمد علی سکندری کے قلم سے یہ روحانی اور علمی فیض یوں ہی ہم تک پہنچتا رہے۔

ہیچ مدان:

سید صبغت اللہ سہروردی

سربراہ دار العلم والمعرفہ خانقاہ قادریہ سہروردیہ شاہ اباد گڑہی اختیار خان، خان پور ضلع رحیم یار خان

۲۳ ربیع الاول ۱۴۴۶ ہجری / ۲۸ ستمبر ۲۰۲۴ء

مصنف کتب کثیرہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا مفتی **محمد صدیق ہزاروی** طال عمرہ
شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ دربار عالیہ داتا گنج بخش علیہ الرحمہ

سرکارِ دو عالم نورِ مجسم رحمۃ للعالمین ﷺ کے تمام صحابہ کرام آسمانِ ہدایت کے ستارے اور جملہ اہلِ بیتِ عظام رضی اللہ عنہم ملتِ اسلامیہ کو ساحل مراد سے ہمکنار کرنے والے کشتیٔ نوح علیہ السلام کی مثل ہیں۔

بالخصوص خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم جن کے طریقۂ مبارکہ کو لازم پکڑنے کا فرمانِ نبوی موجود ہے۔

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ

سرکارِ دو عالم ﷺ نہ صرف خلفاء راشدین کے نقشِ قدم پر چلنے کا حکم فرمایا بلکہ ان پاکیزہ شخصیات کو "الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ" قرار دے کر امت مسلمہ کو ان کی ذوات قدسیہ کی اقتداء کی طرف راہ نمائی فرمائی۔

آج کے اس پُر فِتن دور میں صحابۂ کرام اور اہلِ بیت اطہار کی عظمتوں کے چراغ جلانے اور ان کی برتری کا علم بلند کرنے بالخصوص قرآن وسنت میں عام لوگوں سے ان کی فضیلت کے چھپے ہوئے گوشوں کو نمایاں کرنا ضروری ہے۔

فاضل نوجوان حضرت علامہ مولانا محمد علی سکندری زید مجدہ لائق تحسین ہیں کہ انھوں نے قرآن کریم کی مختلف آیات کے حوالے سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل پر عمدہ تحریر سپرد قلم کی۔
اور "ابو بکر فی القرآن" کے نام سے موسوم کر کے امت کو قیمتی تحفہ عطا کیا۔
اللہ تعالیٰ اُس کی اِس کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

محمد صدیق ہزاروی سعیدی الازہری
استاذ الحدیث جامعہ ہجویریہ مرکز معارف اولیاء لاہور

۲۸ ذی قعدہ ۱۴۴۵ھ / 6 جون 2024

مفسر قرآن ابو الرضا منظور علی عباسی قادری

رئیس الجامعۃ المصطفویہ القادریہ الرضویہ

الحمد لله الذي هدنا للايمان والاسلام و الصلاة والسلام على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وبارك وسلم

وبعد: فاضل جلیل علامہ سائیں محمد علی قادری سکندری صاحب نے کچھ عرصہ پہلے «علی فی القرآن» کتاب کا مسودہ دیکھایا دیکھنے کے بعد راقم نے مشاورۃ کہا اس انداز پر خلفاء ثلاثہ یعنی ابو بکر فی القرآن / عمر فی القرآن / عثمان فی القرآن - پر لکھیں حضرت موصوف نے مشورہ قبول کرتے ہوئے کام شروع کیا اب جبکہ چھپوانے کا وقت آیا تو آپ نے «علی فی القرآن» کو پہلے چھپوانا چاہا اور کہا چونکہ پہلے لکھی تھی اس لیے- راقم الحروف نے کہا ٹھیک لیکن خلیفہ اول بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں بھتر ہے کہ پہلے «ابو بکر فی القرآن» چھپوائے آپ نے اس بات کو بھی قبول فرمایا- فجزاہ اللہ تعالیٰ خیرا کثیرا- راقم الحروف نے حضرت مولانا موصوف سے پوچھا کہ کسی اھل علم سے پروف ہوا ہے کہا نہیں- راقم نے مشورہ دیا کہ چیک کروائیں - فرمانے لگے آپ ہی مہربانی کیجیے- وقت کی قلت کے باوجود مسلسل دو سے اڑھائی دنوں میں تکمیل ہوئی- تو فرمانے لگے تقریظ بھی عنایت فرمائیں- ظن غالب ہے کہ اس پہلے اس نوعیت کی کتاب اس میدان میں نہیں دیکھائی دیتی- یہ پہلی کتاب ہو گی- اور آخر میں حضرت مؤلف صاحب نے کچھ احادیث کی تحکیم لکھی ہے جو قلت وقت کی سبب نظر ثانی نہ کر سکا-

خیر تین باتیں قلمی گزارش ہیں-

«الف» تاریخ اسلام میں سب سے پہلے ایمان لانے والے خلیفہ اول بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور دلائل درج ذیل ہیں قرآن کریم ہے

مَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ «۱»

آخر تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم خرچ نہیں کرتے « اپنے مال » راہ خدا میں حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی آسمانوں اور زمین کا وارث ہے تم میں سے کوئی برابری نہیں کر سکتا انکی جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے « راہ خدا میں » مال خرچ کیا اور جنگ کی انکا درجہ بہت بڑا ہے ان سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد مال خرچ کیا اور جنگ کی « ویسے تو » سب کے ساتھ اللہ نے وعدہ کیا ہے بھلائی کا اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے بخوبی خبر دار ہے۔

حضرت ابو سعید خدری سے مروی کہ ابو بکر صدیق نے فرمایا: أَلَسْتُ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ « ۲ »

کیا میں سب سے پہلے اسلام نہیں لایا؟۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرمایا: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ « ۳ »

سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق اسلام لائے۔

شعبی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا:

أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ؟ قال: ابو بكر الصديق « ۴ » سب سے پہلے اسلام کون لائے؟

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت ابراہیم النخعی سے مروی ہے فرمایا:

أَبُو بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ « ۵ »

حضرت ابو بکر صدیق پہلی وہ شخصیت ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اسلام لائے۔

اسماعیل بن امیہ کا کہنا ہے: أَوَّلُ مُؤْمِنٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ يَعْنِي: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ « ۶ »

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ پاک پر پہلے ایمان لانے والے ابو بکر صدیق ہیں۔ یعنی سب سے پہلے مسلمان۔

ابو اروی الدوسی کہتے ہیں: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ « ۷ »

سب سے پہلے ابو بکر صدیق اسلام لائے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا:

أَوَّلُ مَنْ أَظْهَرَ إِسْلَامَهُ بِسَيْفِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ «۸»

جنھوں نے پہلے اپنی تلوار کے ذریعے اسلام کو ظاہر کیا وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

ابن سیرین کہتے ہیں کہ:

أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ أَبُو بَكْرٍ وَأَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ النِّسَاءِ خَدِيجَةُ «۹»

مردوں میں سب سے پہلے مسلمان حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور عورتوں میں پہلی مسلمان سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

أَنَا أَوَّلُ مَنْ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «۱۰»

میں نے پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔

اس پر حضرت مؤلف صاحب نے کافی آثار اور اقوال جمع کئے ہیں مزید وہیں ملاحظہ فرمائیں۔

«۱» الحدید ۲۳ س ۵۷۔ «۲» ترمذی الرقم ۳۶۶۷۔ «۳» المعجم الاوسط الرقم ۸۳۶۵۔ «۴» المستدرک للحاکم الرقم ۴۴۱۴۔ «۵» فضائل صحابہ الرقم 262۔ «۶» فضائل صحابہ الرقم 656۔ «۷» تفسیر الوسیط 4/245۔ «۸» امالی المحاملی الرقم 396۔ «۹» فضائل الصحابہ الرقم 272۔ «۱۰» من حدیث خیثمہ بن سلیمان، ص129۔

«ب» تاریخ اسلام میں سب سے افضل انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اس پر درج ذیل دلائل ہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ «۱»

اور نہ قسم کھائیں جو برگزیدہ ہیں تم سے اور خوش حال ہیں اس بات پر کہ وہ نہ دیں گے رشتہ داروں کو اور مسکینوں کو اور راہِ خدا میں ہجرت کرنے والوں کو اور چاہئے کہ «یہ لوگ» معاف کردیں اور ہرگز درگزر کریں کیا تم پسند نہیں کرتے کہ بخش دے اللہ تعالیٰ تمھیں اور اللہ غفور رحیم ہے۔

وفي الآية أدلة على فضل أبي بكر الصديق «۲»

یہ آیت سیدنا ابو بکر صدیق کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔

«۱» حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

أَنْزَلَ اللهُ: «وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ» يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ «۳»

اللہ تعالیٰ نے اس آیۃ مبارکہ کو حضرت ابو بکر رضي اللہ تعالي عنہ کے حق میں نازل فرمایا۔

«۲» حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ:

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فِي قَوْلِ اللهِ: وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ يَعْنِي: وَلَا يَحْلِفُ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ يَعْنِي: فِي الْغِنَى يَعْنِي: أَبَا بَكْرِ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ «۴»

یعنی نہیں قسم اٹھاتے تم میں سے بزرگی والے یعنی غنا میں یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور «وَالسَّعَةَ» کی تفسیر میں فرمایا: يَعْنِي فِي الرِّزْقِ يَعْنِي: أَبَا بَكْرِ الصِّدِّيقَ

اور گنجایش والے یعنی رزق میں یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ «۵»

قرآن کریم میں ہے۔

وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى «۶»

اور دور رکھا جائے گا اس وہ نہایت پرہیز گار

مفسرین فرماتے ہیں کہ

الأتقى يعني: أبا بكر في قول الجميع «۷»

تمام اقوال کے مطابق اتقی سے مراد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ہے۔

اقول: مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ افضلیت کا معیار تقویٰ ہے۔

قرآن کریم میں ہے

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ «۸»

بیشک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہو۔

اس آیت کی تفسیر میں ہے:

خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فِي وَسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ خُطْبَةَ الْوَدَاعِ فَقَالَ: يا أَيُّهَا النَّاسُ أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ وَلَا عَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ وَلَا لِأَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ إِلَّا بِالتَّقْوَى أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ «۹»

رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایام تشریق کے درمیانے دن کو خطبہ الوداع ارشاد فرمایا اور فرمایا: لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ آگاہ ہو جاؤ! کسی عربی کو کسی عجمی پر کسی عجمی کو کسی عربی پر کسی سرخ رنگ والے کو کالے رنگ والے پر اور کسی سیاہ رنگ والے کو سرخ رنگ والے پر کوئی فضیلت و برتری حاصل نہیں مگر تقویٰ کے ساتھ «اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ» «۱۰» بیشک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہو۔

خبر دار! کیا میں نے «اللہ کا پیغام» پہنچا دیا ہے؟ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں۔ پھر فرمایا: حاضر لوگ یہ باتیں غائب لوگوں تک پہنچا دیں۔

قرآن کریم میں ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ «۱۱»

اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے جیسے حق ہے اس سے ڈرنے کا۔

اہلِ سنت و جماعت کا متفقہ فیصلہ یہی ہے کہ مخلوق میں سب افضل انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرمایا:

كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُخَيِّرُ أَبَا بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ «۱۲»

ھم «ظاہری» حضور ﷺ کے زمانے میں صحابہ کے درمیان انتخاب کرتے تو سب میں بہتر ہم ابو بکر رضی اللہ عنہ کو قرار دیتے پھر عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پھر عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں

كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ «١٣»

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کے «ظاہری» زمانے میں کہتے تھے کہ ہم ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر کسی کو قرار نہیں دیتے تھے۔

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا فرمان مبارک ہے کہ محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد «بابا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ» سے پوچھا:

أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ «١٤»

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں میں بہتر کون ہے؟ آپ نے فرمایا ابو بکر پھر میں نے عرض کی اس کے بعد آپ نے فرمایا: عمر «رضی اللہ عنہما»۔

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو جحیفہ سے کہا:

أَفَلَا أُخْبِرُكَ بِخَيْرِ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ وَأَبِي بَكْرٍ؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلَى فَدَيْتُكَ قَالَ: عُمَرُ «١٥»

میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے بہتر کون تو آپ نے فرمایا ابو جحیفہ خبردار! میں تجھے بتاتا ہوں کہ کے بعد تمام لوگوں سے بہتر حضرت ابو بکر پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

ابو جحیفہ سے مروی ہے کہا:

قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ «١٦»

میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرماتے ہوئے سنا کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ کے بعد اس امت میں سب سے بہتر کون ہے؟ وہ ابو بکر ہیں پھر فرمایا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ اس امت میں ابو بکر کے بعد سب سے بہتر کون ہے آپ نے فرمایا وہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن سلمہ سے مروی ہے کہا:

قَالَ:سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ وَخَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ «۱۷»

میں نے مولا علی کو فرماتے سنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بہتر حضرت ابو بکر ہیں اور حضرت ابو بکر کے بعد لوگوں میں بہتر حضرت عمر ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

افضلیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت مؤلف نے کافی آثار اور اقوال جمع کئے ہیں - مزید وہیں ملاحظہ فرمائیں-

«۱» النور ۲۲س۲۴۔ «۲» تفسیر خازن۲۸۹/۳-«۳» تفسیر القرآن العظیم لابن أبي حاتم الرقم 14272-«۴» تفسیر القرآن العظیم لابن أبي حاتم الرقم 14273۔ «۵» تفسیر القرآن العظیم لابن ابي حاتم الرقم14274-«۶» الیل ۱۷س ۹۲-«۷» تفسیر وسیط الواحدی۵۰۵/۴-«۸» الحجرات ۱۳س۴۹۔ «۹» مسند احمد الرقم۲۳۴۸۹۔ «۱۰» الحجرات ۱۳س۴۹۔ «۱۱» آل عمران ۱۰۲ س۳۔ «۱۲» بخاری الرقم ۳۶۵۵۔ «۱۳» بخاری الرقم ۳۶۹۷۔ «۱۴» بخاری الرقم ۳۶۷۱۔ «۱۵» مسند احمد الرقم ۱۰۵۴۔ «۱۶» مسند احمد الرقم ۸۲۳۔ «۱۷» مسند احمد الرقم 833۔

«ج» شیخین کریمیں پر طعن کرنا کفر ہے اس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی- اور شیخین کریمیں کی خلافت کا انکار کفر ہے-

اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو خلفاء ثلاثہ پر فضیلت دینا بدعتیوں کا حربہ ہے- تصریح فقہاء اسلام نے خوب کی ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ «»صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ «۱»

رکھ تو ہمیں سیدھے راستہ پر «» اُن لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا۔

أخبرنا الفقيه أبو جعفر قال: حدثنا أبو بكر أحمد بن محمد بن سهل القاضي قال : حدثنا أحمد بن جرير قال :حدثنا عمر بن اسماعيل بن مجالد قال :حدثنا هشام بن القاسم قال : حدثنا حمزة بن المغيرة عن عاصم عن أبي العالية في قوله تعالى «اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم» قال : هو النبي عليه السلام وصاحباه من بعده أبو بكر وعمر رضي الله عنهما «۲»

اهدنا الصراط المستقیم: ہمیں محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اور ان کے دونوں یاروں کی سچی معرفت عطا فرما۔ صحیح حدیث میں فرمایا: الصراط المستقیم محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وصاحباہ ابو بکر و عمر رضي اللہ تعالي عنہما «۳»

دلالة هذه الآية على إمامة أبي بكر رضي الله عنه «۴»

یہ آیۃ مبارکۃ حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت پر دلالت کرتی ہے۔

ان الخلافة بعد رسول الله لأبي بكر ثم لعمر ثم لعثمان ثم لعلى رضى الله عنهم وذالك لان الصحابة قد اجتمعوا يوم توفى رسول الله في سقيفة بني ساعدة واستقراديهم بعد المشورة والمنازعة على خلافة أبي بكر رضى الله عنه فأجمعوا على ذالك وبايعه على رضى الله عنه «۵»

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلافت حضرت ابو بکر صدیق کے لیے تھی پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی اور پھر علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس مسند پر جلوہ افروز ہوئے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وفات مبارکہ کے بعد قبیلہ انصار میں سے بنی ساعدہ کے برآمدے میں اکٹھے ہوئے مہاجرین و انصار کے باہمی مشورے اور استحقاق خلافت میں انصار کے مختصر اختلاف کرنے کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر اکٹھے ہو گئے اور حضرت علی نے کچھ توقف کے بعد حاضرین کے سامنے علی اعلان بیعت کی۔

اقول: شیخین کریمیں پر طعن کرنا کفر ہے اس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی۔ اور شیخین کریمین کی خلافت کا انکار کفر ہے۔

اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو خلفاء ثلاثہ پر فضیلت دینا بدعتیوں کا حربہ ہے - اور تصریح فقہاء اسلام نے خوب کی ہے-

«۱» من سب الشيخين أو طعن فيهما كفر ولا تقبل توبة «٦»

«۲» الرافضى إن كان يسب الشيخين ويلعنهما فهو كافر «۷»

«۳» من أنكر خلافة أبي بكر رضي الله عنه فهو كافر في الصحيح و منكر خلافة عمر رضي الله عنه فهو كافر في الأصح «۸»

«۴» وفي الروافض أن من فضل علياً رضي الله عنه على الثلاثة فمبتدع وإن أنكر خلافة الصديق أو عمر رضي الله عنهما فهو كافر «۹»

«۵» والرافضى إن فضل علياً على غيره فهو مبتدع وإن أنكر خلافة الصديق فهو كافر «۱۰»

«٦» وإن أنكر خلافة الصديق أو عمر فهو كافر «۱۱»

«۷» وفي الروافض إن فضل علياً رضي الله عنه على الثلاثة فمبتدع وإن أنكر خلافة الصديق أو عمر فهو كافر «۱۲»

«۱» الفاتحہ ۵ س۱- «۲» التفسير السمرقندي ج1ص83/المستدرک للحاکم 2/259في كتاب التفسير / باب شرح الصراط المستقيم وانظر الدرالمنثور 51/1 /الجامع لاحكام القرآن ج1ص192 /ابن كثير ج1ص66/ جامع البيان للطبري ج1 ص152- «۳» جامع الاحاديث ج8ص153 /الجامع لاحكام القرآن ج1ص192 / ابن كثير ج1ص66/ جامع البيان للطبري ج1 ص152- «۴» تفسير كبير ۲۲۱/۱- «۵» شرح عقائد نسفی ص۲۲٦- «٦» الدرالمختار كتاب الجهاد باب المرتد ج٦ص ۳٦۲-

«۷» البزازیہ ج٦ص۳۱۹- «۸» هامش الهنديہ ج٦ص۳۱۸- «۹» فتح القدير باب الإمامة ج۱ص۳۰۴- «۱۰» البحر الرائق كتاب الصلاة إمامة العبد والأعرابي والفاسق --إلخ ج۱ص٦۱۱- «۱۱» ردالمحتار كتاب الصلاة باب الإمامة ج۲ص۳۵۸- «۱۲» تبيين الحقائق كتاب الصلاة الاحق باب الامامة ج۱ ص۳۴۷- / الفتاوى الرضويہ كتاب السير ج۱۴ص۲۱۵-

حررہ: ابو رضا منظور علی عباسی القادری غفر لہ القوی

مدیر: الجامعہ المصطفویہ القادریہ الرضویہ حیدر آباد

۲۰ ربیع الاول ۱۴۴٦ھ / 25 ستمبر 2024ء

استاذ العلماء و فضلاء حضرت علامہ مولانا پروفیسر ڈاکٹر مفتی **محمد ظفر اقبال** جلالی دام اقبالہ
پرنسپل و شیخ الحدیث جامعہ اسلام آباد

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قدر و منزلت وہی شخص جان سکتا ہے جو نبی کریم ﷺ کی عظمت و رفعت سے واقف ہو گا کیونکہ ان حضرات کی تعظیم گویا کہ نبی کریم ﷺ ہی کی تعظیم ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام جہان کے مسلمانوں سے افضل ہیں، روئے زمین کے سارے ولی، غوث، قطب ایک صحابی کے گردِ قدم کو بھی نہیں پہنچ سکتے، صحابہ میں خلفائے راشدین بترتیبِ خلافت افضل ہیں، پھر عشرۂ مبشرہ پھر بدر والے پھر بیعت رضوان والے، پھر صاحب قبلتین افضل ہیں، اللہ پاک قرآن مجید میں صحابہ کرام کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍۙ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًاؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ

ترجمہ: اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لیے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔ (پ:11، التوبۃ:100)

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْؕ وَ اُولٰٓىٕكَ لَهُمُ الْخَیْرٰتُ٘ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ(۸۸) اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ

ترجمہ: لیکن رسول اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے انہوں نے اپنے مالوں جانوں سے جہاد کیا اور انہیں کے لیے بھلائیاں ہیں اور یہی مراد کو پہنچے۔ اللہ نے ان کے لیے تیار کر رکھی ہیں بہشتیں جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے یہی بڑی مراد ملنی ہے۔ (التوبۃ:88-89)

امامِ اہلِ سنّت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ان (مقرب ترین فرشتوں اور مرسلین ملائکہ یعنی جبرائیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام اور عرشِ معلّٰی کو اُٹھانے والے فرشتوں) کے بعد اصحاب سید المرسلین (رسولوں کے سردار کے صحابہ) ﷺ اجمعین ہیں اور اُنہیں میں حضرت بتُول، جگر پارۂ رسول، خاتونِ جہاں، بانوئ جِناں، سیدۃُ النساء فاطمہ الزہرا (شامل) اور اس دو جہاں کی آقازادی کے دونوں شہزادے، عرش کی آنکھ کے دونوں تارے، چرخِ سِیادت کے مَہ پارے، باغِ تَطْہِیر کے پیارے پھول، دونوں قرۃُ عَیْنِ رسول، امامین کریمین سعیدین شہیدین تقیین نقیین (پاک دامن، پاک باطن) نیّرین طاہرین (سورج اور چاند کی طرح چمکتے دمکتے چہرے والے) ابو محمد (حضرت امام) حسن و (حضرت امام) ابو عبد اللہ حسین اور تمام مادَرانِ اُمّت، بانُوانِ رِسالت (اُمَّہاتُ المؤمنین، ازواجِ مطہرات) علی المصطفٰی و علیہم کلہم الصلاۃ والتحیۃ داخل کہ صَحابی ہر وہ مسلمان ہے جو حالتِ اسلام میں اس چہرۂ خدا نُما (اللہ کے بارے میں بتانے والے کے چہرے) کی زیارت سے مُشَرَّف ہوا اور اسلام ہی پر دنیا سے گیا، ان کی قَدْر و منزلت وہی خوب جانتا ہے جو سید المرسلین ﷺ کی عزت و رِفعت سے آگاہ ہے۔ (دس عقیدے، ص:180)

"عظمتِ صحابہ" سے متعلق امام احمد رضا خان محدث بریلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کی یہ سطور نہایت اہمیت کی حامل ہیں: "تابعین سے لے کر تابقیامت (قیامت تک) اُمت کا کوئی ولی کیسے ہی پایہ عظیم (بلند مرتبے) کو پہنچے، صاحبِ سلسلہ ہو خواہ غیر اِن کا (کوئی وَلی خواہ غوث ہو یا قطب یا ابدال وغیرہ، الغرض کسی بھی سلسلے سے ہو مثلاً قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ یا کسی بھی سلسلے سے نہ ہو)، ہر گز ہر گز ان میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ کے رتبہ کو نہیں پہنچتا، اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں، رسولُ اللہ ﷺ کے ارشادِ صادِق (سچے فرمان) کے مطابق اوروں کا کوہِ اُحد (اُحد پہاڑ) برابر سونا ان کے نیم صاع جَو کے ہمسر نہیں، جو قُربِ خدا اِنہیں حاصل دوسرے کو میسر نہیں اور جو درجاتِ عالیہ (بلند درجات) یہ پائیں گے غیر کو ہاتھ نہ آئیں گے، ان سب کو بِالْاِجمال پَرلے درجے (اعلیٰ درجے) کا "بِرّ" و "تَقی" جانتے ہیں اور تفاصیلِ احوال پر نظر حرام مانتے، جو فعل کسی کا اگر ایسا منقول بھی ہوا جو نظرِ قاصر (صرف خامیاں دیکھنے والی آنکھ) میں ان کی شان سے قدرے گرا ہوا ٹھہرے، اسے مَحْمَلِ حَسَن (اچھے معنی) پر اُتارتے ہیں اور اللہ کا سچا قول (رضی اللہ عنہم) سُن کر آئینۂ دل

میں یک قلم زنگِ تفتیش کو جگہ نہیں دیتے (اللہ کے فرمان: "اللہ ان سے راضی ہوا" سُن کر دل کے صاف ستھرے آئینے کو چھان بین کے زنگ سے آلودہ نہیں کرتے۔)، رسولُ اللہ ﷺ حکم فرما چکے: "جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو باز رہو۔" ناچار اپنے آقا کا فرمانِ عالی شان اور یہ سخت وعیدیں، ہولناک تہدیدیں سُن کر زبان بند کرلی اور دل کو سب کی طرف سے صاف کرلیا جان لیا کہ ان کے رُتبے ہماری عقل سے وَراء ہیں پھر ہم اُن کے معاملات میں کیا دَخل دیں، ان میں جو مشاجرات (باہمی رنجش) واقع ہوئے ہم ان کا فیصلہ کرنے والے کون؟(دس عقیدے، ص:182)

صدر الشریعہ بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اہلِ خیر و صلاح ہیں اور عادل، ان کا جب ذکر کیا جائے، تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔ کسی صحابی کے ساتھ سوءِ عقیدت بدمذہبی و گمراہی و استحقاقِ جہنم ہے کہ وہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بغض ہے، ایسا شخص رافضی ہے، اگرچہ چاروں خلفاء کو مانے اور اپنے آپ کو سُنّی کہے۔

مثلاً: حضرت معاویہ اور اُن کے والدِ ماجد حضرت ابو سفیان اور والدہ ماجدہ حضرت ہند، کوئی ولی کتنے ہی بڑے مرتبہ کا ہو کسی صحابی کے رتبہ کو نہیں پہنچتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باہم جو واقعات ہوئے، ان میں پڑنا حرام، حرام، سخت حرام ہے۔ مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ سب حضرات آقائے دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں۔ تمام صحابہ کرام اعلیٰ و ادنیٰ (اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں) سب جنتی ہیں، وہ جہنم کی بِھنک نہ سنیں گے اور ہمیشہ اپنی من مانتی مرادوں میں رہیں گے، محشر کی وہ بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی، فرشتے ان کا استقبال کریں گے کہ یہ ہے وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔ یہ سب مضمون قرآنِ عظیم کا ارشاد ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم انبیاء نہ تھے، فرشتہ نہ تھے کہ معصوم ہوں۔ ان میں بعض کے لیے لغزشیں ہوئیں، مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ و رسول (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے خلاف ہے۔ اللہ عزوجل نے سورہ حدید میں جہاں صحابہ کی دو قسمیں فرمائیں۔ مومنین قبلِ فتحِ مکہ اور بعدِ فتحِ مکہ اور اُن کو اِن پر تفضیل دی اور فرمادیا:

﴿وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی﴾ سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا۔

ساتھ ہی ارشاد فرمادیا:﴿ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴾ اللہ خوب جانتا ہے، جو کچھ تم کروگے۔

تو جب اُس نے اُن کے تمام اعمال جان کر حکم فرمادیا کہ ان سب سے ہم جنتِ بے عذاب وکرامت وثواب کا وعدہ فرماچکے، تو دوسرے کو کیا حق رہا کہ اُن کی کسی بات پر طعن کرے؟ کیا طعن کرنے والا اللہ (عزوجل) سے جدا اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔" (بہار شریعت، جلد1، حصہ 1، صفحہ 252-255، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان گہری محبت تھی۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے انتہائی عقیدت ومحبت کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں:

"وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي"

ترجمہ: اللہ کی قسم! حضور علیہ السلام کی رشتہ داری وقرابت مجھے اپنے رشتہ داری سے زیادہ محبوب اور مقدم ہے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلافت کے سب سے زیادہ مستحق سمجھتے ہیں یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غار کے ساتھی ہیں اور ثانی اثنین ہیں۔ ہم ان کی شرافت اور بزرگی کے معترف ہیں بلکہ خود حضور ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں ان کو امامت کا حکم دیا۔ (صحیح البخاری:3712، المستدرک علی الصحیحین، حدیث نمبر:4422)

زیر نظر دو کتابیں **"ابو بکر فی القرآن "** اور **"علی فی القرآن"** محمد علی قادری سکندری السندی کی تالیفات ہیں۔ ان کتابوں کو چند مقامات سے دیکھنے کا موقع ملا۔ مؤلف نے بہت عمدہ اور مفید تحقیق فرمائی ہے۔

علمی دنیا میں یہ ایک نیا اور خوبصورت اضافہ ہے۔ اللہ کریم ان کی اس کاوش کو قبولیت تامہ عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

(پروفیسر ڈاکٹر) **محمد ظفر اقبال جلالی**

پرنسپل وشیخ الحدیث جامعہ اسلام آباد

مؤرخہ: 2024-08-01

استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا مفتی **بشیر احمد فردوسی** دامت برکاتہ

بانی و مہتمم جامعۃ الفردوس حاصل پور

عصر حاضر میں امت مسلمہ جن مسائل کا شکار ہے ان میں سے ایک مسئلہ اس وقت اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام کے مابین (معاذ اللہ) اختلاف و انتشار کا وہ نظریہ پیش کیا جارہا ہے کہ جیسا کہ انکے درمیان آپس میں باہمی ربط و محبت کا تصور بھی نہیں ہے۔

حالانکہ قرآن پاک انکی عظمت و شان کے بارے میں یہ جملہ ارشاد فرما کر کہ "رحماء بینھم" آپس میں انتہائی رحمدل ہیں۔ اسکے بعد کسی کی رائے کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

اس سلسلہ میں ایک پیارے نوجوان جنابِ محترم فاضل ذی احتشام مولانا محمد علی سکندری زید شرفہ نے بڑی محنت اور جان فشانی سے اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام کے فضائل میں جو قرآن مقدس میں آیات مبارکہ نازل ہوئی میں انکو یکجا کیا۔ پھر انکے تحت مفسرین کے اقوال کو بیان کیا، بعدازیں ان آیات کے تحت جو احادیث مبارکہ ہیں انکو بیان کیا۔ جس سے اہل سنت کا نظریہ جو ابتداء سے چلتا آرہا تھا اس کو واضح کیا۔

بارگاہِ لم یزل میں دعا ہے اللہ انکی اس کاوش کو قبول فرمائے اور یہ امت مسلمہ کے اتحاد کا سبب بنے۔

مزید دعا ہے اللہ کریم ان کو مزید اس انداز میں کام کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

ناچیز حافظ بشیر احمد فردوسی گولڑوی

خادم جامعہ الفردوس حاصل پور ضلع بہاولپور

۲۶ ذی القعدہ ۱۴۴۵ھ

4/6/2024

## شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مختار درانی دام فیوضیہ

مہتمم جامعہ عربیہ سراج العلوم خانپور ضلع رحیم یار خان

فاضل عالم عزیزم مولانا محمد علی سکندری سلمہ اللہ تعالی نے نہایت محنت اور جانفشانی سے شان حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ میں قرآنی آیاتِ کریمہ جمع کر کے شان ثابت فرمائی۔ کثیر تعداد نصوصِ قطعیہ سے آپ نے شان سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ثابت فرمائی۔

اللہ کریم شرف قبولیت عطافرمائے۔ آمین

دعاگو مفتی محمد مختار درانی

2/6/2024

## شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد سعید قمر طال عمرہ

جامعہ رضویہ فیصل آباد

حضرت مولانا محمد علی سکندری سندھی تشریف لائے دو کتابیں تالیف فرمائیں۔ " ابو بکر فی القرآن" "علی فی القرآن" رضی اللہ عنہما۔

فقیر چونکہ اپنی جماعت کو پڑھانے میں مصروف تھا، آدھے گھنٹے کا وقفہ ہوا تو مولانا نے یہ کتابیں دکھائیں۔ چند مقامات دیکھے۔ ماشاء اللہ بہت اچھا لکھا ہے۔

اللہ تعالی مولانا کے علم میں عمل میں زندگی میں مزید برکات فرمائے اور عقیدہ اہل سنت پر استقامت نصیب فرمائے۔

محمد سعید قمر خادم حدیث جامعہ رضویہ

۲۷ ذیقعدہ ۱۴۴۵ھ

5/62024

حضرت علامہ مولانا مفتی پروفیسر **احمد رضا سکندری** زید شرفہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ سائین عبد الوہاب المعروف باباسائیں

**الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين، وعلى آله الطيبين الطاهرين وأصحابه الهادين الاكرمين أجمعين۔**

اللہ تبارک و تعالی نے انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو وہ مرتبہ عطا فرمایا ہے جو ان کے سوا کسی اور کو نصیب نہیں ہوا یعنی انبیاء کرام کے بعد صحابہ کرام وہ ہستیاں ہیں کہ ان جیسا نہ کوئی ہوا ہے نہ کوئی ہو سکتا ہے ان کو یہ مرتبہ فقط صحبت رسول کے باعث حاصل ہوا ہے اس اعتبار سے اعمال کے ثواب میں بھی کوئی ان کو نہیں پہنچ سکتا جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے

**عن ابي سعيد، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " لا تسبوا اصحابي فوالذي نفسي بيده لو انفق احدكم مثل احد ذهبا ما بلغ مد احدهم ولا نصيفه".**

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کوئی احد (پہاڑ) کے برابر سونا خرچ کر دے تو وہ ان کے ایک مد یا نصف مد کے برابر بھی نہ ہو گا"۔

(السنن لابی داود، كِتَاب السُّنَّةِ، باب فِي النَّهْيِ عَنْ سَبِّ، أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم، رقم الحدیث 4658)
الصحیح للبخاری، فضائل الصحابۃ 5(3673)،
الصحیح للمسلم، فضائل الصحابۃ 54(2541)،

پھر ان صحابہ کرام میں بھی مختلف مراتب ہیں۔ قران پاک میں بھی اس موضوع کی واضح اشارہ اور ثبوت ملتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا

لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ (١٠)

ترجمہ: تم میں سے فتح سے پہلے خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں، وہ بعد میں خرچ کرنے والوں اور لڑنے والوں سے مرتبے میں بڑے ہیں اور ان سب سے اللہ نے سب سے اچھی چیز کا وعدہ فرمالیا ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ (پ 27، الحدید: 10)

مراتبِ فضیلت کے اعتبار سے صحابہ کرام کی کئی تقسیمات ہیں جیسا کہ خلفائے اربعہ، عشرہ مبشرہ، اصحاب بدر، اصحاب احد، اصحاب بیعت رضوان وغیرہم اسی طرح دوسری تقسیم ہجرت اور ہجرت والوں کی مدد کے اعتبار سے مہاجرین اور انصار اسی طرح سے فتح مکہ سے پہلے اور بعد میں اسلام لانے اور انفاق کے اعتبار سے صحابہ کرام کی تقسیم۔

تمام صحابہ کرام میں سب سے افضل ترین خلفائے اربعہ یعنی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق، حضرت سیدنا عمر فاروق، حضرت سیدنا عثمان غنی اور حضرت سیدنا علی المرتضی رضوان اللہ علیہم ہیں۔ اور پھر ہر دور میں علماء کرام کے اجماع کے مطابق پھر ان چاروں صحابہ کرام میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہیں۔ اس طرح انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ تمام انسانوں سے افضل ہیں، یہی علماء اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے۔

حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم مسئلہ افضیلت کو شد و مد کے ساتھ بیان فرمانے والی پہلی شخصیت خود تاج دار ولایت سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔ آپ کی نافرماتے ہیں کہ

لا اجد احدا فضلني على ابي بكر و عمر إلا جلدته حد المفتري

میں کسی ایسے شخص کو جو مجھے ابو بکر و عمر سے افضل کہتا ہو پاؤں تو اسے الزام تراشی کی سزا اسی (٨٠) کوڑے ماروں گا۔

(الاعتقاد والہدایۃ الی سبیل الرشاد للبیہقی صفحہ ۱۳۵۸)

اور خاص طور پر مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس مسئلہ کو اپنے ایام خلافت میں اس انداز سے بیان فرمایا کہ امام ذہبی نے تاریخ الاسلام میں لکھا کہ

هذا متواتر عن علی

یہ مسئلہ (تفضیل شیخین) مولائے کائنات علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم سے تواتر کے ساتھ منقول ہے۔ (تاریخ الاسلام للذہبی، باب عہد الخلفاء، جلد ۳ صفحہ ۹۳)

اسی طرح شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمان مولی علی رضی اللہ تعالی عنہ سے اس مسئلہ کی قطعیت پر استدلال فرمایا ہے، فرماتے ہیں کہ

اجلہ صحابہ کرام اور حضرت علی کے احباب سے اسی (۸۰) حضرات نے تفضیل شیخین کا مسئلہ روایت کیا ہے اور ان حضرات نے مختلف مواقع میں یہ مسئلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے سنا ہے۔

(فتاوی عزیزی مترجم صفحہ ۳۸۳)

اعلی حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں کہ: مسئلہ تفضیل کو سب سے زیادہ بیان فرمانے والے اور مخالفین کو سخت سزا کا خوف دلانے والے سیدنا علی المرتضٰی اللہ بلند و بالا کے شیر کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں اس لیے کہ ان کے ایام خلافت اور کرسیِ زعامت میں ان کا شیخین ابو بکر و عمر کو خود پر اور تمام امت پر فضیلت دینا تواتر سے ثابت ہوا۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲۸ صفحہ ۶۷۴)

قرآن کریم انسانیت کے لئے اللہ تعالیٰ کا آخری اور کامل ترین پیغام ہے۔ اس کے مطالعے سے انسان کو ہدایت، علم اور حکمت کا خزانہ میسر آتا ہے۔ اس عظیم کتاب میں مختلف احکامات، قصص، ترغیبات، ترہیبات، مضامین اور شخصیات وغیرہ کا ذکر ہے، جن میں سے ایک اہم شخصیت مولی المسلمین امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ہے۔

فاضل عزیز علامہ حافظ محمد علی السندی السکندری "علی فی القرآن" کے عنوان سے اپنے رشحات قلم اور علمی کاوش بالکل تیار کر کے اس کا ایک پرنٹ فقیر کے پاس لیکر پیر طریقت مفتی منظور علی عباسی قادری زید مجدہ کی معیت میں تشریف لائے تھے اور اس کے متعلق چند کلمات لکھنے کا کہا۔ کتاب کی تکمیل کے بعد ہر مؤلف کو اس کی طباعت کی عجلت ہوتی ہے بالکل ایسا ہی علامہ محمد علی السندی صاحب کے ساتھ بھی ہے۔اس بنا پر کتاب کے مختلف مقامات پر نظر کرنے کے بعد تحریر قلمبند کی ہے۔

فاضل عزیز کی اس کتاب سے پہلے ایک اور غیر مطبوعہ کتاب بعنوان "ابو بکر فی القرآن" نظر سے گزری تھی اور اب اس کتاب بعنوان "علی فی القرآن" کی زیارت نصیب ہوئی (دونوں تالیفات کا منہج ایک ہی ہے) ۔ملاقات کے دوران گذارش بھی کی تھی کہ دونوں کتابیں تیار ہیں پہلے "ابو بکر فی القرآن" چھپواتے پھر یہ "علی فی القرآن"؟ کیوں کہ پہلے "ابو بکر فی القرآن" نظر سے گذری تو یہ سمجھا تھا کہ پہلے لکھی بھی یہی کتاب گئی ہے، لیکن علامہ صاحب نے بتایا کہ لکھنے کا آغاز اسی "علی فی القرآن" سے کیا گیا تھا پھر فرمایا کہ کوشش کروں گا کہ دونوں کو ایک ساتھ چھپوایا جائے۔

اس کتاب "علی فی القرآن" میں مؤلف موصوف نے حضرت مولائے کائنات علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر و فضائل کو قرآن کریم کی آیات یا پھر مختلف آیات کے تحت میں مفسرین کرام کے اقوال ان کی تفاسیر کی روشنی میں جمع کئے ہیں۔ اور مفسرین کرام کا یہ طریق رہا ایک ہی آیت کی تفسیر میں مختلف اقوال بیان کر دیتے ہیں پھر ان میں سے اپنی نظر میں راجح قول کو بیان کر دیتے ہیں لیکن مرجوح قول بھی مذکور ہوتا ہے۔

کتاب کے مؤلف نے اس موضوع پر گہرائی سے تحقیق کی ہے اور تفاسیر اور روایات حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت کے فضائل میں بیان کی ہیں۔ یہ کتاب نہ صرف اہل علم کے لئے بلکہ عام قارئین کے لئے بھی ایک علمی اثاثہ ثابت ہوگی۔

امید ہے کہ اس کتاب میں مذکور تمام ابحاث مسلک اہل سنت و جماعت کے مطابق ہوں گے لیکن اگر کہیں کوئی لچک ہو تو فقیر ایسی کسی بحث کی تائید نہیں کرتا اس کے لئے عرض یہ ہے مؤلف سے رابطہ کر کے اس کی اصلاح کی جائے۔

آخر میں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور امت کے لئے نفع بخش بنائے۔ آمین۔

العبد العاجز الفقیر احمد رضا سکندری

المرکز القادری السکندری

دربار شریف حضرت سخی باباسائیں سکندری حیدرآباد

21اگست 2024

## محترم جناب حضرت علامہ مولانا محمد مسعود احمد تونسوی

شیخ الحدیث جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد

نحمدہ ونصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

امابعد!

آج مورخہ 2024 -6 -5 بروز بدھ مولانا محمد علی سکندری السندی نے کتاب " علی فی القرآن" جو کہ مسودہ کی صورت میں تھی ان کو دیکھنے کا سرسری اور اجمالی طور پر اتفاق ہوا۔

مولانا مذکور نے بہت محنت کی ہے۔ اللہ تعالی مولانا صاحب کے علم و عمل میں برکتیں عطافرمائے۔ اور مولانا کی کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

یہ کتاب اہل علم اور عوام کے دونوں کے لیے مفید ہے۔ خاص کر جو حضرت علی کے ساتھ بغض و عناد رکھتے ہیں ان کے رد میں علامہ موصوف کی کوشش بہت بہتر ہے۔ ان حضرات کو یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہیے۔

علامہ صاحب کو عقیدہ اہلِ سنت و جماعت کے عقیدہ کی ترویج کرنے پر انہیں تحسین وآفریں کے ساتھ ساتھ اہل سنت و جماعت کے عقیدہ پر ثاطت قدم رکھنے کی دعا کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقیدہ اہل سنت وجماعت پر قائم و دائم رکھے۔ آمین ثم آمین

محمد مسعود احمد تونسوی

خادم الحدیث جامعہ قادری رضویہ

۲۷ ذیقعدہ ۱۴۴۵ھ

5/62024

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی **محمد ابراہیم قادری زید شرفہ**

مہتمم جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر

عزیزی محترم فاضلِ محتشم مولانا محمد علی سکندی السندی نے حضرت خلیفۂ بلا فصل سید نا ابو بکر صدیق رضیا للہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مولائے کل سید نا مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کے فضائل و مناقب میں " ابو بکر فی القرآن " اور " علی فی القرآن " بنام تالیف کیں۔ اور کوشش کی ان دونوں عظیم المرتبت ہستیوں کے فضائل، قرآن و تفسیرِ قرآن اور احادیثِ طیبہ کی روشنی میں سپرد قلم کرنے کی۔

عزیز موصوف نے اس تالیف میں کافی عرق ریزی، تتبع اور محنت سر کام لیا۔

میری دعا ہے اللہ تعالی اِس کارِ خیر کی بہترین جزا عطا فرمائے اور ان کی ان دونوں تالیف کو نافعِ خلق بنائے۔

آمین۔

محمد ابراہیم قادری غفر اللہ لہ

خادم جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر

۱۴ ذوالقعدہ ۱۴۴۵ھ، 23 مئی 2024ء

## استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عارف سعیدی زید شرفہ

مہتمم جامعہ انوار مصطفیٰ سکھر

بحمد اللہ ! آج حضرت علامہ مولانا محمد علی سکندری صاحب کی زیارت نصیب ہوئی۔آپ کی دو عدد کتاب مسودہ کی صورت بعض مقامات سے دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

انھوں نے پہلی کتاب میں افضل البشر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسری کتاب میں حضرت مولائے کائنات مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے جامع فضائل قرآن سے بہترین انداز میں تحریر فرمائے۔

آج کل کہیں بھی صحابہ کے فضائل بیان ہوں تو اہلِ بیت کا منکر ثابت کیا جاتا ہے۔اور اہلِ بیت کے مناقب بیان ہوں تو صحابہ کا گستاخ ثابت کیا جاتا ہے۔یہ روش بد عقیدہ دیابنہ، وہابیہ خذلھم اللہ کی بعض اہل سنت کے اختیار کرلی ہے۔جیساکہ ہم سید عالم ﷺ کی عظمت بیان کریں فوراشرک کا فتویٰ داغ دیا جاتا تھا۔

اللہ تعالی اہل سنت کو بد عقیدہ لوگوں کی روش سے ہمیں بچائے اور نواصب، خوارج اور روافض کے ہر طرح کے شر سے بچائے۔مولانا محمد علی صاحب کی تحریریں اس تاثر کو ان شاء اللہ رد کریں گی۔

عظمت صحابہ اور اہلِ بیت ہمارے قلوب میں جاگزیں رہے۔جس طرح کسی بھی صحابی پر طعن جہنمی عمل ہے، اسی طرح سیدہ پاک اور اہلِ بیت کی ذوات پر طعن بھی جہنمی عمل ہے۔لیکن ہمارے کچھ لوگ ایک طرف جھکاؤ رکھتے ہیں۔

اللہ تعالی ہمیں ہدایت عطافرمائے۔آمین۔۔۔

مولانا محمد علی صاحب کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں ایسی نفع بخش تحروروں کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔

دعاگو: محمد عارف سعید

۱۳ذوالقعدہ ۱۴۴۵ھ، 22 مئی 2024ء

استاذ العلماء وکیل حضرت علامہ مفتی اللہ بخش قادری زید شرفہ
مہتمم جامعہ صدیقیہ اسلامیہ بہرچونڈی شریف بلاک 2 کلفٹن کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما

نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

قرآنیات پر آج تک جتنا بھی کام ہوا ہے اس سے کہیں زیادہ اور کام کرنے کی ضرورت ہے لیکن یہ کام کرنا ایک تو آسان نہیں دوسرا یہ کہ اس کام میں علماء کرام کا ذوق و شوق تو دور کی بات ہے متوجہ بھی نہیں ہیں اکثر ایسے کاموں میں مصروف ہیں جن کا فائدہ دوسروں کو ملنا بہت دور کی بات ہے لیکن وہ خود بھی نہیں حاصل کر سکتے کیونکہ قرآن پاک اور حدیث نبوی ﷺ سے ان کا دور کا بھی واسط نہیں ہے۔ الاماشاء اللہ۔ اور ہاں قرآن کریم سے وہی حضرات علماء کرام استفادہ حاصل کر سکتے ہیں جو اس مقدس کتاب سے گہرا تعلق رکھتے ہیں جن کے دل و دماغ اکثر اوقات قرآنی آیات میں غوطہ زن رہتے ہیں اور اپنی علمی صلاحیت اور فضل ربانی سے اس بحر بے کنار سے لؤلؤ و مرجان (ابو بکر فی القرآن و علی فی القرآن) نکالتے رہتے ہیں۔

اے پروردگار عالم اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے سے علامہ محمد علی صاحب کی کوشش کو اپنی بارگاہ ایزدی میں دوام اقبال عطا فرما آمین۔

بندہ سعادت نقش

حافظ اللہ بخش

جامعہ صدیقیہ اسلامیہ بہرچونڈی شریف بلاک 2 کلفٹن کراچی

۲۵ ربیع الاول ۱۴۴۶

30 ستمبر 2024

## مفکر اسلام حضرت مولانا پروفیسر عون محمد سعیدی دامت برکاتہ

مہتمم جامعہ نظام مصطفیٰ بہاولپور

صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کے متعلق اہل سنت و جماعت کا نظریہ نہایت معتدل، متوازن اور سو فیصد بر حق ہے۔ اس نظریے سے انحراف انسان کو ضلالت کی اتھاہ گہرائیوں میں پھینک دیتا ہے۔

الحمد للہ علماء اہل سنت چودہ صدیوں سے صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کے ساتھ اپنی عقیدتوں اور محبتوں کا اظہار کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اس سلسلۃ الذہب میں شامل ہونا ایک عظیم سعادت ہے۔

فاضل جلیل مولانا محمد علی سکندری مدظلہ ایک ابھرتے ہوئے نوجوان اسکالر ہیں۔ انہوں نے اس حوالے سے ایک منفرد انداز میں قلم اٹھایا ہے۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قرآنی آیات میں جہاں ذکر خیر آیا ہے انہیں جمع کر کے ایک کتاب "ابو بکر فی القرآن" اور دوسری کتاب "علی فی القرآن" تحریر کی ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی ان کے اس منفرد علمی کام کو اپنی بارگاہ رسالت میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور اسے امت مسلمہ کے لئے سود مند بنائے۔

عون محمد سعیدی

خادم: جامعہ نظام مصطفیٰ

۲۵ ذوالقعدہ ۱۴۴۵ھ، 3 جون 2024ء

## عزت مآب حضرت علامہ محمد فیاض احمد اویسی رضوی

خادم درگاہ حضور فیض ملت محدث بہاولپوری جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور پنجاب پاکستان

"ابو بکر فی القرآن" "علی فی القران"

یہ دونوں کتابیں فاضل مکرم حضرت علامہ مولانا محمد علی سکندری زید مجدہ (حیدرآباد) کی تصانیف میں سے ہے۔ گزشتہ دنوں وہ فقیر کے ہاں تشریف لائے اپنے اس کتاب کا مسودہ (کمپوزنگ) ساتھ لائے۔

فقیر نے چند مقامات کا مطالعہ کیا ماشاء اللہ بڑے محققانہ انداز سے انہوں نے قرآنِ مقدس کی وہ آیات بینات جو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئیں ان کا شانِ نزول اور مقامِ نزول اور اس آیت کریمہ سے فضائل جو مفسرین کرام علمائے حق نے بیان فرمائے ہیں بڑے تفصیل سے لکھے۔ قرآنی آیات کے ساتھ ساتھ احادیث مبارکہ بھی لکیں۔ اہم بات یہ ہے کہ ترتیب لو ملحوظ رکھا کہ سورہ فاتحہ پہلی سورت سورۃ الناس آخری سورت اسی ترتیب سے آیات قرآنی کی ترتیب دی۔ اور حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چوتھے خلیفہ، حضرت مولائے کائنات شیر خدا حیدر کرار علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم، اور سیدہ کونین والیٔ جنت بی بی پاک زہرا بتول رضی اللہ عنہا کے شوہر نامدار کی شانِ عظمت میں قرآن مقدس کی بہت ساری آیات بینات جو آپ کے حق میں نازل ہوئی ان تمام آیات بینات کو یکجا کیا۔ اور ان آیات بینات کا شان نزول اور مقام نزول کے ساتھ اس آیات سے اخد کیے فضائل و مسائل کا بھی تفصیلا ذکر کیا ہے۔

ماشاء اللہ مولانا جواں سالی میں اتنا تحقیقی کام کر رہے ہیں امید ہے آنے والے وقتوں میں مزید امت مسلمہ کی رہنمائی کے لیے جہاد بالقلم کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔

یہ چند حروف فقیر نے لکھ دیئے ہیں تاکہ قارئین کرام کی دعاؤں میں شامل رہوں۔

والسلام مدینے کا بھکاری: الفقیر القادری محمد فیاض احمد اویسی رضوی

خادم درگاہ حضور فیض ملت محدث بہاولپوری جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور پنجاب پاکستان

26 ذوالقعدہ 1445ھ/4 جون 2024ء منگل بعد نماز عصر

## عزت مآب حضرت علامہ مولانا فاروق احمد سومرو دام اقبالہ

خطیب وامام اللہ والی مسجد (محکمہ اوقاف) لطیف آباد، یونٹ 8 حیدرآباد

## مسلما حامدا و مصلیا و مسلما

چند ہفتے پہلے عزیزم برادر محترم محمد علی سومرو صاحب کی تصنیف لطیف "علی في القرآن" پر احقر نے حضرت مصنف کے حکم پر معروضات پیش کئے تھے اس بعد چند دنوں میں "ابو بکر فی القرآن " کا مستودہ علامہ صاحب کی طرف سے موصول ہوا، خوشی ہوئی کہ مختصر وقت میں اتنا بڑا علمی خزانہ مرتب کرنا قابل تعریف و تقلید ہے۔

وقت کی تنگی کے باعث میں کتاب کو مکمل تو نہیں پڑھ سکا لیکن بعض مقامات کے مطالعے سے محسوس ہوا کہ قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور اجماع امت سے دلائل کا ذخیرہ، عقائد اہل سنت کے حفاظت کا ایک بہترین دستاویز ہے۔

دعاگو ہوں کہ اللہ کریم فاضل مصنف کی اس علمی تحقیقی خدمت کو قبول فرمائے اور اس خدمت کو کتاب کو عوام اور خواص میں مقبول بنائے۔ آمین

والسلام

فاروق احمد سومرو عفی عنہ۔

۲۵ ربیع الاول ۱۴۴۶

30 ستمبر 2024

# مصادر و مراجع


القرآن الکریم

| نام کتاب | مصنف | التوفی | مطبوع |
|---|---|---|---|
| 1. تفسیر ابن عباس | حضرت ابن عباس | 68ھ | الکتب العربیہ |
| 2. تفسیر مجاہد | ابو الحجاج مجاہد بن جبر التابعی | 104ھ | دار الفکر مصر |
| 3. جامع معمر بن راشد | ابو عروہ معمر بن ابی عمرو الازدی | 153ھ | مجلس العلمی |
| 4. تفسیر مقاتل بن سلیمان | ابو الحسن مقاتل بن سلیمان الازدی البلخی | 179ھ | احیاء التراث |
| 5. تفسیر یحی بن سلام | یحیٰی بن سلام بن ابی ثعلبہ | 200ھ | الکتب العربیہ |
| 6. مسند ابی داؤد الطیالسی | ابو داود سلیمان بن داود الطیالسی البصری | 204ھ | دار ہجر |
| 7. مصنف عبد الرزاق | ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی | 211ھ | مجلس العلمی |
| 8. تفسیر عبد الرزاق | ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی | 211ھ | الکتب العربیہ |
| 9. مسند الحمیدی | ابو بکر عبد اللہ بن الزبیر الحمیدی | 219ھ | دار السقا |
| 10. سنن سعید بن منصور | ابو عثمان سعید بن منصور الجوزجانی | 227ھ | دار السلفیہ |
| 11. کتاب الفتن | ابو عبد اللہ نعیم بن حماد المروزی | 228ھ | مکتبہ التوحید |
| 12. الطبقات الکبری | ابو عبد اللہ محمد بن سعد البغدادی | 230ھ | مکتبہ العلوم |
| 13. تاریخ ابن معین | ابو زکریا یحیٰی بن معین بن عون البغدادی | 233ھ | دار مامون |
| 14. سؤالات ابن الجنید | ابو زکریا یحیٰی بن معین بن عون البغدادی | 233ھ | مکتبہ الادر |
| 15. مصنف ابن ابی شیبہ | ابو بکر بن ابی شیبہ عبد اللہ بن محمد | 235ھ | مکتبہ الرشد |
| 16. مسند ابن ابی شیبہ | ابو بکر بن ابی شیبہ عبد اللہ بن محمد | 235ھ | دار الوطن |
| 17. مسند احمد | ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی | 241ھ | مؤسسۃ الرسالۃ |
| 18. فضائل الصحابہ | ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی | 241ھ | مؤسسۃ الرسالۃ |
| 19. الزہد | ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی | 241ھ | الکتب العلمیہ |
| 20. العلل و معرفۃ التاریخ | ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی | 241ھ | دار الخانی |
| 21. سنن دارمی | ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن | 255ھ | دار المغنی |
| 22. صحیح البخاری | محمد بن اسماعیل البخاری | 256ھ | دار الطوق |
| 23. التاریخ الکبیر | محمد بن اسماعیل البخاری | 256ھ | دائرۃ المعارف |
| 24. احوال الرجال | ابراہیم بن یعقوب بن إسحاق السعدی | 259ھ | حدیث اکیڈمی |
| 25. صحیح مسلم | مسلم بن الحجاج ابو الحسن القشیری | 261ھ | احیاء التراث |
| 26. الکنی والاسماء | مسلم بن الحجاج ابو الحسن القشیری | 261ھ | جامعہ اسلامیہ |
| 27. الثقات | ابو الحسن احمد بن عبد اللہ بن صالح العجلی الکوفی | 261ھ | مکتبہ الدار |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 28. جزء ابن عاصم | ابو جعفر محمد بن عاصم الاصبہانی الثقفی | 262ھ | دار العاصمہ |
| 29. اخبار مکہ | ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق الفاکہی | 271ھ | دار خضر |
| 30. سنن ابن ماجہ | ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی | 273ھ | دار احیاء التراث |
| 31. سنن ابو داؤد | ابو داود سلیمان بن الاشعث | 275ھ | المکتبہ العصریہ |
| 32. عیون الاخبار | ابو محمد عبد اللہ بن مسلم الدینوری | 276ھ | دار الکتب العلمیہ |
| 33. المعرفۃ والتاریخ | ابو یوسف یعقوب بن سفیان السفوی | 277ھ | مؤسسۃ الرسالۃ |
| 34. جامع ترمذی | ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذی | 279ھ | مطبعہ مصطفیٰ مصر |
| 35. العلل للترمذی | ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذی | 279ھ | دار احیاء التراث |
| 36. التاریخ الکبیر | ابو بکر احمد بن ابی خیثمۃ | 279ھ | الفاروق الحدیثۃ |
| 37. نقض الامام ابی سعید | ابو سعید عثمان بن سعید الدارمی السجستانی | 280ھ | مکتبہ الرشد |
| 38. احکام القرآن | القاضی ابو اسحاق اسماعیل بن إسحاق الازدی الجہضمی | 282ھ | دار ابن حزم |
| 39. تفسیر تستری | ابو محمد سہل بن عبد اللہ التُستری | 283ھ | دار الکتب العلمیہ |
| 40. الاوائل لابن ابی عاصم | احمد بن عمرو بن الضحاک الشیبانی | 287ھ | دار الخلفاء کویت |
| 41. السنۃ لابن اِبی عاصم | احمد بن عمرو بن الضحاک الشیبانی | 287ھ | المکتب الاسلامی |
| 42. الجہاد لابن ابی عاصم | احمد بن عمرو بن الضحاک الشیبانی | 287ھ | مکتبہ العلوم |
| 43. الآحاد والمثانی | احمد بن عمرو بن الضحاک الشیبانی | 287ھ | دار الرایہ |
| 44. مسند البزار | ابو بکر احمد بن عمرو البزار | 292ھ | مکتبہ العلوم |
| 45. السنۃ للمزوری | ابو عبد اللہ محمد بن نصر المَرْوَزِی | 294ھ | مؤسسۃ الکتب |
| 46. الزہرۃ | ابو بکرر محمد بن داؤد اصبہانی الظاہری | 297ھ | |
| 47. سنن نسائی | احمد بن شعیب بن علی النسائی | 303ھ | مطبوعات الاسلامیہ |
| 48. السنن الکبری | احمد بن شعیب بن علی النسائی | 303ھ | مؤسسۃ الرسالۃ |
| 49. الضعفاء والمتروکون | احمد بن شعیب بن علی النسائی | 303ھ | دار الواعی |
| 50. مسند ابی یعلی | ابو یعلی احمد بن علی بن المُثنی الموصلی | 307ھ | دار المامون دمشق |
| 51. جامع البیان | ابو جعفر محمد بن جریر الطبری | 310ھ | مؤسسۃ الرسالۃ |
| 52. تاریخ الرسل والملوک | ابو جعفر محمد بن جریر الطبری | 310ھ | دار التراث |
| 53. السنۃ | ابو بکر احمد بن محمد بن ہارون الخلال البغدادی | 311ھ | دار الرایہ |
| 54. کتاب التوحید | ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمۃ | 311ھ | مکتبہ الرشد |
| 55. معانی القرآن | ابو اسحاق ابراہیم بن السری بن سہل | 311ھ | عالم الکتب |
| 56. معجم الصحابہ | ابو القاسم عبد اللہ بن محمد البغوی | 317ھ | دار البیان |
| 57. احادیث اِبی عروبۃ | ابو عروبۃ الحسین بن محمد الجزری | 318ھ | شرکہ الریاض |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 58. تفسیر ابن منذر | ابو بکر محمد بن ابراہیم بن المنذر النیشاپوری | 319ھ | دار المآثر |
| 59. نوادر الاصول | ابو عبد اللہ محمد بن علی بن الترمذی | 320ھ | دار الجیل |
| 60. شرح مشکل الآثار | ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی | 321ھ | مؤسسۃ الرسالۃ |
| 61. شرح معانی الآثار | ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی | 321ھ | مؤسسۃ الرسالۃ |
| 62. الضعفاء الکبیر | ابو جعفر محمد بن عمرو العقیلی | 322ھ | المکتبہ العلمیہ |
| 63. العلل لابن ابی حاتم | ابو محمد عبد الرحمٰن بن محمد بن ادریس الرازی | 327ھ | مطابع الحمیضی |
| 64. المراسیل | ابو محمد عبد الرحمٰن بن محمد بن ادریس الرازی | 327ھ | مؤسسۃ الرسالۃ |
| 65. تفسیر القرآن العظیم | ابو محمد عبد الرحمٰن بن محمد بن ادریس الرازی | 327ھ | مکتبہ نزار |
| 66. المجالسہ وجواہر العلم | ابو بکر احمد بن مروان الدینوری المالکی | 333ھ | دار ابن حزم |
| 67. تاویلات اہل سنت | محمد بن محمد بن محمود، ابو منصور الماتریدی | 333ھ | دار الکتب العلمیہ |
| 68. اخبار ابی القاسم | ابو القاسم عبد الرحمان بن اسحاق الزجاجی | 337ھ | |
| 69. اعراب القرآن | ابو جعفر النحاس احمد بن محمد بن اسماعیل | 338ھ | دار الکتب العلمیہ |
| 70. معجم ابن الأعرابی | ابو سعید بن الاعرابی احمد بن محمد | 340ھ | دار ابن الجوزی |
| 71. من حدیث خیثمہ | ابو الحسن خیثمۃ بن سلیمان الاطرابلسی | 343ھ | دار الکتاب العربی |
| 72. معجم الصحابہ | ابو الحسین عبد الباقی بن قانع البغدادی | 351ھ | مکتبہ الغرباء |
| 73. صحیح ابن حبان | ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد التمیمی | 354ھ | مؤسسۃ الرسالۃ |
| 74. الثقات | ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد التمیمی | 354ھ | ادارۃ المعارف |
| 75. المجروحین | ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد التمیمی | 354ھ | دار الواعی |
| 76. البدء والتاریخ | مطہر بن طاہر المقدسی | 355ھ | مکتبہ الثقافہ |
| 77. الشریعۃ للآجری | ابو بکر محمد بن حسین الآجری | 360ھ | دار الوطن |
| 78. المعجم الاوسط | سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی | 360ھ | دار الحرمین |
| 79. المعجم الصغیر | سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی | 360ھ | مکتب الاسلامی |
| 80. المعجم الکبیر | سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی | 360ھ | مکتبہ ابن تیمیہ |
| 81. الکامل فی الضعفاء | ابو احمد بن عدی الجرجانی | 365ھ | المکتبہ العلمیہ |
| کتاب الامثال فی الحدیث | ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن حیان الانصاری | 369ھ | الدار السلفیۃ |
| 82. احکام القرآن | احمد بن علی ابو بکر الرازی الجصاص الحنفی | 370ھ | المکتبہ العلمیہ |
| 83. بحر العلوم السمرقندی | ابو اللیث نصر بن محمد بن احمد | 373ھ | |
| 84. معانی الاخبار | ابو بکر محمد بن ابی اسحاق الکلاباذی الحنفی | 380ھ | دار الکتب العلمیہ |
| 85. بحر الفوائد | ابو بکر محمد بن ابی اسحاق الکلاباذی الحنفی | 380ھ | دار الکتب العلمیہ |
| 86. معجم لابن المقرئ | ابو بکر محمد بن ابراہیم بن علی | 381ھ | مکتبہ الرشد |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 87. حدیث ابی الفضل | ابو الفضل عبید اللہ بن عبد الرحمٰن الزہری | 381ھ | اضواء السلف |
| 88. رؤیۃ اللہ | ابو الحسن علی بن عمر الدار قطنی | 385ھ | مکتبہ المنار |
| 89. الضعفاء والمتروکون | ابو الحسن علی بن عمر الدار قطنی | 385ھ | جامعہ اسلامیہ |
| 90. شرح مذاہب اہل سنت | ابو حفص عمر بن احمد بن عثمان ابن شاہین | 385ھ | مؤسسۃ قرطبہ |
| 91. تاریخ اسماء الضعفاء | ابو حفص عمر بن احمد بن عثمان ابن شاہین | 385ھ | |
| 92. فضائل الصحابۃ | ابو الحسن علی بن عمرب الدار قطنی | 385ھ | مکتبہ الغرباء |
| 93. الابانۃ الکبری | ابو عبد اللہ عبید اللہ بن محمد ابن بطۃ | 387ھ | دار الرایہ الریاض |
| 94. اِمالی ابن سمعون | ابو الحسین محمد بن احمد بن اسماعیل البغدادی | 387ھ | دار البشائر |
| 95. فوائد ابن اِخی | ابو الحسین محمد بن عبد اللہ بن البغدادی | 390ھ | اضواء السلف |
| 96. الاِیمان لابن مندہ | ابو عبد اللہ محمد بن إسحاق | 395ھ | مؤسسۃ الرسالۃ |
| 97. تفسیر القرآن العزیز | ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ ابن ابی زَمَنِین المالکی | 399ھ | الفاروق الحدیثہ |
| 98. متدرک علی الصحیحین | ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ | 405ھ | کتب العلمیہ |
| 99. شرف المصطفیٰ | ابو سعد عبد الملک بن محمد بن ابراہیم الخرکوشی | 407ھ | البشائر الاسلامیہ |
| 100. مناقب علی لابن مردویہ | ابو بکر احمد بن موسیٰ اصفہانی | 410ھ | دار الآثار |
| 101. سؤالات السلمی | ابو عبد الرحمٰن محمد بن الحسین بن محمد السلمی | 412ھ | |
| 102. فوائد ابن بشران | علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران | 415ھ | الکتب العلمیہ |
| 103. شرح اصول اعتقاد | ابو القاسم ہبہ اللہ بن الحسن الرازی للالکائی | 418ھ | دار طیبہ |
| 104. تاریخ جرجان | ابو القاسم حمزۃ بن یوسف الجرجانی | 427ھ | عالم الکتب |
| 105. سؤالات حمزۃ | ابو القاسم حمزۃ بن یوسف الجرجانی | 427ھ | مکتبہ المعارف |
| 106. الکشف والبیان | ابو اسحاق احمد بن محمد الثعلبی | 427ھ | دار احیاء التراث |
| 107. الضعفاء لابن نعیم | ابو نعیم اِحمد بن عبد اللہ الاصبہانی | 430ھ | دار الثقافت |
| 108. اِمالی ابن بشران | ابو القاسم عبد الملک بن محمد | 430ھ | دار الوطن |
| 109. معرفۃ الصحابہ | ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی | 430ھ | دار الوطن |
| 110. حلیۃ الأولیاء | ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی | 430ھ | دار الفکر |
| 111. الضعفاء | ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی | 430ھ | دار الثقافہ |
| 112. مشکل اعراب القرآن | ابو محمد مکی بن ابی طالب المالکی | 437ھ | موسسۃ الرسالۃ |
| 113. الہدایہ الی بلوغ النہایہ | ابو محمد مکی بن ابی طالب المالکی | 437ھ | جامعۃ الشارقہ |
| 114. النکت والعیون | ابو الحسن علی بن محمد بن محمد الماوردی | 450ھ | دار الکتب العلمیہ |
| 115. الحاوی الکبیر | ابو الحسن علی بن محمد بن محمد الماوردی | 450ھ | دار الکتب العلمیہ |
| 116. اعلام النبوۃ | ابو الحسن علی بن محمد بن محمد الماوردی | 450ھ | مکتبہ الہلال |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 117. فضائل ابی بکر الصدیق | محمد بن علی بن الفتح بن محمد بن علی ابو طالب الحنبلی | 451ھ | دار الصحابۃ للتراث بطنطا |
| 118. مسند الشہاب | ابو عبد اللہ محمد بن سلامۃ المصری | 454ھ | مؤسسۃ الرسالۃ |
| 119. السنن الکبری | احمد بن الحسین بن علی ابو بکر البیہقی | 458ھ | کتب العلمیہ |
| 120. شعب الایمان | احمد بن الحسین بن علی ابو بکر البیہقی | 458ھ | مکتبہ الرشید |
| 121. الاعتقاد | احمد بن الحسین بن علی ابو بکر البیہقی | 458ھ | دار الآفاق |
| 122. معرفۃ السنن والآثار | احمد بن الحسین بن علی ابو بکر البیہقی | 458ھ | دار الآفاق |
| 123. تاریخ بغداد | ابو بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی | 463ھ | الکتب العلمیہ |
| 124. الاستیعاب | ابو عمر یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر | 463ھ | دار الجیل |
| 125. جامع بیان العلم وفضلہ | ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر | 463ھ | دار ابن الجوزی |
| 126. لطائف الاشارات | عبد الکریم بن ہوازن بن عبد الملک القشیری | 465ھ | الھیئۃ المصریہ |
| 127. التسیر الوسیط | ابو الحسن علی بن احمد بن محمد الواحدی الشافعی | 468ھ | الکتب العلمیہ |
| 128. التفسیر البسیط | ابو الحسن علی بن احمد بن محمد الواحدی الشافعی | 468ھ | عمادۃ البحث اسلامی |
| 129. الوجیز فی تفسیر الکتاب | ابو الحسن علی بن احمد بن محمد الواحدی الشافعی | 468ھ | دار القلم |
| 130. اسباب النزول | ابو الحسن علی بن احمد بن محمد الواحدی الشافعی | 468ھ | دار الاصلاح |
| 131. ذم الکلام واہلہ | عبد اللہ بن محمد بن علی الہروی | 481ھ | مکتبہ العلوم |
| 132. مناقب علی لابن المغازلی | علی بن محمد بن محمد المغازلی | 483ھ | دار الآثار |
| 133. تفسیر القرآن السمعانی | ابو المظفر، منصور بن محمد بن عبد الجبار الشافعی | 489ھ | دار الوطن |
| 134. ترتیب الامالی الخمیسیۃ | یحیٰ (المرشد باللہ) بن الحسین (الموفق) بن اسماعیل | 499ھ | الکتب العلمیہ |
| 135. تفسیر الراغب | ابو القاسم الحسین بن محمد الراغب الاصفہانی | 502ھ | کلیہ الآداب |
| 136. ذخیرۃ الحفاظ | ابو الفضل محمد بن طاہر بن علی القیسرانی | 507ھ | دار السلف الریاض |
| 137. اطراف الغرائب | ابو الفضل محمد بن طاہر بن علی القیسرانی | 507ھ | دار الکتب العلمیہ |
| 138. الفردوس بماثور الخطاب | ابو شجاع الدیلمی الہمذانی | 509ھ | الکتب العلمیہ |
| 139. معالم التنزیل للبغوی | محی السنۃ ابو محمد الحسین بن مسعود | 510-516ھ | احیاء التراث |
| 140. شرح السنۃ | محی السنۃ ابو محمد الحسین بن مسعود | 510-516ھ | المکتب الاسلامی |
| 141. الحجۃ فی بیان المحجۃ | اسماعیل بن محمد بن الفضل الاصبہانی | 535ھ | دار الرایہ |
| 142. سیر السلف الصالحین | اسماعیل بن محمد بن الفضل الاصبہانی | 535ھ | دار الرایہ |
| 143. الحجۃ فی بیان المحجۃ | انو القاسم اسماعیل بن محمد بن الفضل | 535ھ | دار الرای |
| 144. شرح عقائد نسفی | امام ابو حفص عمر بن محمد النسفی | 537ھ | |
| 145. تفسیر کشاف | ابو القاسم محمود بن عمرو بن احمد الزمخشری | 538ھ | دار الکتاب العربی |
| 146. المحرر الوجیز | ابو محمد عبد الحق بن غالب المحاربی | 542ھ | دار الکتب العلمیہ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 147. الاباطیل والمناکیر | ابو عبداللہ حسین بن ابراہیم الجورقانی | 543ھ | دار الصمیعی |
| 148. العواصم من القواصم | القاضی محمد بن عبد اللہ ابو بکر بن العربی | 543ھ | دار التراث |
| 149. اکمال المعلم | ابو الفضل عیاض بن موسی المالکی | 544ھ | دار الوفا |
| 150. اربعین ابن مقرب | ابو بکر احمد بن المُقرّب بن الحسین الکرخی | 563ھ | دار ابن حزم |
| 151. تاریخ دمشق | ابو القاسم علی بن الحسن ابن عساکر | 571ھ | دار الفکر |
| 152. اربعون البلدانیہ | ابو القاسم علی بن الحسن ابن عساکر | 571ھ | مکتبہ القرآن قاہرہ |
| 153. المشیخۃ البغدادیۃ | ابو طاہر السّلفی احمد بن محمد بن احمد بن الاصبہانی | 576ھ | مخطوطہ |
| 154. فتیا وجوابہا فی ذکر الاعتقاد | ابو العلاء حسن بن احمد بن حسن العطار الہمدانی | 596ھ | دار العاصمہ الریاض |
| 155. زاد المسیر | جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی الجوزی | 597ھ | دار الکتاب العربی |
| 156. الضعفاء والمتروکون | جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی الجوزی | 597ھ | دار الکتب العلمیہ |
| 157. العلل المتناہیہ | جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی الجوزی | 597ھ | ادارۃ العلوم پاکستان |
| 158. الموضوعات | جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی الجوزی | 597ھ | مکتبہ السّلفیہ |
| 159. المنتظم فی تاریخ الامم | جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی الجوزی | 597ھ | دار الکتب العربیہ |
| 160. صفوۃ الصفوۃ | جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی الجوزی | 597ھ | دار الحدیث قاہرہ |
| 161. مفاتیح الغیب = التفسیر الکبیر | ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین فخر الدین | 606ھ | احیاء التراث |
| 162. جامع الاصول فی احادیث الرسول | مجد الدین ابو السعادات المبارک بن محمد الجزری | 606ھ | مکتبہ الحلوانی |
| 163. تنویر المقیاس | مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب الفیروزآبادی | 617ھ | دار الکتب العلمیہ |
| 164. المغنی لابن قدامۃ | عبد اللہ بن احمد بن محمد ابن قدامہ | 620ھ | مکتبہ القاہرہ |
| 165. المغنی عن الحفظ والکتاب | ابو حفص عمر بن بدر بن سعید الورانی الموصلی الحنفی | 622ھ | دار الکتاب العربی |
| 166. الفتوحات مکیہ | شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی | 629ھ | |
| 167. اسد الغابہ | ابو الحسن علی بن ابی الکرم ابن الاثیر | 630ھ | دار الکتب العربیہ |
| 168. الکامل فی التاریخ | ابو الحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی | 630ھ | دار الکتاب بیروت |
| 169. الجامع الکبیر | نصر اللہ بن محمد الشیبانی | 637ھ | مطبعہ مجمع العلمی |
| 170. الاحادیث المختارۃ | ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد المقدسی | 643ھ | دار خضر |
| 171. فضائل بیت المقدس | ضیاء الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد المقدسی | 643ھ | دار الفکر |
| 172. الدرر الثمینہ فی اخبار المدینہ | محب الدین ابو عبد اللہ محمد بن محمود بابن النجار | 643ھ | شرکۃ دار الارقم |
| 173. تفسیر عز بن عبد السلام | ابو محمد عز الدین عبد العزیز بن عبد السلام | 660ھ | دار ابن حزم |
| 174. تاریخ بغداد | ابو بکر احمد بن علی البغدادی | 663ھ | دار الگرب |
| 175. الجامع لاحکام القرآن | ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبیؒ | 671ھ | دار الکتب العصریہ |
| 176. شرح النووی | ابو زکریا محی الدین یحیٰ بن شرف النووی | 676ھ | دار احیاء التراث |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 177. انوار التنزیل واسرار التاویل | ناصر الدین عبد اللہ بن عمر البیضاوی | 685ھ | ورازۃ الاوقاف |
| 178. الریاض النضرۃ | احمد بن عبد اللہ بن محمد، محب الدین الطبری | 694ھ | المکتبۃ العلمیہ |
| 179. ذخائر العقبی | احمد بن عبد اللہ بن محمد، محب الدین الطبری | 694ھ | |
| 180. مشیخۃ ابن البخاری | ابو العباس احمد بن محمد بن عبد اللہ، الظاہری الحنفی | 696ھ | عالم المؤاد سعودیہ |
| 181. لباب التاویل | علاء الدین علی بن محمد الخازن | 741ھ | المکتبۃ العلمیہ |
| 182. مشکاۃ المصابیح | ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ التبریزی | 741ھ | الکمتبۃ الاسلامی |
| 183. التسہیل لعلوم التنزیل | ابو القاسم محمد بن احمد بن محمد بن عبد اللہ | 741ھ | دار ابن الجوزی |
| 184. تہذیب الکمال | جمال الدین ابو الحجاج یوسف بن عبد الرحمٰن | 741ھ | مکتب الاسلامی |
| 185. الخلاصۃ فی معرفۃ الحدیث | حسین بن محمد بن عبد اللہ شرف الدین الطیبی | 743ھ | مکتبہ الاسلامیہ |
| 186. البحر المحیط | ابو حیان محمد بن یوسف بن علی الاندلسی | 745ھ | دار الفکر |
| 187. سیر اعلام النبلاء | شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد الذہبی | 748ھ | مؤسسۃ الرسالۃ |
| 188. میزان الاعتدال | شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد الذہبی | 748ھ | دار المعرفۃ |
| 189. تلخیص الموضوعات | شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد الذہبی | 748ھ | مکتبہ الرشد |
| 190. تاریخ الاسلام | شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد الذہبی | 748ھ | مؤسسۃ الرسالۃ |
| 191. المغنی فی الضعفاء | شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد الذہبی | 748ھ | |
| 192. دیوان الضعفاء | شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد الذہبی | 748ھ | مکتبہ النہضۃ |
| 193. الکاشف | شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد الذہبی | 748ھ | دار القبلۃ، جدہ |
| 194. نظم درر السمطین | جمال الدین محمد بن یوسف بن حسن الحنفی | 750ھ | |
| 195. تفسیر القرآن الکریم | محمد بن ابی بکر بن ایوب ابن القیم | 751ھ | مکتبہ الہلال |
| 196. مدارج السالکین | محمد بن ابی بکر بن ایوب ابن القیم | 751ھ | دار الکتاب العربی |
| 197. تخریج الاحادیث الکشاف | جمال الدین ابو محمد عبد اللہ الزیلعی | 762ھ | دار ابن حزم |
| 198. اکمال تہذیب الکمال | ابو عبد اللہ، علاء الدین مغلطای بن قلیج الحنفی | 762ھ | فاروق الحدیثہ |
| 199. الوافی بالوفیات | صلاح الدین خلیل بن ایبک بن عبد اللہ الصفدی | 764ھ | احیاء التراث |
| 200. مرآۃ الجنان | ابو محمد عفیف الدین عبد اللہ بن اسعد الیافعی | 768ھ | دار الکتب العلمیہ |
| 201. طبقات الشافعیہ | تاج الدین عبد الوہاب بن تقی الدین السبکی | 771ھ | ہجر للطباعۃ |
| 202. التذکرۃ باحوال الموتی | ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر القرطبی | 671ھ | مکتبہ دار المنہاج |
| 203. تفسیر القرآن العظیم | ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی | 774ھ | دار الکتب العلمیہ |
| 204. البدایہ والنہایہ | ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی | 774ھ | دار الفکر/احیاء التراث |
| 205. جامع المسانید والسنن | ابو الفداء اسماعیل بن عمر البصری | 774ھ | دار خضر بیروت |
| 206. تخریج الدلالات السمعیہ | ابو الحسن علی بن محمد بن احمد الخزاعی | 789ھ | دار الغرب الاسلامی |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 207. شرح عقیدۃ الطحاویہ | صدر الدین محمد بن علاء الدین علی بن محمد | 792ھ | دار السلام |
| 208. تفسیر ابن ابی العز | صدر الدین محمد بن علاء الدین علی بن محمد | 792ھ | جامعہ الاسلامیہ |
| 209. شرح علل الترمذی | زین الدین عبد الرحمٰن بن احمد بن رجب الحنبلی | 795ھ | مکتبہ المنار |
| 210. فتح الباری | زین الدین عبد الرحمٰن بن احمد بن رجب الحنبلی | 795ھ | مکتبہ الغرباء |
| 211. مختصر تلخیص الذہبی | ابن الملقن سراج الدین ابو حفص عمر بن علی بن احمد | 804ھ | دار العاصمہ الریاض |
| 212. طرح التثریب | ابو الفضل زین الدین العراقی | 806ھ | الطبعۃ المصریۃ |
| 213. موارد الظمآن | ابو الحسن نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی | 807ھ | دار الکتب العلمیہ |
| 214. مجمع الزوائد | ابو الحسن نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی | 807ھ | مکتبہ القدسی قاہرہ |
| 215. التعریفات | علی بن محمد بن علی الزین الشریف الجرجانی | 816ھ | دار الکتب العلمیہ |
| 216. رسالۃ فی بیان مالم یثبت | مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب الفیروز آبادی | 817ھ | مخطوطہ |
| 217. طرح التثریب | احمد بن عبد الرحیم بن الحسین ابن العراقی | 826ھ | دار الفکر |
| 218. اسنی المطالب فی مناقب | شمس الدین ابو الخیر محمد بن محمد الجزری | 833ھ | مکتبہ القرآن |
| 219. العواصم والقواصم | محمد بن ابراہیم بن علی بن المرتضیٰ | 840ھ | مؤسسۃ الرسالۃ |
| 220. امتاع الاسماع | ابو العباس احمد بن علی بن عبد القادر الحسینی | 845ھ | دار الکتب العلمیہ |
| 221. مختصر الکامل | ابو العباس احمد بن علی الحسینی المقریزی | 845ھ | مکتبہ السنۃ قاہرہ |
| 222. غرائب القرآن | نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین | 850ھ | دار الکتب العلمیہ |
| 223. روضۃ المحدثین | احمد بن علی بن حجر العسقلانی | 852ھ | دار العاصمہ |
| 224. المطالب العالیہ | احمد بن علی بن حجر العسقلانی | 852ھ | دار العاصمہ |
| 225. لسان المیزان | احمد بن علی بن حجر العسقلانی | 852ھ | مؤسسۃ الاعلمی |
| 226. العجائب فی بیان الاسباب | احمد بن علی بن حجر العسقلانی | 852ھ | دار ابن الجوزی |
| 227. الاصابہ | احمد بن علی بن حجر العسقلانی | 852ھ | دار الکتب العلمیہ |
| 228. تہذیب التہذیب | احمد بن علی بن حجر العسقلانی | 852ھ | دائرۃ المعارف |
| 229. التمییز فی تلخیص الحبیر | احمد بن علی بن حجر العسقلانی | 852ھ | دار اضواء السلف |
| 230. تقریب التہذیب | احمد بن علی بن حجر العسقلانی | 852ھ | دار الرشید |
| 231. فتح الباری | احمد بن علی بن حجر العسقلانی | 852ھ | دار المعرفۃ |
| 232. العجاب فی بیان الاسباب | احمد بن علی بن حجر العسقلانی | 852ھ | دار ابن الجوزی |
| 233. زوائد تاریخ بغداد | بہاء الدین ابو البقاء، محمد بن احمد بن الضیاء الحنفی | 854ھ | دار الکتب العلمیۃ |
| 234. الجواہر الحسان | ابو زید عبد الرحمٰن بن محمد الثعالبی | 875ھ | احیاء التراث |
| 235. الثقات ممن لم یقع | ابو الفداء زین الدین قاسم بن قطلوبغا الحنفی | 879ھ | مرکز النعمان |
| 236. التحبیر شرح التحریر | علاء الدین ابو الحسن علی بن سلیمان الحنبلی | 885ھ | مکتبہ الرشد |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 237. عجالۃ الاملاء | ابو إسحاق. برہان الدین إبراہیم بن محمد بن محمود بن بدر | 900ھ | مکتبہ المعارف |
| 238. فتح المغیث بشرح الفیۃ | شمس الدین ابو الخیر محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی | 902ھ | مکتبہ السنۃ |
| 239. جامع الاحادیث | عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی | 911ھ | حسن عباس زکی |
| 240. الدر المنثور | عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی | 911ھ | دار الفکر |
| 241. تدریب الراوی | عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی | 911ھ | دار طیبہ |
| 242. تاریخ الخلفاء | عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی | 911ھ | مکتبہ نزار |
| 243. جمع الجوامع | عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی | 911ھ | ازہر الشریف |
| 244. الحاوی للفتاوی | عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی | 911ھ | دار الفکر |
| 245. الخصائص الکبری | عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی | 911ھ | دار الکتب العلمیہ |
| 246. فتح القریب المجیب | ابو عبد اللہ محمد بن قاسم بن محمد بن محمد | 918ھ | دار ابن حزم |
| 247. ارشاد الساری | احمد بن محمد بن ابی بکر القسطلانی | 923ھ | المطبعۃ الکبری |
| 248. سبل الہدی والرشاد | محمد بن یوسف الشامی | 942ھ | دار الکتب العلمیہ |
| 249. تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ | نور الدین علی بن محمد الکنانی | 963ھ | دار الکتب العلمیہ |
| 250. الصواعق المحرقۃ | احمد بن محمد ابن حجر الہیتمی | 974ھ | مؤسسۃ الرسالۃ |
| 251. الاعلام بقواطع الاسلام | احمد بن محمد ابن حجر الہیتمی | 974ھ | دار التقوا |
| 252. کنز العمال | علاء الدین علی بن حسام الدین الہندی | 975ھ | مؤسسۃ الرسالۃ |
| 253. تذکرۃ الموضوعات | محمد طاہر بن علی الصدیقی الہندی الفَتَّنِی | 986ھ | الطباعۃ المنیریہ |
| 254. شرح الشفا | علی بن (سلطان) محمد ابو الحسن نور الدین | 1014ھ | دار الفکر |
| 255. مرقاۃ شرح مشکاۃ | علی بن (سلطان) محمد ابو الحسن نور الدین | 1014ھ | دار الفکر |
| 256. فیض القدیر | عبد الرؤوف بن تاج العارفین المناوی | 1031ھ | المکتبہ التجاریہ |
| 257. لمعات التنقیح | عبد الحق بن سیف الدین الدہلوی الحنفی | 1052ھ | دار النوادر |
| 258. سمط النجوم العوالی | عبد الملک بن حسین المکی | 1111ھ | دار الکتب العلمیہ |
| 259. روح البیان | اسماعیل حقی بن مصطفی الحنفی | 1127ھ | دار الفکر |
| 260. توضیح الافکار لمعانی تنقیح | ابو ابراہیم محمد بن اسماعیل بن صلاح بن محمد الحسنی | 1182ھ | دار الکتب العلمیہ |
| 261. تفسیر مظہری | قاضی ثناء اللہ پانی پتی | 1225ھ | مکتبہ الرشید |
| 262. الفوائد المجموعۃ | محمد بن علی بن محمد الشوکانی | 1250ھ | دار الکتب العلمیہ |
| 263. روح المعانی | شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الحسینی آلوسی | 1270ھ | دار مکتبہ العلمیہ |
| 264. اسنی المطالب فی إحادیث | محمد بن محمد درویش، ابو عبد الرحمٰن الحوت الشافعی | 1277ھ | دار الکتب العلمیہ |
| 265. نہایۃ الإیجاز فی سیرۃ | رفاعۃ رافع بن بدوی بن علی الطہطاوی | 1290ھ | دار الذخائر |
| 266. فتح البیان فی مقاصد | ابو الطیب محمد صدیق خان بن حسن بن علی | 1307ھ | المکتبہ العصریہ |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| 267. | فتاوی رضویہ | اعلیحضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی | 1340ھ | |
| 268. | الشرف المؤبد | الشیخ یوسف ابن اسماعیل النبہانی | 1350ھ | |
| 269. | جواہر البحار | الشیخ یوسف ابن اسماعیل النبہانی | 1350ھ | |
| 270. | علوم البلاغۃ | احمد بن مصطفیٰ المراغی | 1371ھ | |
| 271. | تفسیر نعیمی | مفتی احمد یار نعیمی | 1391ھ | |
| 272. | سلسۃ الاحادیث | ابو عبد الرحمٰن محمد ناصر الدین البانی | 1420ھ | |
| 273. | تحریر تقریب التہذیب | الدکتور بشار عواد معروف، الشیخ شعیب الارنؤوط | 1438ھ | |
| 274. | التفسیر المنیر | وہبہ بن مصطفیٰ الزحیلی | | دار الفکر |
| 275. | تبیان القرآن | علامہ غلام رسول سعیدی | 1438ھ | |
| 276. | اللؤلؤ المکنون فی سیرۃ النبی المأمون | موسی بن راشد العازمی | | المکتبۃ العامریۃ |
| 277. | زوائد تاریخ بغداد | خلدون الاحد باستاذ الحدیث وعلومہ فی جامعۃ الملک عبد العزیز فی جدۃ | | دار القلم |
| 278. | الجامع الکامل فی الحدیث الصحیح الشامل | ابو احمد محمد عبد اللہ الاعظمی | | دار السلام |
| 279. | الایماء الی زوائد الامالی | نبیل سعد الدین سَلیم جرّار | | |
| 280. | الفرائد علی مجمع الزوائد | نبیل سعد الدین سَلیم جرّار | | دار الامام البخاری |
| 281. | الاحادیث الواردۃ فی فضائل الصحابہ | سعود بن عید بن عمیر الصاعدی | | عمادۃ البحث العلمی |
| 282. | دو میں سے دوسرے | مفتی محمد چمن زمان نجم القادری | | |
| 283. | بولا بالا تیرا | مفتی محمد چمن زمان نجم القادری | | |
| 284. | اَلدُّرَرُ السَّنِيَّة فِي الْمَنَاقِبِ الْعَلَوِيَّة | مفتی محمد چمن زمان نجم القادری | | |